آیاتھا ۱۱۱ ｜ سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ ۱۷ ｜ رکوعاتھا ۱۲

امام النحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری، ابن الضریس اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل، کہف اور مریم کی سورتیں پہلے زمانہ کی پرانی سورتیں ہیں اور میرا پرانا مال ہیں (یعنی میں نے ان سب کو پہلے سے یاد کیا ہوا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود کے اس جملہ (انھن العتاق الاول) کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہایت فصیح و بلیغ سورتیں ہیں یا ان کے مضامین بہت عمدہ ہیں مثلاً معراج کا واقعہ، اصحاب کہف کا تذکرہ اور حضرت مریم کا ذکر وغیرہ۔

امام احمد، ترمذی، انہوں نے اسے حسن کہا ہے، نسائی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات بنی اسرائیل اور الزمر کی تلاوت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمرو الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں عبداللہ نے نماز فجر پڑھائی تو انہوں نے دو سورتیں اور بنی اسرائیل کی آخری آیات تلاوت فرمائیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ
الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾ وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا
تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ﴿۲﴾ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
عَبْدًا شَكُوْرًا ﴿۳﴾ وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی
الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا
بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ
كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ
بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ﴿۶﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا
وُجُوْهَكُمْ وَ لِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا

عَلُوًّا كَبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝۸

"(ہرعیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کورات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنادیا ہم نے جس کے گردنواح کو، تا کہ ہم دکھا ئیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور بنایا ہم نے اس کتاب کو باعث ہدایت بنی اسرائیل کے لیے (اس میں انہیں حکم دیا) کہ نہ بنانا میرے بغیر کسی کو (اپنا) کارساز۔ اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے (کشتی میں) سوار کرایا نوح کے ساتھ، بے شک نوح ایک شکر گزار بندہ تھا اور ہم نے آگاہ کر دیا تھا بنی اسرائل کو کتاب میں کہ تم ضرور فساد برپا کرو گے زمین میں دو مرتبہ اور تم (احکام الٰہی سے) بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب آ گیا پہلا وعدہ ان دونوں وعدوں سے تو ہم نے (تمہاری سرکوبی کے لیے) بھیج دیئے اپنے چند بندے جو بڑے کرخت (اور) سخت تھے۔ پس وہ گھس گئے (تمہاری) آبادیوں میں اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا وہ پورا ہو کر رہنا تھا۔ پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں زمانہ کی گردش کو جو دشمن کے خلاف تھی اور ہم نے قوت دی تھی تمہیں مال سے، بیٹوں سے اور بنادیا تمہیں کثیر التعداد۔ اگر تم اچھے کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی (تمہارے) نفسوں کو ملے گی۔ پس جب آ گیا دوسرا وعدہ (تو اور ظالم ان پر غالب آ گئے) تا کہ غم ناک بنادیں تمہارے چہروں کو اور تا کہ (جبراً) داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے داخل ہوئے تھے اس میں پہلی مرتبہ تا کہ فنا و برباد کر کے رکھ دیں جس پر قابو پائیں۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے گا اور اگر تم فسق و فجور کی طرف دوبارہ لوٹے تو ہم بھی لوٹیں گے اور ہم نے بنادیا جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ مِّنَ الَّيْلِ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پڑھتے تھے۔

امام الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو ابن عباس نے فرمایا سُبْحٰنَ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نقص اور عیب سے پاکی بیان کرنا اور عبدہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سے مراد بیت اللہ اور الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا سے مراد بیت المقدس ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسجد کی طرف لوٹایا۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب سُبْحٰنَ کا یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں، کیا تو نے اعشی کا یہ شعر نہیں سنا۔

قُلْتُ لَهٗ لَمَّا عَلَا فَخْرُهٗ سُبْحَانَ مِنْ عَلْقَمَةِ الْفَاجِرِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 6، داراحیاء التراث العربی بیروت

''جب اس کا فخر انتہا کو پہنچ گیا تو میں نے اسے کہا علقمہ فاجر سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند اور پاک ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ثابت کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا، گدھے سے اونچا اور گھوڑے سے چھوٹا۔ وہ اپنا پاؤں نظر کی انتہاء پر رکھتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا حتی کہ میں بیت المقدس پہنچا۔ میں نے اسے اس حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا، دو رکعت نماز ادا کی پھر باہر نکلا، میرے پاس جبرئیل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے، میں نے دودھ کو پسند کیا، جبرئیل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے، پھر ہمیں آسمان دنیا کی طرف بلند کیا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل۔ پھر تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ۔ پوچھا گیا (کیا) انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں آدم علیہ السلام کو تشریف فرما پایا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا فرمائی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف بلند کیا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں نے خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو تشریف فرما پایا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا (ہاں) انہیں بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو تشریف فرما پایا۔ وہ ایسی شخصیت ہیں جنہیں حسن کلی یا نصف عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا فرمائی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل، پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، پھر دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو پایا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا فرمائی۔ پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل، پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا۔ ہے پس ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو پایا، انہوں نے مجھے خیر و برکت کی دعا دی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا (ہاں) انہیں بلایا گیا ہے۔ پس ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ البیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے

ہوئے تھے، البیت المعمور وہ جگہ ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں (اور جو ایک دفعہ حاضر ہوتے ہیں) پھر کبھی انہیں وہاں حاضری کا موقع نہیں ملتا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کا پھل مٹکوں جیسا (بڑا) تھا جب اس پر امر الٰہی سے چھا جاتا جو چھا جاتا ہے تو وہ بدل جاتا ہے، مخلوق الٰہی میں سے کوئی بھی اس کے حسن و خوبصورتی کو بیان نہیں کر سکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔ اس نے مجھ پر دن رات کی پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ میں واپس آیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے رب نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو، آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور میں نے ان کا تجربہ کیا ہے، میں اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ گیا اور عرض کی: یارب! میری امت پر تخفیف فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پانچ نمازیں کم فرما دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھے گی، اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جاؤ اور تخفیف طلب کرو۔ فرمایا میں اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے (پیارے) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ ہر دن اور رات کی پانچ نمازیں ہیں۔ اور جو نیکی کا ارادہ کرے گا اور پھر نیکی کرے گا نہیں تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ نیکی کرے گا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو (آپ کا امتی) برائی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ برائی کرے گا نہیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر وہ برائی کرے گا تو ایک برائی لکھی جائے گی۔ میں نیچے آیا حتی کہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا، انہیں اللہ تعالیٰ کی ان نوازشات کے بارے بتایا تو انہوں نے فرمایا: اپنے رب کے حضور لوٹ جاؤ اور تخفیف کا مطالبہ کرو، میں نے کہا میں اپنے رب کے حضور بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ اب تو مجھے اس سے حیا آرہی ہے۔ (1)

امام بخاری، مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت مسجد الکعبہ سے سیر کرائی گئی۔ آپ کے پاس وحی آنے سے پہلے تین شخص آئے جب کہ آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے، ان تین میں سے ایک نے کہا یہ کون ہے؟ ان میں سے درمیانے نے کہا: یہ ان سب سے بہتر ہے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: ان میں سے بہتر کو اٹھالو۔ پس اس رات کو آپ نے ان کو پھر نہ دیکھا حتی کہ وہ دوسری رات تینوں افراد پھر آئے۔ آپ اس کیفیت میں تھے کہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ اسی طرح تمام انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات نہ کی حتی کہ انہوں نے آپ کو اٹھا لیا اور زمزم کے کنویں کے پاس جا کر رکھ دیا۔ پھر ان میں سے جبرئیل کو آپ سونپ دیئے گئے۔ تو جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو ناف تک شق کیا حتی کہ آپ کا سینہ اور پیٹ کھل گئے۔ جبرئیل نے زمزم کے پانی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن کو اپنے ہاتھ سے دھویا حتی کہ آپ کا باطن مبارک

1۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 91، قدیمی کتب خانہ کراچی

بالکل صاف ہوگیا پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا، پس اس کے ساتھ آپ کے حلق کی عروق اور آپ کے سینہ مبارک کو بھر دیا۔ پھر اسے بند کر دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ کو آسمانی دنیا کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے اس کے دروازوں میں ایک دروازہ کو کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پہلے آسمان والوں نے کہا خوش آمدید! آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام پائے گئے۔ جبرئیل نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یہ آپ کے باپ آدم ہیں انہیں سلام کیجیے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا، آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا مرحبا واھلا اے میرے بیٹے تو بہت اچھا بیٹا ہے۔ پس آسمان دنیا میں دو نہریں بہہ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ دو نہیں کیسی ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ دریائے نیل اور فرات کی اصل ہے۔ پھر جبرئیل امین آپ ﷺ کو آسمان میں لے کر چلے تو وہ ایک دوسری نہر تھی جس پر موتیوں اور زبرجد کا محل تعمیر تھا، اس نہر میں آپ ﷺ نے ہاتھ مارا تو مسک اذفر (کستوری) تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ کوثر ہے جو تمہارے پروردگار نے فقط تمہارے لیے محفوظ کر رکھی ہے۔ پھر آپ ﷺ کو دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ فرشتوں نے اسی طرح سوال کیا جس طرح پہلے آسمان والوں نے کیا تھا پوچھا کون؟ انہوں نے کہا جبرئیل، پھر انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ فرشتوں نے پوچھا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا خوش آمدید۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف آپ کو لے جایا گیا، یہاں بھی پہلے اور دوسرے آسمان والے فرشتوں کی طرح سوالات کیے گئے۔ پھر آپ ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ یہاں بھی پہلے سوالات ہوئے۔ پھر آپ کو پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ انہوں نے بھی پہلے سوالات پوچھے۔ پھر آپ کو چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ ان فرشتوں نے بھی پہلے سوالات کیے۔ پھر آپ ﷺ کو ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا یہاں بھی فرشتوں نے پہلے سوالات کیے۔ ہر آسمان پر انبیائے کرام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے اسماء بھی بتائے تھے۔ ان میں سے دوسرے، آسمان پر حضرت ادریس تھے، چوتھے آسمان پر حضرت ہارون، پانچویں پر کوئی اور نبی جس کا نام یاد نہیں رہا اور حضرت ابراہیم چھٹے آسمان پر تھے اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت کی وجہ سے ساتویں آسمان پر تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! میں تو گمان ہی نہیں کرتا تھا کہ تو مجھ پر کسی کو بلند کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان بلندیوں پر فائز فرمایا جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں جانتا حتیٰ کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، جہاں رب العزت قریب ہوا پھر اس نے زیادتی قرب کو طلب کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے دو کمانوں کی مقدار ہو گیا یا اس سے زیادہ قریب۔ پھر نبی کریم ﷺ کی طرف وحی فرمائی جس میں آپ کی امت پر پچاس نمازیں ہر دن اور رات میں فرض فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ نیچے تشریف لائے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ موسی علیہ السلام نے آپ کو روک لیا: اور کہا اے محمد (ﷺ)! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ عہد فرمایا ہے؟ محمد ﷺ نے فرمایا اس نے ہر دن اور رات میں پچاس نمازوں کا حکم فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی واپس جائیں اور اپنے لیے اور اپنی

امت کے لیے اپنے پروردگار سے تخفیف طلب فرمائیں، نبی کریم ﷺ جبرئیل کی طرف متوجہ ہوئے گویا مشورہ طلب کر رہے ہیں۔ جبرئیل نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہاں اگر آپ چاہیں تو چلے جائیں۔ پھر آپ ﷺ کو الجبار تبارک وتعالیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ آپ ﷺ نے عرض کی: یہی آپ کا مرتبہ ہے، یارب ہم سے تخفیف فرما میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ سے دس نمازوں کو ساقط کر دیا پھر آپ ﷺ موسیٰ کے پاس آئے تو انہوں نے پھر روک لیا۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کو بار بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹاتے رہے حتیٰ کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پانچ نمازیں رہ جانے کے وقت بھی روک لیا اور عرض کی یا محمد! اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل کا اس سے کم نمازوں پر تجربہ کیا ہے وہ کمزور پڑ گئے تھے اور انہوں نے حکم الٰہی کو چھوڑ دیا تھا۔ آپ کی امت تو از روئے جسم، دل، بدن، آنکھوں اور کانوں کے کمزور ہے۔ آپ واپس جائیں اور ان پانچ میں بھی تخفیف طلب کریں، نبی کریم ﷺ جبرئیل کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ ان سے اس پر مشورہ طلب کریں، تو جبرئیل نے مزید تخفیف طلب کرنے کو پسند نہ کیا۔ پس پانچ نمازوں کے وقت رسول اللہ ﷺ نے عرض کی یارب! میرے امت کے جسم، دل، کان اور بدن کمزور ہیں، ہم سے تخفیف فرما، الجبار (تعالیٰ) نے ارشاد فرمایا: اے محمد! (ﷺ) حضور نے عرض کی لبیک وسعدیک۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے قول نہیں بدلا جاتا۔ جیسے تم پر نماز ام الکتاب میں فرض کی گئی ہے (اب ایسی ہی رہے گی) اور ہر نیکی کا بدل دس نیکیاں ہوں گی۔ ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں اور آپ پر فرض پانچ نمازیں ہیں، آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے تخفیف فرما دی ہے۔ اس نے ہمیں ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا فرمائی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اللہ کی قسم! بنی اسرائیل کو اس سے کم عمل پر آزما چکا ہوں، انہوں اس کو چھوڑ دیا تھا تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤ اور تخفیف طلب کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے موسیٰ! اللہ کی قسم! میں اس کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوا ہوں، اس وجہ سے مجھے اب اپنے رب کی بارگاہ میں جانے سے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ فرمایا اللہ کے نام سے اتر جاؤ۔ آپ بیدار ہوئے تو آپ پھر مسجد حرام میں تھے۔ (1)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی مالک کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ وہ مجھ سے پہلے انبیائے کرام کو لے کر گیا تھا۔ میں سوار ہوا جب کہ میرے ساتھ جبرئیل بھی تھے، میں چلا تو کہا اترو اور نماز پڑھ لو، میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر پوچھا تم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ تو نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے، اس کی طرف ہجرت کرنی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر کہا کہ اترو اور نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی تو جبرئیل نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی تھی۔ پھر کہا اترو اور نماز پڑھو۔ میں نے نماز پڑھی تو پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ کہاں نماز پڑھی ہے۔ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 262، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور میرے لیے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا تھا۔ پس جبرئیل نے مجھے مصلیٰ امامت پر آگے کیا میں نے تمام انبیاء کرام کو نماز پڑھائی۔ پھر جبرئیل مجھے آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ وہاں آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرئیل نے مجھے کہا کہ ان پر سلام کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے اور نبی صالح کو خوش آمدید۔ پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ اس میں خالہ زاد بھائی عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا، وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا، اس میں ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، اس میں ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا، اس میں موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا، میں سدرۃ المنتہی پر پہنچا، اس کو کہر نے گھیر رکھا تھا۔ میں سجدہ میں گر گیا۔ مجھ سے کہا گیا میں نے جس دن آسمان اور زمین کو پیدا کیا اس دن تم پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ تم اور تمہاری امت انہیں ادا کریں۔ میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا آپ پر اور آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض ہوئی ہیں؟ میں نے کہا پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ان کو قائم کرنے کی طاقت نہیں رکھے گی، پس اپنے رب سے تخفیف طلب کرو۔ میں واپس سدرہ پر آیا۔ سجدہ میں گر گیا اور عرض کی یا رب تو نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، میں اور میری امت اس کو قائم نہیں رکھ سکیں گے پس اللہ تعالیٰ نے دس کی تخفیف فرمائی پھر میں موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس نمازوں کی تخفیف فرمادی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور مزید تخفیف کا سوال کرو، پس اللہ تعالیٰ نے دس دس نمازیں تخفیف فرمادیں حتی کہ فرمایا: یہ پچاس کے بدلے پانچ ہیں، ان کو تم اور تمہاری امت ادا کریں۔ میں جان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوگئی ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر کتنی نمازیں فرض ہیں؟ میں نے کہا پانچ نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی گئی تھیں انہوں نے ان دو کو بھی ادا نہ کیا۔ میں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں میں تو اب لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے عن یزید بن ابی مالک عن انس رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کرائی گئی تھی تو آپ کے پاس جبرئیل امین ایک جانور لائے تھے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر سوار کیا وہ جانور اتنا تیز رفتار تھا کہ جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ جب بیت المقدس پہنچے تو اس پتھر کے پاس آئے جو وہاں موجود تھا، جبرئیل نے انگلی مار کر اس میں سوراخ کر دیا۔ پھر اسے باندھ دیا پھر اوپر گئے۔ جب دونوں مسجد کے صحن میں پہنچے تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب سے یہ سوال کیا ہے کہ تجھے آہو چشم حوریں دکھائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا ان عورتوں

1۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 23-221، قاہرہ

کے پاس جاؤ اوران کو سلام کرو۔ وہ تمام اس چٹان کی بائیں طرف بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں ان کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا، انہوں مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا: کون ہو؟ انہوں نے کہا خیرات حسان ہم ان نیک لوگوں کی بیویاں ہیں جو صاف ہوں گے اور اپنے آپ کو گناہوں سے آلودہ نہ کریں گے ٹھہریں گے اور سفر نہ کریں گے، ہمیشہ باقی رہیں گے اور ان پر موت طاری نہ ہوگی۔ پھر میں واپس آیا تو تھوڑی دیر گزری تھی کہ بہت سے لوگ جمع ہوگئے پھر ایک مؤذن نے اذان دی تکبیر کہی۔ ہم صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ ہم منتظر تھے کہ امامت کون کرائے گا۔ پس جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے کر دیا۔ میں نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی؟ میں نے کہا نہیں۔ جبرئیل نے کہا آپ کے پیچھے ہر نبی نے نماز پڑھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔ پھر جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گیا۔ جب ہم دروازہ پر پہنچے تو جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، فرشتوں نے پوچھا تو کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، فرشتوں نے پوچھا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، فرشتوں نے دروازہ کھولا اور کہا آپ کو بھی خوش آمدید اور آپ کے ساتھی کو بھی خوش آمدید۔ جب آسمان کے درمیان پہنچے تو وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ جبرئیل نے مجھے کہا کیا آپ اپنے باپ آدم پر سلام نہیں کرتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام پیش کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب عطا فرمایا اور فرمایا: پیارے بیٹے اور نبی صالح کو خوش آمدید۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو فرشتوں نے پہلے آسمان والوں کی طرح سوالات کیے۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو انہوں نے بھی پہلے آسمان والوں کی طرح سوالات کیے۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو مثل سابق سوالات ہوئے، ہاں ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، تو جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو ان سے مثل سابق گفتگو ہوئی۔ وہاں ہارون علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو مثل سابق بات ہوئی۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو ان سے مثل سابق کلام ہوئی۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر میں ساتوں آسمان کے وسط پر لے جایا گیا حتیٰ کہ مجھے ایک نہر پر لے گئے جس پر یاقوت، موتیوں اور زبرجد کا ایک خیمہ تھا۔ اس پر انتہائی نفیس خوبصورت پرندے تھے۔ میں نے دیکھا تو جبرئیل سے کہا یہ بڑا نرم و نازک پرندہ ہے۔ جبرئیل نے کہا اے محمد! (ﷺ) اس کو کھانے والے اس سے نرم ہیں۔ پھر پوچھا کیا آپ جانتے ہیں یہ نہر کیسی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے، اس میں سونے اور چاندی کے برتن ہیں، یہ یاقوت اور زمرد کے پتھروں پر چلتی ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ میں نے اس کے برتنوں میں سے ایک برتن لیا، پھر اس نہر سے پانی بھرا اور پی لیا۔ وہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور اس

کی خوشبو کستوری سے زیادہ تیز تھی۔ پھر جبرئیل مجھے لے کر چلا حتی کہ درخت تک پہنچ گئے۔ مجھے ایک بادل نے گھیر لیا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا۔ جبرئیل نے مجھے چھوڑ دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے محمد! میں نے جس دن سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس دن سے تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ پس تم اور تمہاری امت اسے قائم کرو، پھر مجھ سے وہ بادل چھٹ گیا، جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا میں تیز تیز واپس آیا اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھے نہ کہا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوا؟ میں نے کہا مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا: تم اور تمہاری امت یہ بوجھ نہ اٹھا سکو گے۔ پس تم اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور اپنے لیے تخفیف کی التجاء کرو۔ میں جلدی جلدی واپس آیا، اس درخت تک پہنچا تو مجھے بادل نے گھیر لیا۔ میں سجدہ میں گر گیا اور عرض کی: اے میرے رب! ہم سے تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تم سے دس نمازیں ساقط کر دیں۔ پھر بادل چھٹ گیا، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا کہ مجھ سے دس نمازیں کم کر دی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا دوبارہ جاؤ اور اپنے رب سے تخفیف کی التجاء کرو، پس اللہ تعالیٰ نے پھر دس نمازیں کم کر دیں پس ہر چکر پر دس نمازیں کم ہوتی رہیں حتی کہ فرمایا: یہ پچاس کے مقابلہ میں پانچ نمازیں ہیں۔ پھر آپ واپس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں جن آسمان والوں کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے دیکھ کر وہ ہنسے سوائے ایک شخص کے۔ میں نے اس پر سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا لیکن مجھے دیکھ کر ہنسا نہیں؟ جبرئیل نے کہا وہ دوزخ کا داروغہ مالک ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا وہ ہنسا نہیں ہے۔ اگر وہ کسی کے لیے ہنستا تو تمہیں دیکھ کر ہنستا۔ فرمایا پھر میں واپسی کے لیے سوار ہوا۔ جب میں راستہ پر تھا تو قریش کے ایک قافلہ کے پاس سے گزرا جو خوراک لا د رہا تھا۔ ان کے قافلے میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں تھیں۔ ایک سیاہ بوری تھی اور ایک سفید بوری تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کے مقابل آئے تو اونٹ بدک گیا، بھاگا اور گر گیا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ پھر آپ چلے جو رات کو دیکھا تھا اس کی خبر دی، مشرکین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا واقعہ سنا تو وہ ابو بکر کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکر! کیا اب بھی تو اپنے ساتھی کی تصدیق کرے گا، وہ کہتا ہے کہ اس رات وہ ایک ماہ کی مسافت طے کر آیا ہے پھر یہ سفر کر کے واپس بھی اسی رات پہنچ گیا ہے، سیدنا ابو بکر نے کہا اگر یہ بات واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے۔ تو اس نے سچ کہا ہے ہم تو اس کی اس سے بھی بعید باتوں کی تصدیق کرتے ہیں ہم اس کی آسمان کی خبر کی تصدیق کرتے ہیں۔ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تم جو کہتے ہو اس کی علامت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قریش کے ایک قافلہ سے گزرا ہوں وہ فلاں مقام پر تھا۔ ہماری وجہ سے ان کا اونٹ بھاگا تھا اور اس قافلہ میں ایک اونٹ ہے جس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ ایک سفید بوری اور ایک سیاہ بوری، پس وہ گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے ان سے پوچھا، انہوں نے بالکل اسی طرح بتایا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ اسی وجہ سے سیدنا ابو بکر کو الصدیق کہا جاتا ہے، مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جو آپ سے ملے تھے ان میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ مشرکین نے کہا ان کی شکل و

شباہت بیان کیجئے، فرمایا موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے مرد ہیں، گویا وہ از دعمان کے مردوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد اور سیدھے بالوں والے ہیں۔ ان کے چہرہ پر سرخی غالب ہے، گویا ان کی داڑھی سے موتی لڑھک رہے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں عبدالرحمٰن بن ہاشم بن عتبہ عن انس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لے کر آئے تو براق نے اپنے کانوں کو حرکت دی۔ جبرئیل نے کہا: اے براق! اللہ کی قسم! تم پر اس برگزیدہ شخص کی مثل کوئی سوار نہیں ہوا، رسول اللہ ﷺ چلے تو راستہ کی ایک طرف ایک بوڑھی عورت تھی، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا: اے محمد! ﷺ۔ تم چلو۔ آپ چلے تو کوئی چیز راستہ دور آپ کو بلاتی تھی۔ کہتی اے محمد! ادھر آؤ، جبرئیل نے آپ سے کہا: اے محمد! چلتے رہو۔ آپ چلتے رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، آپ ﷺ کو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ملی۔ انہوں نے کہا السلام علیك یا اول، السلام علیك یا آخر السلام علیك یا حاشر! جبرئیل نے کہا ان کو سلام کا جواب دو۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر ایک دوسرا گروہ ملا۔ انہوں نے اسی طرح سلام کیا۔ آپ نے انہیں جواب دیا۔ پھر تیسرا گروہ ملا۔ اس سے بھی اسی طرح سلام، جواب ہوا۔ حتی کہ آپ بیت المقدس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کو پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے دودھ لے لیا، جبرئیل نے کہا: آپ نے فطرت کو پالیا۔ اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی۔ اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔ پھر آدم علیہ السلام اور باقی بعد کے انبیائے کرام تشریف لائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس رات ان کی امامت کرائی۔ پھر جبرئیل نے کہا وہ بوڑھی جو آپ نے راستہ کی ایک طرف دیکھی تھی دنیا کا صرف اتنا وقت باقی ہے جتنی کہ اس بوڑھی عورت کی عمر باقی ہے اور وہ جس کی طرف آپ نے مائل ہونے کا ارادہ کیا تھا وہ اللہ کا دشمن ابلیس تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہوں اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا، وہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن خنیس عن انس رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مسجد میں ایک رات سویا ہوا تھا۔ میں نے تین شخص اپنی طرف آتے ہوئے دیکھے۔ ایک نے کہا یہ ہے وہ۔ درمیان والے نے کہا ہاں (وہی ہے)۔ تیسرے نے کہا قوم کے سردار کو اٹھا لو۔ پھر وہ تینوں افراد واپس چلے گئے۔ میں نے پھر انہیں دوسری رات دیکھا۔ ایک نے کہا یہ ہے وہ، دوسرے نے کہا ہاں (یہ وہی ہے)۔ تیسرے نے کہا قوم کے سردار کو اٹھا لو۔ پھر وہ واپس چلے گئے حتی کہ تیسری رات پھر میں نے انہیں دیکھا۔ پہلے نے کہا یہ ہے وہ۔ درمیان والے نے کہا، ہاں یہ ہے وہ! تیسرے نے کہا قوم کے سردار کو اٹھا لو۔ وہ مجھے زمزم کے پاس لائے، مجھے پیٹھ کے بل چت لٹا دیا۔ پھر میرے باطن کو دھویا۔ پھر ایک دوسرے کو کہنے لگے صاف کرو، پھر ایک حکمت وایمان سے لبریز سونے کا تھال لایا گیا جو میرے باطن میں انڈیل دیا گیا، پھر مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، تو آسمان والوں نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا، جبرئیل! انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد! ﷺ انہوں نے پوچھا کیا انہیں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اسراء رسول اللہ ﷺ، جلد 2، صفحہ 362، دار الکتب العلمیہ بیروت

بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ جب انہوں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو مسکرائے اور جب اپنی بائیں جانب دیکھا تو رونے لگے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ آدم ہیں۔ جب انہوں نے دائیں جانب دیکھا تو اپنی جنتی اولاد کو دیکھا اس لیے مسکرائے اور جب بائیں جانب دیکھا تو اپنی دوزخی اولاد کو دیکھا اس لیے رو پڑے۔

پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بھتیجے! (آگے طویل حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتی کہ چھٹے آسمان پر آیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے ﷺ؟ جبرئیل نے کہا ہاں دروازہ کھولا گیا تو وہ موسیٰ علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف بلند کیا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا (پیارے) بیٹے اور (مکرم) رسول کو خوش آمدید۔ پھر آپ چلتے رہے حتی کہ جنت کی طرف آئے، اس کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے۔ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد (ﷺ)۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا۔ فرمایا میں جنت میں داخل ہوا مجھے کوثر عطا کی گئی۔ یہ جنت کی ایک نہر ہے جس کے کنارے پر کھوکھلے موتی لگے ہوئے ہیں۔ پھر آپ چلے حتی کہ سدرۃ المنتہی پہنچے، **فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝** (النجم) مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا حتی کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا کتنی نمازیں تم پر اور تمہاری امت پر فرض کی گئی ہیں؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا واپس جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو۔ میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم فرما دیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام سے گزرا۔ تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں؟ میں نے کہا چالیس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: واپس جاؤ اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو، میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں مزید کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں ہیں؟ میں نے کہا تیس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو، میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس کم کر دیں۔ میں موسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں ہیں۔ میں نے کہا بیس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا واپس جاؤ اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو۔ میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں مزید کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ میں نے کہا دس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا واپس جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال

کرو۔ میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں معاف کر دیں پھر فرمایا میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی اور نہ میرا لکھا منسوخ ہوتا ہے۔ تم سے یہ تخفیف پانچ نمازوں کی تخفیف کی طرح ہے اور تمہیں اجر پچاس نمازوں کا ملے گا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں ہیں؟ میں نے کہا پانچ، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو، کیونکہ بنی اسرائیل کو اس سے بھی آسان کام کا حکم دیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کو پورا نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ مجھے اب حیا آتی ہے۔

امام البزار، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو کیسے سیر کرائی گئی؟ فرمایا: میں نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی تو جبرئیل میرے پاس ایک سفید جانور لائے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جبرئیل نے کہا سوار ہو جاؤ۔ میرے لیے اس نے چڑھنا مشکل کر دیا۔ تو جبرئیل نے اس کے کان مروڑے پھر مجھے اس پر سوار کیا۔ وہ ہمیں لے کر چلا تو وہ اتنا تیز رفتار تھا کہ حدنگاہ پر قدم رکھتا تھا حتی کہ ہم کھجوروں والی زمین میں پہنچ گئے۔ جبرئیل نے کہا اترو، میں اترا تو جبرئیل نے کہا نماز پڑھو، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے، جبرئیل نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ جبرئیل نے کہا تم نے یثرب میں نماز پڑھی ہے۔ تم نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ سواری ہمیں لے کر چلی۔ وہ وہاں قدم رکھتی جہاں نظر پڑتی تھی۔ پھر ہم ایک جگہ پہنچے تو جبرئیل نے کہا: یہاں اترو اور نماز پڑھو، میں نے نماز پڑھی اور پھر سوار ہو گئے۔ جبرئیل نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے پاس نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ جانور ہمیں لے کر چلا۔ وہ اس جگہ قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نظر پڑتی تھی۔ پھر ہم ایک زمین پر پہنچے، جہاں ہمارے لیے محلات ظاہر ہوئے، جبرئیل نے کہا اترو اور نماز پڑھو۔ میں اترا اور میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے۔ جبرئیل نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ جبرئیل نے کہا آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ پھر وہ مجھے ساتھ لے کر چلا حتی کہ ہم شہر کے دائیں دروازے سے داخل ہوئے۔ مسجد کے قبلہ کے پاس آئے تو اس میں جانور کو باندھ دیا۔ ہم مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے جس میں سورج اور چاند ڈھلتے ہیں۔ میں نے وہاں نماز پڑھی جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ مجھے سخت پیاس لگی تھی، مجھے دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا۔ وہ دونوں اکٹھے میری طرف بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت بخشی اور میں نے دودھ والا پیالہ لیا۔ میں نے دودھ پیا حتی کہ میں فارغ ہو گیا اور میری ایک طرف منبر پر ایک شیخ ٹیک لگائے بیٹھے تھے، انہوں نے کہا تمہارے ساتھی نے فطرت کو قبول کیا ہے۔ یہ ہدایت یافتہ ہے۔ پھر جبرئیل مجھے لے کر چلے حتی کہ ہم شہر کے اندر ایک وادی میں آئے، وہ جہنم تھی جو غالیچوں کی مثل نظر آ رہی تھی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے جہنم کو کیسا پایا؟ فرمایا گرم انگارے کی مثل۔ پھر مجھے واپس لائے تو ہمارا گزر قریش کے ایک قافلہ سے ہوا جو فلاں

جگہ پر تھے۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں شخص نے اس کو جمع کیا ہوا تھا۔ میں نے اس پر سلام کیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے۔ پھر میں صبح کے وقت سے پہلے اپنے ساتھیوں کے پاس مکہ آیا۔ ابوبکر میرے پاس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے رات کہاں گزاری؟ میں آپ کو آپ کے گھر تلاش کر رہا تھا۔ میں نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہوں۔ ابوبکر نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ایک مہینہ کی مسافت پر ہے۔ آپ میرے لیے اس کا نقشہ بیان کریں۔ فرمایا: میرے لیے اس کا راستہ کھول دیا گیا، گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ تم مجھ سے جو پوچھو گے، میں تمہیں اس کا جواب دیتا جاؤں گا۔ ابوبکر نے کہا: اشھد انك رسول اللہ۔ مشرکین نے کہا: ابن ابی کبشہ کی طرف دیکھوں وہ کہتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس سے ہو کر آئے ہیں۔ فرمایا: میرے قول کی صداقت کی نشانی یہ ہے کہ میں فلاں جگہ سے تمہارے قافلہ کے پاس سے گزرا ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ پس فلاں شخص نے قافلہ کو جمع کیا ہوا تھا، وہ قافلہ فلاں فلاں جگہ سے چلتے ہوئے فلاں دن تمہارے پاس پہنچے گا۔ اس قافلہ کے آگے ایک گندمی اونٹ ہے جس پر ایک سیاہ شخص سوار ہے اور اس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ دن آیا تو لوگ انتظار کرنے حتی کہ دوپہر کے وقت قافلہ آ گیا اور اس کی قیادت ویسا ہی ایک اونٹ کر رہا تھا جس کی صفت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مالک بن صعصعہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیر کی رات کے متعلق فرمایا کہ میں حطیم میں موجود تھا (بعض اوقات حضرت قتادہ کہتے تھے کہ حجر میں لیٹا ہوا تھا) کہ ایک آنے والا آیا جو اپنے ساتھی کو کہہ رہا تھا ان تین کے درمیان والا ہے۔ پس وہ میرے پاس آیا اور میرا سینہ ناف تک شق کیا۔ اس نے میرے دل کو نکالا، پھر میرے پاس ایک سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے پر تھا۔ اس نے میرے دل کو آب زمزم سے دھویا پھر دل کو اپنی جگہ پر رکھ کر بند کر دیا۔ پھر مجھے سفید جانور پیش کیا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھ جس کو براق کہا جاتا تھا۔ وہ اپنا قدم حد نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا۔ جبرئیل مجھے لے کر چلے حتی کہ آسمان دنیا پر لے آئے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے، کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ خوش آمدید کہا گیا، ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ جب میں پہنچا تو وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ آدم ہیں۔ ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر اوپر چڑھے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ان کا آنا مبارک ہے اور اچھا ہے۔ پس جب دروازہ کھولا گیا اور میں اندر پہنچا تو وہاں حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 355، دار الکتب العلمیہ بیروت

زاد بھائی ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ دونوں کون ہیں جبرئیل نے کہا یہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو، میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر آپ بلند ہوئے حتی کہ تیسرے آسمان پر آئے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا، جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید ان کا آنا مبارک ہے اور اچھا ہے۔ پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں پہنچا تو یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھا۔ میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر آپ اوپر چڑھے حتی کہ چوتھے آسمان پر آئے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید ان کا اچھا اور مبارک ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر آپ بلند ہوئے حتی کہ پانچویں آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا ان کو خوش آمدید ان کا آنا اچھا اور مبارک ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام شریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر آپ مزید اوپر گئے حتی کہ چھٹے آسمان پر پہنچے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا، جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید، ان کا آنا اچھا اور مبارک ہے۔ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ جب میں آپ کے پاس سے گزر گیا تو وہ رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے رونے کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث کیا گیا ہے۔ اس کی امت میری امت کی بنسبت زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔ پھر آپ مزید اوپر گئے حتی کہ ساتویں آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا آپ کو بلایا گیا ہے، جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید آپ کا آنا مبارک ہے۔ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں وہاں پہنچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ تمہارا باپ ابراہیم ہے۔ ان کو سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر میں سدرۃ المنتہی کی طرف بلند ہوا تو اس کا پھل مقام حجر کے گھڑوں کی طرح تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ وہاں چار نہریں تھیں جو سدرہ (بیری کا درخت) کی جڑ سے نکل رہی تھیں، دو نہریں باطن تھیں اور دو نہریں ظاہر تھیں۔

میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ نہریں کیا ہیں؟ جبرئیل نے کہا باطنی نہریں تو جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں دریائے نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت معمور کیا گیا۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ بیت کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ بیت معمور ہے، ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں، جب نکل جاتے ہیں تو پھر انہیں اس میں حاضری کی باری نہیں ملتی۔ پھر مجھے دو برتن پیش کیے گئے، ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ پس وہ دونوں مجھ پر پیش کیے گئے، کہا گیا کہ ان میں سے جو چاہو لے لو۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ کہا گیا تو فطرت کو پالیا ہے۔ تم اور تمہاری امت فطرت پر رہو گے پھر مجھ پر ہر روز کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا تمہارے رب نے تم پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ میں نے کہا پچاس نمازیں ہر روز ادا کرنے کا حکم ملا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ سخت معاملہ کر چکا ہوں، تم اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ میں اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں ساقط کر دیں۔ میں پھر آیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہیں نماز کی کمی کی خبر دی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور تخفیف طلب کرو، آپ کی امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں موسیٰ علیہ السلام اور اپنے پروردگار کے درمیان آتا جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے پانچ پانچ نمازیں معاف کرتا رہا حتی کہ پانچ نمازیں لے کر آیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کیا حکم ملا؟ فرمایا ہر روز کی پانچ نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ سخت معاملہ کر چکا ہوں، تم واپس جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف طلب کرو۔ میں نے کہا میں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ اب مجھے حیا آتی ہے میں بس ان نمازوں پر راضی ہوں اور ان کو تسلیم کرتا ہوں، ندا آئی اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور ہر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ہوں گی۔(1)

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت یونس عن ابن شہاب عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا، جبرئیل امین آئے میرا سینہ شق کیا۔ پھر اسے آب زم زم سے دھویا۔ پھر سونے کا ایک تھال جو حکمت و ایمان سے لبریز تھا وہ لے آئے اور اسے میرے سینے میں انڈیل دیا، اس کے بعد اسے بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف لے کر چڑھے، جب ہم آسمان دنیا پہ پہنچے تو جبرئیل نے آسمان کے خازن سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل، اس نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ بھی کوئی ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب آسمان دنیا پر چڑھے تو ایک شخص بیٹھا تھا جس کی دائیں جانب بھی سیاہی تھی اور بائیں جانب بھی سیاہی تھی۔ جب اس نے دائیں جانب دیکھا تو مسکرا دیئے اور جب

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 10-208، دار صادر بیروت

بائیں جانب دیکھا تو رو پڑے، پھر کہا صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں، ان کی دائیں جانب اور بائیں جانب ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ ان میں سے دائیں جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں۔ جب انہوں نے دائیں جانب دیکھا تو مسکرادیئے اور جب بائیں جانب دیکھا تو رو دیئے۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل نے خازن سے کہا دروازہ کھولو، تو اس کے خازن سے بھی پہلے کی طرح سوال جواب ہوئے۔ پھر اس نے دروازہ کھولا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم کا ذکر فرمایا لیکن مجھے یاد نہیں رہا کہ ان کی منازل کیسی تھیں۔(1)

امام ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس اور ابوحبہ الانصاری رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اوپر لے جایا گیا حتی کہ میں مستوی پر چڑھا تو میں نے اس میں قلموں کے چلنے کی آواز سنی۔ ابن حزم اور حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر جب میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تمہاری امت پر کیا فرض ہوا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم واپس جاؤ تمہاری امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نصف ساقط کر دیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں ان نمازوں کے متعلق بتایا تو انہوں نے کہا واپس جاؤ، تمہاری امت یہ بھی برداشت نہیں کرے گی۔ میں پھر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں درآں حالیکہ ان کا ثواب پچاس نمازوں کا ہی ہوگا میری بارگاہ میں قول کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا تو انہوں نے پھر کہا اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ (اور تخفیف طلب کرو)۔ میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ پھر مجھے جبرئیل لے کر چلے حتی کہ سدرۃ المنتہی تک پہنچے۔ اس کو ایسے رنگوں نے گھیر رکھا تھا جن کو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا۔ اس میں موتیوں کے ٹیلے تھے اور جنت کی مٹی کستوری تھی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی (دلائل میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی اس سیر کے متعلق بتایا جو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کرائی گئی تھی۔ فرمایا میں عشاء کے وقت مسجد حرام میں سویا ہوا تھا، ایک آنے والا آیا جس نے مجھے جگایا، میں بیدار ہوا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ پس میں نے ایک شبیہ سی دیکھی۔ میں نے اس کے پیچھے اپنی نظر دوڑائی حتی کہ میں مسجد سے باہر نکل گیا۔ وہاں سے میں نے ایک جانور دیکھا جو تمہارے ان خچروں کے مشابہ تھا لیکن وہ کانوں کو حرکت دیتا تھا۔ اس کو براق کہا جاتا ہے۔ مجھ سے پہلے بھی انبیائے کرام اس پر سوار ہوئے تھے۔ وہ اپنی حد نظر پر قدم رکھتا ہے۔ میں (اس پر سوار ہوا میں جا رہا تھا) تو ایک بلانے والے نے مجھے دائیں طرف سے بلایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف دیکھ، میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں، میں نے اسے جواب نہ دیا۔ پھر بائیں جانب سے ایک پکارنے والے نے پکارا اے محمد! میری طرف دیکھ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں اس کی طرف بھی متوجہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 188 (263) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

نہ ہوا۔ جب میں جارہا تھا تو ایک عورت اپنے بازو کھولے ہوئے کھڑی تھی اور اس پر ہر زیب وزینت موجود تھی جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے۔ اس عورت نے کہا اے محمد ﷺ میری طرف دیکھ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں۔ میں اس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا حتی کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا۔ میں نے اپنی سواری کو اس حلقہ کے ساتھ باندھا جہاں انبیائے کرام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے پھر میرے پاس جبرئیل دو برتن لے آئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ کو پیا اور شراب کو ترک کردیا۔ جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔ میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ جبرئیل نے کہا میں نے آپ کے چہرے کی یہ کیفیت کیوں دیکھی ہے؟ میں نے کہا میں چل رہا تھا تو دائیں طرف سے مجھے ایک پکارنے والے نے پکارا اے محمد! ﷺ میری طرف دیکھ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میں نے اس کو جواب نہ دیا۔ جبرئیل نے کہا، یہ نصاریٰ کا داعی تھا، اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی۔ اور جب میں سیر کر رہا تھا تو ایک عورت اپنے ہاتھ کھولے ہوئے کھڑی تھی اور اس پر ہر زیب وزینت موجود تھی۔ اس نے کہا اے محمد! میری طرف دیکھو، میں تجھ سے سوال کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اسے بھی جواب نہ دیا۔ جبرئیل نے کہا: یہ دنیا تھی، اگر اسے جواب دے دیتے تو آپ کی امت آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی۔ پھر میں اور جبرئیل بیت المقدس میں داخل ہوئے، ہر ایک نے دو دو رکعت نماز پڑھی پھر مجھے اس سیڑھی کے پاس لایا گیا جس پر اولاد آدم کی روحیں چڑھتی ہیں۔ میں نے کوئی مخلوق اس سیڑھی سے خوبصورت نہیں دیکھی۔ کیا تو نے میت دیکھی؟ اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو اسے سیڑھی کے ذریعے روکا گیا؟ میں اور جبرئیل اوپر چڑھے۔ میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس کو اسماعیل کہا جاتا تھا۔ وہ آسمان دنیا کا نگران تھا۔ اس کے سامنے ستر ہزار فرشتے تھے اور ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر تھا جبرئیل نے آسمان کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے بالکل اسی شکل میں تھے جس میں اللہ نے انہیں پیدا کیا تھا ان میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔ آپ پر آپ کی ایمان دار اولاد کی روحیں پیش کی گئیں۔ تو آپ نے فرمایا پاکیزہ روحیں اور پاکیزہ نفس ہیں۔ انہیں علیین میں رکھ دو، پھر آپ پر آپ کی کافر اولاد کی روحیں پیش کی گئیں، فرمایا یہ خبیث روحیں اور خبیث نفس ہیں انہیں سجین میں رکھ دو۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ شخص کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کا باپ آدم ہے، ان کو سلام کرو۔ آدم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا: صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں تھوڑی دیر چلا تو ایک دسترخوان تھا جس کے اوپر گوشت رکھا تھا وہ انتہائی بدبودار تھا، اس کے پاس لوگ بیٹھے تھے اور اسے کھا رہے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو اختیار کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے میں ایک قوم کے پاس آیا جو ایک دسترخوان پر بیٹھی تھی جس پر بھونا ہوا گوشت رکھا تھا انتہائی خوبصورت گوشت تھا جب کہ اس کے اردگرد مردار گوشت تھا۔ لوگ مردار کی طرف لپک رہے تھے اور اس سے کھا رہے تھے اور حلال گوشت کو ترک کیے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ زنا کار ہیں۔ انہوں نے اس کا ارادہ کیا ہے جو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور اس کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو ایک قوم دیکھی جن کے پیٹ

(کمروں) کی مثل تھے جب بھی ان میں سے کوئی اٹھنے کی کوشش کرتا تو گر جاتا تھا کہتا اے اللہ! قیامت قائم نہ فرما۔ وہ آل فرعون کے راستہ پر تھے۔ پس ایک گروہ آتا اور انہیں روندتا تھا۔ میں نے ان کی اللہ کی بارگاہ میں چلانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو سود کھاتے ہیں، وہ نہیں کھڑے ہوں مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی مانند جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ بنا دیا ہو۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو ایک قوم دیکھی، ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے۔ ان پر ایسے فرشتے مسلط کیے گئے تھے جو ان کے ہونٹ کاٹتے تھے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر بھرتے تھے پھر ان کے نیچے سے نکالتے تھے۔ میں نے ان کو بھی اللہ کی بارگاہ میں چلانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ (دوزخ) کی آگ تاپیں گے۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو عورتیں دیکھیں پستانوں کے ساتھ لٹکائی گئی تھیں اور ایسی عورتیں دیکھیں تو پاؤں سے باندھ کر اوندھی لٹکائی گئی تھیں۔ میں نے ان کی بھی اللہ کی بارگاہ میں چیخ و پکار سنی، میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون عورتیں ہیں، جبرئیل نے کہا یہ عورتیں بدکاری کرتی تھیں اور اپنی اولادوں کو قتل کرتی تھیں۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو ایسی قوم کو دیکھا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جارہا تھا۔ پھر وہ ان کے مونہوں میں دھکیلا جارہا تھا اور انہیں کہا جارہا تھا کہ کھاؤ جو تم کھایا کرتے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مسلط کیا تھا۔ اس پر انہیں مجبور کیا جارہا تھا۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو (روبرو طعنہ) دیتے تھے اور پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والے تھے جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے۔ وہاں ایک مخلوق خدا میں سے خوبصورت ترین شخص تشریف فرما تھا۔ اس کو حسن میں لوگوں پر یوں فضیلت تھی جیسے چودھویں کے چاند کو ستاروں پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں اور ان کی قوم کے افراد ہیں۔ میں نے ان پر سلام کیا اور انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے۔ وہاں میں نے خالہ زاد بھائی یحییٰ اور عیسیٰ کو پایا۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے افراد تھے۔ ان میں سے ہر ایک لباس اور بالوں میں ایک دوسرے کی مشابہ تھے۔ میں نے دونوں پر سلام کیا تو انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چوتھے آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے ادریس علیہ السلام کو پایا جن کو اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے ہارون علیہ السلام کو پایا۔ ان کی نصف داڑھی سفید اور نصف سیاہ تھی اور لمبی اتنی تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ اپنی قوم میں المجیب تھا، یہ ہارون بن عمران ہے اور اس کے اس کی قوم کے بہت سے افراد ہیں، میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر چڑھے، تو وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو پایا، وہ گندمی رنگ والے آدمی تھے اور زیادہ بالوں والے تھے۔ ان کے اوپر دو قمیصیں تھیں جن سے ان کے بال باہر نکلے ہوئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کی بارگاہ میں ساری مخلوق سے معزز ہوں حالانکہ یہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں۔ اگر یہ اکیلے ہوتے تو مجھے کوئی پرواہ نہ تھی لیکن ہر نبی اور اس کے متبعین ان کی امت سے ہیں۔ میں

نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارا بھائی موسیٰ بن عمران ہے اوران کے ساتھ ان کی قوم کے افراد ہیں۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام پر سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ آپ البیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے افراد تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا ابن صالح کو خوش آمدید۔ پھر مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی امت کا مکان ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ (آل عمران) میری امت کے دو حصے تھے ایک حصہ وہ تھا جن کے اوپر سفید کپڑے تھے گویا کہ وہ کاغذ ہیں اور ایک حصہ وہ تھا جن کے اوپر میلے کچیلے کپڑے تھے۔ پھر میں البیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ وہ داخل ہوئے جن کے کپڑے سفید تھے اور میں بھی باہر آیا اور میرے ساتھی بھی باہر آئے۔ فرمایا البیت المعمور وہ جگہ ہیں جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں (اور جو ایک مرتبہ چلے جاتے ہیں) پھر دوبارہ قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہی کی طرف لے جایا گیا۔ اس کا ہر پتہ گویا اس امت کو ڈھانپنے والا تھا۔ ان کی جڑ میں ایک چشمہ بہتا ہے جس کو سلسبیل کہتے ہیں۔ پھر اس سے دو نہیں نکلتی ہیں۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ نہر رحمت ہے اور یہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ میں نے نہر رحمت میں غسل کیا پس میرے اگلے، پچھلے اسباب گناہ مٹا دیئے گئے۔ پھر میں کوثر پر آیا حتی کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ اس میں میں ایسی نعمتیں دیکھیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کانوں نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا ہے۔ وہاں میں نے غیر بدبودار پانی کی نہریں دیکھیں اور دودھ کی نہریں دیکھیں جس کا ذائقہ نہیں بدلا تھا اور شراب کی نہریں دیکھیں جو پینے والوں کو لذت بخشتی تھیں اور صاف وشفاف شہد کی نہریں دیکھیں اور اس میں ایسے انار تھے گویا کہ وہ پالانوں والے اونٹوں کے چمڑے ہیں اور اس میں ایسے پرندے تھے گویا وہ بختی اونٹ ہیں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ پرندے نرم ہوں گے۔ فرمایا ان کے کھانے والے ان سے بھی نرم ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تو بھی ان میں سے کھائے گا۔ فرمایا میں نے جنت میں سیاہی مائل سرخ رنگ والی عورت دیکھی۔ میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا زید بن حارثہ کے لیے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی بشارت دی، پھر مجھ پر دوزخ پیش کی گئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب اس کی زجر اور اس کی سزا دیکھی اگر اس آگ میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو وہ اسے کھا جائے پھر وہ بند کر دی گئی۔ پھر میں سدرۃ المنتہی کی طرف گیا تو اس کو ڈھانپا گیا تھا، گویا میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔ اس کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ اترا ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا حکم فرمایا اور مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں اور فرمایا تیرے لیے ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔ جب تو نیکی کا ارادہ کرے گا اور نیکی پر عمل نہیں کرے گا تو تیرے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو تو کسی سیۂ (گناہ) کا ارادہ کرے گا اور اس کو کرے گا نہیں تو تجھ پر کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر تو اسے کرے گا تو ایک سیۂ (گناہ) لکھی جائے گی۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا۔ انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تجھے کیا حکم فرمایا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ آپ کی امت یہ

بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ میں اپنے رب کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی یا رب! میری امت سے تخفیف فرما کیونکہ وہ تمام امتوں سے کمزور امت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں بار بار موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا حتی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ فرشتہ نے مجھے پکارا۔ اس وقت میرا فریضہ مکمل ہوا اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔ میں نے انہیں ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا؟ میں نے کہا صرف پانچ نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ میں نے کہا میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بار بار جا تا رہا ہوں، اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر جب صبح مکہ میں لوگوں کے سامنے آپ ﷺ نے عجائب بیان فرمائے کہ میں نے گزشتہ رات بیت المقدس دیکھا ہے اور پھر آسمان پر لے جایا گیا۔ پھر میں نے ایسا ایسا دیکھا، ابوجہل نے کہا کیا جو محمد (ﷺ) کہہ رہا ہے تمہیں اس سے تعجب نہیں ہو رہا؟ فرمایا میں نے اس کو قریش کے قافلہ کی خبر دی کہ میں نے جاتے ہوئے اسے فلاں مقام پر دیکھا تھا اور اس کے اونٹ بدکے تھے۔ جب میں واپس آ رہا تھا تو میں نے وہ قافلہ عقبہ کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے انہیں قافلہ کے ہر شخص، اونٹ اور سامان کے متعلق بتایا، ایک شخص نے کہا میں تمام لوگوں سے زیادہ بیت المقدس کو جانتا ہوں (تم بتاؤ) اس کی عمارت کیسی ہے، اس کی ہیئت کیسی ہے اور اس کے قریب کا پہاڑ کیسا ہے؟ بیت المقدس رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر کہا اس کی عمارت ایسی ہے اور ہیئت ایسی ہے اور اس کے قریب کا پہاڑ ایسا ہے۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔(1)

امام البزار، ابویعلی، ابن جریر، محمد بن نصر المروزی (نے کتاب الصلوٰۃ میں)، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ میکائیل تھے، جبرئیل نے میکائیل سے کہا: آب زم زم کا ٹب لے آؤ تا کہ میں آپ کا دل مطہر کروں اور آپ کا سینہ کشادہ کروں۔ پس جبرئیل نے آپ کا سینہ شق کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا اور میکائیل تین ٹب آب زم زم کے بھر کے لائے۔ جبرئیل نے آپ کا سینہ کھولا اور اس میں جو شان مصطفیٰ ﷺ کے لائق نہ تھا۔ اسے باہر نکالا اور اس میں حلم، علم، ایمان، یقین اور اسلام کو بھر دیا اور آپ کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر لگائی پھر ایک گھوڑا لائے۔ پس اس پر آپ ﷺ سوار ہوئے وہ اتنا تیز رفتار تھا کہ حد نظر پر قدم رکھتا تھا، آپ ﷺ چلے اور جبرئیل بھی ساتھ چلے آپ ایسی قوم کے پاس آئے جو ایک دن میں کاشت کرتی تھی اور ایک دن میں فصل کاٹتی تھی۔ جب وہ کاٹ لیتے تو پھر وہ پہلے کی طرح ہو جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے نیکیوں کو سات سو گناہ کرتا ہے جو انہوں نے خرچ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا انہیں بدل دیا، پھر ایک قوم کے پاس آیا جن کے سر پتھروں کے ساتھ کچلے جا رہے تھے۔ جب انہیں کچلا جاتا پھر وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے۔ ان میں سے کسی چیز کی کمی نہ ہوتی، پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہوتے تھے، پھر ایک قوم کے پاس

1۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر از ابن عساکر، باب ذکر عروجہ الی السماء، جلد 1 صفحہ 91-387، دار المیسرۃ بیروت

آئے جن کے آگے اور پیچھے چیتھڑے تھے وہ اس طرح چر رہے تھے جس طرح اونٹ اور بکریاں چرتی ہیں۔ وہ خار دار دجھاڑیاں، زقوم، جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوۃ نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ پھر ایک اور قوم کے پاس آئے جن کے آگے ہانڈیوں میں پکا ہوا گوشت تھا اور ایک دوسرا کچا اور خراب گوشت تھا وہ کچا، خراب گوشت کھا رہے تھے اور پکا صاف گوشت استعمال نہیں کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل! انہوں نے یہ تمہاری امت کے وہ افراد ہیں جن کے اپنی حلال عورتیں ہوتی تھیں لیکن وہ بدکارہ عورتوں کے پاس رات گزارتے ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے اور ان میں وہ عورتیں بھی ہیں جو اپنے خاوند کے پاس ہوتی ہیں جو ان کے لیے حلال اور پاک ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک بدکار مرد کے پاس چلی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ رات گزارتی ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ایک لکڑی کے پاس سے گزرے جو راستہ پر تھی جو کپڑا بھی اس کے پاس سے گزرتا وہ اسے پھاڑ دیتی اور جو چیز بھی اس کے قریب جاتی اسے توڑ دیتی تھی۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی امت میں سے اس قوم کی مثال ہے جو راستوں پر بیٹھتے ہیں اور راستہ کو کاٹ دیتے ہیں۔ پھر ایک شخص کے پاس آئے جو ایک لکڑیوں کا بڑا گٹھہ جمع کیے ہوئے تھا اور اس کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور وہ اس میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوتی ہیں، وہ ان کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا جب کہ وہ ان مزید اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر ایک قوم کے پاس آئے جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ جب انہیں کاٹا جاتا پھر وہ ٹھیک ہو جاتے۔ انہیں کچھ کمی نہ ہوتی پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ فتنہ برپا کرنے والے خطباء ہیں۔ پھر آپ ایک سے پتھر کے پاس آئے جس سے بہت بڑا بیل نکلا۔ پھر وہ بیل اس پتھر میں لوٹنا چاہتا تھا جہاں سے نکلا تھا لیکن وہ داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ وہ شخص ہے جو ایک بڑا کلمہ کہتا ہے پھر اس سے شرمندہ ہوتا ہے لیکن اس کو لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر آپ ایک وادی میں آئے آپ نے بڑی پاکیزہ اور ٹھنڈی خوشبو اور کستوری کی خوشبو پائی، آپ ﷺ نے ایک آواز سنی، پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ جنت کی آواز ہے، یہ کہہ رہی ہے اے میرے رب! مجھے وہ عطا فرما جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، میرے کمرے زیادہ ہو چکے ہیں، میرا استبرق، حریر، سندس، عبقر، موتی، مرجان، سونا، چاندی، پیالے، تھال، لوٹے، سواریاں، شہد، پانی، دودھ، شراب سب زیادہ ہو چکے ہیں، تو مجھے اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے ہر مسلمان مرد اور عورت اور مومن مرد اور عورت ہے۔ جنت نے کہا: میں راضی ہوں پھر آپ ایک وادی میں آئے اور سکوئی کی آواز سنی اور بدبو پائی۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے، یہ کہہ رہی ہے، اے میرے رب! مجھے اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرمایا، میری زنجیریں بندھن، بھڑک، گرمی، خاردار جھاڑیاں، پیپ، عذاب زیادہ ہو چکا ہے اور میری گہرائی بہت دور چلی گئی ہے اور میری گرمی بڑی شدید ہو گئی ہے، مجھے اپنے وعدے کے مطابق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے لیے ہر مشرک مرد اور عورت ہے اور کافر مرد اور عورت ہے۔ ہر خبیث مرد اور عورت ہے اور ہر جابر ہے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہوں۔

پھر آپ چلتے حتی کہ بیت المقدس آئے۔ وہاں اترے اپنے گھوڑے کو چٹان سے باندھ دیا۔ پھر اندر داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز مکمل ہوئی تو فرشتوں نے پوچھا جبرئیل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ پوچھا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجے۔ بھائی اور خلیفہ کی طرف سے اچھا بھائی ہے۔ اچھا خلیفہ ہے اور ان کا آنا مبارک اور اچھا ہے۔ پھر آپ انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملے۔ انہوں نے اپنے رب کی تعریف کی۔ حضرت ابراہیم نے کہا سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے عظیم بادشاہی عطا فرمائی اور مجھے اطاعت شعار قائد بنایا کہ میری اقتدا کی جاتی ہے اور مجھے آگ سے نجات عطا فرمائی اور مجھ پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کی اور کہا سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے اپنے ساتھ کلام کا شرف بخشا اور آل فرعون کو ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو میرے وسیلہ سے نجات دی اور میری امت میں ایسی افراد پیدا فرمائے جو حق کو راہنمائی کرتے ہیں اور حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔ پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور کہا سب تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے عظیم بادشاہی عطا فرمائی اور مجھے زبور سکھائی اور میرے لیے لوہے کو نرم فرمایا اور میرے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا وہ تسبیح بیان کرتے تھے اور ساتھ پرندے بھی تسبیح بیان کرتے تھے اور مجھے حکمت اور فصل الخطاب عطا فرمایا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور کہا سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے لیے ہواؤں کو مسخر کیا اور میرے شیطانوں کو مسخر کیا جو میری منشا کے مطابق محرابوں، تماثیل اور بڑے حوضوں کی طرح لگن اور جمی رہنے والی دیگیں تیار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پرندوں کی زبان سکھائی اور ہر چیز میں سے بہت چیز عطا فرمائی اور میرے لیے شیطانوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکر مسخر فرمائے اور مجھے بہت مومن بندوں میں سے فضیلت عطا فرمائی اور مجھے ایسی عظیم بادشاہی عطا فرمائی جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ رکھی گئی اور میری بادشاہی پاکیزہ بادشاہی بنایا جس میں کسی قسم کا حساب نہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کی۔ کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے کلمہ بنایا اور میری مثل کو آدم کی مثل بنایا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا تھا۔ پھر فرمایا بن جا تو وہ بن گیا۔ اللہ نے مجھے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل عطا فرمائی اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندے کی ہیئت تیار کروں پھر اس میں روح پھونکوں تو وہ اذن الٰہی سے پرندہ بن جاتا تھا، اس نے مجھے شرف بخشا کہ میں مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو اللہ کے اذن سے ٹھیک کرتا ہوں اور اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور اس نے مجھے رفعت بخشی اور مجھے پاک کیا اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی، شیطان کو ہم پر گرفت کی طاقت نہیں ہے۔ پھر محمد ﷺ نے اپنے رب کی تعریف کی۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک نے اپنے رب کی تعریف کی ہے، میں بھی اپنے رب کی تعریف کرنے والا ہوں۔ فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، مجھ پر ایسا قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو بہتر امت بنایا جو تمام امتوں سے لگائی گئی ہے اور میری امت کو امت، وسط فرمایا، میری امت ہی اولین و آخرین ہونے کے شرف سے مشرف ہے۔ اس نے میرے لیے میرا سینہ کشادہ کر دیا، میرا بوجھ مجھ سے اتار دیا اور میری خاطر

میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اس وجہ سے محمد ﷺ کو تم پر فضیلت ہے۔ پھر تین برتن لائے گئے جن کے منہ بند تھے۔ ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا، کہا گیا اس کو پیو! آپ ﷺ نے اس سے تھوڑا سا پیا پھر دوسرا برتن پیش کیا گیا۔ اس میں شراب تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں یہ نہیں پسند کرتا، میں سیر ہو چکا ہوں۔ جبرئیل نے کہا یہ شراب تمہاری امت پر حرام کر دی جائے گی۔ اگر آپ اسے پی لیتے تو بہت تھوڑے لوگ آپ کی اتباع کرتے پھر جبرئیل مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا اللہ اسے سلامت رکھے بھائی اور خلیفہ طور پر، اچھے بھائی اور اچھے خلیفہ ہیں۔ ان کا آنا مبارک ہے پس آسمان میں داخل ہوئے تو ایک تام الخلق انسان بیٹھا تھا جس کی تخلیق میں کوئی کمی نہ تھی جیسا کہ لوگوں کی خلقت میں کمی ہوتی ہے، اس کی دائیں جانب ایک دروازہ تھا جس سے پاکیزہ ہوا آ رہی تھی اور بائیں جانب ایک دروازہ تھا اس سے بری ہوا آ رہی تھی۔ جب اس نے دائیں طرف والے دروازہ کی طرف دیکھا تو خوش ہوا اور مسکرایا اور جب بائیں طرف والے دروازے کی طرف دیکھا تو پریشان ہوئے اور رو دیئے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے باپ آدم ہیں اور یہ دائیں طرف والا دروازہ جنت کا ہے، اس نے جب اس میں داخل ہونے والی اپنی اولاد کو دیکھا تو ہنستے اور خوش ہوئے اور بائیں جانب والا دروازہ جہنم کا دروازہ ہے۔ جب اس میں داخل ہونے والی اولاد کو دیکھا تو پریشان ہوئے اور رونے لگے۔ پھر جبرئیل دوسرے آسمان کی طرف گے، انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، ان کا آنا مبارک ہے، وہاں دونو جوان تھے پوچھا جبرئیل! یہ دونوں کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا ہیں۔ پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے، دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا، انہیں بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، اچھا بھائی اور اچھا خلیفہ ہے، ان کا آنا مبارک ہے۔ پھر آسمان کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص بیٹھا تھا جسے حسن میں تمام لوگوں پر ایسی فضیلت دگئی تھی جیسے چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا تمہارا بھائی یوسف علیہ السلام ہے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے، دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے، جبرئیل نے کہا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ ان کا آنا مبارک ہے، اندر آسمان میں داخل ہوئے تو اس میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا حضرت ادریس علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عطا فرمایا ہے پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے، اس کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے، جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ

بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ ان کا آنا مبارک ہے۔ پھر آپ داخل ہوئے تو وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے ارد گرد کے لوگ کون ہیں؟ جبرئی نے کہا یہ ہارون المحبب ہیں اور یہ بنی اسرائیل ہیں۔ پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ ان کا آنا اچھا ہے۔ پھر وہاں ایک شخص بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو وہ رونے لگا، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ موسیٰ ہیں۔ پوچھا یہ کس لیے رو رہے ہیں؟ اس نے کہا بنو اسرائیل یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کی بارگاہ میں تمام بنی آدم سے معزز ہوں جب کہ یہ شخص بنی آدم میں سے میرے بعد دنیا میں آیا جب کہ میں دوسرے جہان میں ہوں، اگر یہ خود اتنا بلند مرتبہ ہوتا تو مجھے کوئی پرواہ تھی لیکن ہر نبی اپنی امت کے ساتھ اس کی امت میں ہے۔ پھر جبرئیل آپ کو ساتویں آسمان کی طرف لے گئے، اس کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ آپ کا آنا مبارک ہے، آپ ﷺ آسمان کے اندر تشریف لے گئے۔ تو ایک شخص بیٹھا تھا جس کے سر کے بال سفید اور سیاہ تھے۔ وہ جنت کے دروازہ پر کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے پاس کچھ سیاہی تھی، یہ لوگ جن کے رنگوں میں کچھ سیاہی تھی۔ وہ ایک نہر میں داخل ہوئے، اس میں غسل کیا، پھر باہر نکلے تو ان کے جسموں پر کوئی سیاہ کا نشان نہ تھا۔ پھر دوسری نہر میں داخل ہوئے، اس میں غسل کیا تو ان کے رنگ خالص ہو گئے، پھر وہ ایک اور نہر میں داخل ہوئے۔ اس میں غسل کیا، باہر نکلے تو ان کے رنگ خالص ہو چکے تھے حتی کہ دوسرے لوگوں کی مثل ان کے رنگ خالص ہو چکے تھے۔ پس وہ آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل! یہ سیاہ، سفید بالوں والا کون ہے؟ یہ سفید چہروں والے کون ہیں اور جن کے چہروں میں کچھ نہ تھا یہ کون ہیں؟ یہ نہریں کیسی ہیں جن میں یہ داخل ہوئے؟ جبرئیل نے کہا یہ سفید، سیاہ بالوں والا شخص آپ کا باپ ابراہیم ہے یہ پہلا شخص ہے جن کے بال زمین پر سفید اور سیاہ ہوئے ہیں، یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو گناہوں میں ملوث نہیں کیا اور یہ جن کے رنگوں میں کچھ تھا یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اور برے اعمال ملے جلے تھے، پس انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، اور یہ نہریں ان میں سے پہلی اللہ کی رحمت ہے، دوسری اللہ کی نعمت ہے اور تیسری اللہ تعالیٰ نے انہی شراب طور پلائی ہے۔ پھر سدرہ تک پہنچ گئے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ ایک درخت ہے، جس کی اصل سے غیر بدبودار پانی کی نہریں، غیر متغیر ذائقہ والی دودھ کی نہریں اور شراب کی نہریں نکلتی ہیں جو پینے والوں کو لذت بخش ہیں اور خالص شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔ یہ وہ درخت ہے جس کے سائے میں شہ سوار ستر سال سفر کرے تو وہ اس کو طے نہیں کر سکتا۔ اور اس کا ایک پتہ پوری امت کو ڈھانپ لیتا ہے اس پر خلاق عزوجل کا نور چھایا ہوا ہے، اس پر ملائکہ چھائے ہوتے ہیں۔ فرشتے اس پر کووں کی مثل اترتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے کلام فرمائی اور فرمایا طلب کرو (جو چاہو) آپ ﷺ نے کہا

(میں کیا طلب کروں) تو ابراہیم کو خلیل بنایا اور اسے عظیم شاہی بخشی، تو نے موسیٰ سے کلام فرمایا، داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا، ان کے لیے لوہے کو نرم فرمایا اور ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کریا اور تو نے سلمان علیہ السلام کو عظیم بادشاہی عطا فرمائی اس کے لیے تو نے جن، انس اور شیطانوں کو مسخر کیا اور ان کے لیے ہواؤں کو مسخر کیا اور تو نے انہیں ایسی بادشاہ بخشی جو ان کے بعد کسی کو لائق نہیں۔ تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل سکھائی اور تو نے ان کو یہ شان بخشی کہ وہ تیرے حکم سے اندھے اور برص کو درست کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ تو نے اسے اور اس کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی، شیطان کے لیے ان پر غلبہ کی کوئی سبیل نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! میں نے تجھے اپنا خلیل بنایا۔ آپ ﷺ تورات میں حبیب الرحمٰن لکھے ہوئے ہیں، میں نے تجھے تمام لوگوں کے لیے مشاورت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنایا۔ میں نے تیرے سینہ کو کھول دیا، تیرا بوجھ تجھ سے اتار دیا، میں نے تیری خاطر تیرا ذکر بلند کیا۔ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر ہوگا، میں نے آپ کی امت کو تمام امت سے بہتر بنایا جو لوگوں سے نکالی گئی ہے۔ میں نے آپ کی امت کو ایسا بنایا ہے کہ وہ ہر خطبہ میں گواہی دیتے ہیں کہ آپ میرے (برگزیدہ) بندے اور میرے رسول ہیں اور میں آپ کی امت میں ایسے لوگ بنائے ہیں کہ ان کے دل ان کے اناجیل میں ہیں۔ اور میں نے تجھے سب سے پہلے نبی بنایا، بعثت کے اعتبار سے آخری بنایا، سب سے پہلے آپ کا فیصلہ ہوگا، میں نے تجھے (سورہ) سبع مثانی عطا فرمائی جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی، میں نے تجھے اپنے عرش کے خزانے کے نیچے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائیں جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں فرمائی، میں نے تجھے کوثر عطا فرمائی میں نے تجھے آٹھ حصے عطا فرمائے: اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، صوم رمضان، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، میں نے تجھے فاتح اور خاتم بنایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے فضیلت دی اور مجھے رحمۃ للعالمین بنایا تمام لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرنے والا بنایا۔ اور ایک مہینہ کے مسافت سے میرے دشمن کے دل میں میرا رعب ڈال دا۔ میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا میرے لیے ساری زمین سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی۔ مجھے فواتح الکلام کی نعمت بخشی گئی۔ خواتم الکلام اور جوامع الکلم ہونے کا شرف بخشا گیا۔ مجھ پر میری امت پیش کی گی حتی کہ مجھ پر تابع اور متبوع کوئی مخفی نہ رہا۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر حملہ آور ہوئے ہیں جو بالوں والی جوتیاں پہنتے ہیں اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ایسی قوم سے لڑ رہے ہیں جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا ان کی آنکھیں سوئی سے چھیدی گئی ہیں اور مجھ پر وہ حادثات بھی مخفی نہ رہے جس سے انہوں نے دو چار ہونا تھا اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا، جب آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کیا حکم ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا، تو واپس جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تخفیف طلب کرو کیونکہ آپ کی امت بہت کمزور ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بڑی سختی سے آزمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اب کتنی نمازوں کا حکم ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر واپس جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال

کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے پھر دس کم کر دیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اب بھی جاؤ اور تخفیف کراؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ اب مجھے حیا آتی ہے۔ میں اب نہیں جاؤں گا۔ ارشاد ہوا جیسا کہ آپ نے پانچ نمازوں پر صبر کیا ہے تو یہ پانچ نمازیں پچاس کے قائم مقام ہوں گی اور ہر نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہوں گی۔ پس امحمد ﷺ پوری طرح خوش ہوئے۔ جب آپ موسیٰ علیہ السلام سے گزرے تو موسیٰ علیہ السلام پر سخت تھے اور جب آپ واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام سب انبیاء سے زیادہ خیر کا باعث تھے۔ (1)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن اخیہ عیسیٰ عن ابیہ عبد الرحمن عن ابیہ ابی لیلیٰ رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں براق لائے پھر آپ ﷺ کو اس پر اپنے آگے سوار کیا پھر چل پڑے۔ جب وہ براق ایسی جگہ پہنچتا جہاں پستی اور گڑھا ہوتا تو اس کے اگلے پاؤں لمبے ہو جاتے اور پچھلے چھوٹے ہو جاتے حتی کہ وہ ایسی جگہ پر بھی پیٹھ برابر رکھتا اور جب کسی ٹیلے اور بلند جگہ پر پہنچتا تو اس کے اگلے پاؤں چھوٹے ہو جاتے اور پچھلے پاؤں بڑے ہو جاتے حتی کہ وہ برابر رہتا۔ پھر آپ کو راستہ کی دائیں طرف سے ایک شخص ملا۔ اس نے آپ کو دو مرتبہ یہ کہہ کر پکارا! اے محمد! راستہ میری طرف ہے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ چلتے رہیں اور کسی سے بات نہ کریں، پھر ایک شخص راستہ کی بائیں طرف سے آیا۔ اس نے بھی یہی کہا اے محمد! راستہ میری طرف ہے۔ جبرئیل نے کہا آپ چلتے جائیں اور کسی سے بات نہ کریں، پھر آپ کے سامنے ایک حسین وجمیل عورت آئی۔ جبرئیل نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ جانتے ہیں راستہ کی دائیں طرف بلانے والا کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جبرئیل نے کہا: وہ یہود تھے جو اپنے دین کی طرف بلا رہے تھے۔ پھر کیا تمہیں معلوم ہے کہ راستہ کی بائیں طرف سے بلانے والا کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جبرئیل نے کہا وہ نصرانی تھے جو اپنے دین کی طرف بلا رہے تھے۔ جبرئیل نے کہا کیا تمہیں اس حسین و شکیل عورت کے بارے علم ہے کہ وہ کون تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ دنیا تھی جو اپنی طرف بلا رہی تھی۔ پھر دونوں چلتے رہے حتی کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا نبی امی کو خوش آمدید۔ وہاں ایک شیخ بھی تھا۔ اس کے بارے آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ ابراہیم ہیں۔ اور یہ موسیٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی تو سب جلدی جلدی آگئے حتی کہ انہوں نے محمد ﷺ کو امامت کے لیے آگے کیا۔ پھر آپ ﷺ کے سامنے مشروبات پیش کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا۔ جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو پالیا۔ پھر کہا گیا اپنے رب کی بارگاہ میں چلو، آپ اٹھے اور حریم قدس میں داخل ہوئے۔ پھر واپس آئے تو پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ آپ کی امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹے تو انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ آپ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے فرمایا پچیس نمازیں لوٹا دی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے، تخفیف کرا کر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ نمازیں لوٹا دی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو۔ آپ واپس گئے۔ پھر آ کر بتا آ کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کر دی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مجھے اپنے رب تعالیٰ سے حیا آتی ہے، میں اب نہیں جاؤں گا جب کہ میرے رب نے مجھے فرمایا: بے شک تو نے جو مجھ سے سوال کیا میں نے تجھے عطا فرمایا۔

امام ابن عرفہ نے اپنے مشہور جزء میں اور ابونعیم نے دلائل میں، ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل ایک جانور لائے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، جبرئیل نے مجھے اس پر سوار کیا۔ پھر وہ مجھے لے کر چل پڑا۔ جب کسی بلند جگہ پر چڑھتا تو اس کے پاؤں ہاتھوں کے ساتھ برابر ہو جاتے اور جب کسی پست جگہ اترتا تو اس کے ہاتھ پاؤں کے برابر ہو جاتے حتیٰ کہ ہم ایک شخص کے پاس سے گزرے، جس کے بال لمبے تھے اور سیدھے تھے رنگ گندمی تھا گویا وہ سنوأہ قبیلہ کا فرد ہے۔ وہ کہہ رہا تھا اور آواز کو بلند کر رہا تھا تو نے اسے عزت دی، تو نے اسے فضیلت دی، ہم اس شخص کی طرف گئے، سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا، پوچھا جبرئیل! تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ احمد ہیں۔ انہوں نے کہا نبی امی، عربی کو خوش آمدید۔ جس نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی۔ پھر ہم چل پڑے، میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس سے جھگڑ رہے تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے بارے اپنے رب سے جھگڑ رہے تھے۔ میں نے پوچھا وہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور آواز بلند کر رہے تھے؟ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی طبیعت کی تیزی کو پہچان لیا ہے۔ پھر ہم چل پڑے حتیٰ کہ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے، اس کے پھل جانوروں کی مانند تھے۔ اس کے نیچے ایک بوڑھا اور اس کے عیال بیٹھے تھے۔ جبرئیل نے مجھے کہا اپنے باپ ابراہیم کے پاس جاؤ، ہم گئے۔ سلام پیش کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ، ہم گئے۔ سلام پیش کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا جبرئیل! تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے آپ کا بیٹا احمد۔ حضرت ابراہیم نے کہا نبی امی کو خوش آمدید! جس نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی۔ اے پیارے بیٹے! آج رات تو اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے۔ آپ کی امت آخری امت ہے اور کمزور امت ہے۔ اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ تیری حاجت یا اس کا کام تیری امت میں بھی رہے تو ایسا کر۔ پس ہم پھر چل پڑے حتیٰ کہ ہم مسجد اقصیٰ پہنچے۔ میں سواری سے نیچا اترا اور سواری کو اس حلقہ سے باندھ دیا۔ مسجد کے دروازہ پر تھا اور اس کے ساتھ انبیاء اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے انبیاء کا تعارف کیا جو کچھ کھڑے تھے، کچھ رکوع میں تھے اور کچھ سجدہ میں تھے۔ پھر میرے پاس شہد اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے، میں نے دودھ لے لیا اور پی لیا۔ جبرئیل نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا آپ نے فطرت کو پا لیا ہے۔

پھر نماز کے لیے تکبیر ہوئی تو میں نے انبیائے کرام کی امامت کرائی پھر ہم واپس آگئے۔(1)

امام الحارث بن ابی اسامہ، بزار، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم (نے دلائل میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا۔ میں اس پر سوار ہوا، وہ جب کسی پہاڑ پر چڑھتا تو اس کے پاؤں بلند ہو جاتے، جب کسی وادی میں اترتا تو اس کے ہاتھ لمبے ہو جاتے۔ وہ براق ہمیں لے کر ایک ایسی زمین پر آیا جو تاریک اور بدبوار تھی پھر ہم ایسی زمین پر پہنچے جہاں سے پاکیزہ خوشبو آرہی تھی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلی زمین دوزخ کی زمین تھی اور یہ جنت کی زمین ہے۔ پھر میں ایک شخص کے پاس آیا جو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے بھائی عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ہم نے ایک آواز سنی کہ کوئی جھگڑا کر رہا ہے۔ ہم ایک شخص کے پاس آئے۔ اس نے پوچھا جبرئیل! تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا آپ کے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس انہوں نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی اور کہا اپنی امت کے لیے آسانی کا سوال کرو۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں میں نے کہا وہ کس سے جھگڑ رہے تھے۔ جبریل نے کہا وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑ رہے تھے۔ میں نے کہا اپنے رب سے جھگڑ رہے تھے؟ جبرئیل نے کہا ہاں ان کی طبیعت کی تیزی معروف ہے۔ پھر ہم چلے۔ میں نے روشن چراغ دیکھے۔ میں نے کہا جبرئیل! یہ کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا یہ تیرے باپ ابراہیم کا درخت ہے، تم اس کے قریب ہو جاؤ، میں اس کے قریب ہوا، تو ابراہیم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے برکت کی دعا دی۔ پھر ہم چلے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے، میں نے اپنی سواری کو اس حلقہ کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا، میرے لیے انبیاء کرام کو پیش کیا گیا۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نے نام بتائے اور بعض کے نہ بتائے سوائے تین انبیائے کرام نے باقی سب کو میں نے نماز پڑھائی اور یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔(2)

امام ابن مردویہ نے المغیرہ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن عمر بن الخطاب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات مسجد کے اگلے حصے میں جماعت کرائی پھر میں صخرہ کی طرف گیا وہاں ایک فرشتہ کھڑا تھا جس کے پاس تین برتن تھے۔ میں نے شہد کو لے لیا اور اس نے تھوڑا سا پی لیا، پھر میں نے دوسرا برتن لیا اور اس سے بھی پیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور یہ دودھ کا برتن تھا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا تیسرے پیالہ سے پیو جب کہ اس میں شراب تھی۔ میں نے کہا میں سیر ہو چکا ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر آپ اس سے پیتے تو آپ کی امت کبھی فطرت پر جمع نہ ہوتی۔ پھر جبرئیل مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ مجھ پر نماز فرض کی گئی۔ پھر میں حضرت خدیجہ کے پاس آیا جب کہ انہوں نے ابھی پہلو نہیں بدلا تھا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں۔ جس رات کو رسول اللہ

1۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر از ابن عساکر، باب ذکر عروجہ الی السماء، جلد 1، صفحہ 386، دار المسیرۃ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 69 (9976)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ﷺ کو سیر کرائی گئی تھی اس رات آپ میرے گھر میں تھے۔ میں نے رات کے وقت آپ کو نہ پایا تو میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی کہ کہیں قریش آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل امین میرے پاس آئے، میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے گھر سے باہر نکلا۔ دروازے پر ایک جانور کھڑا تھا جو خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے بڑا تھا۔ جبرئیل نے مجھے اس پر سوار کیا۔ پھر وہ چلا تو مجھے بیت المقدس لے آیا، جبرئیل نے مجھے حضرت ابراہیم دکھائے جن کی شکل میری شکل کے مشابہ تھی اور میری شکل ان کی شکل کے مشابہ تھی۔ پھر انہوں نے مجھے موسیٰ علیہ السلام دکھائے جن کا رنگ گندمی تھا اور قد لمبا تھا، بال سیدھے تھے۔ وہ ازدشنوأہ قبیلہ کے مشابہ تھے، مجھے عیسیٰ علیہ السلام دکھائے وہ درمیانے قد کے تھے رنگ سفید تھا جو سرخی مائل تھی۔ وہ عروہ بن مسعود الثقفی کے مشابہ تھے۔ مجھے دجال دکھایا جس کی دائیں آنکھ بالکل صاف کردی گئی تھی۔ وہ قطن بن عبدالعزی کے مشابہ تھا۔ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اپنے مشاہدہ کے بارے بتاؤں۔ حضرت ام ہانی فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کی: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو تمہیں جھٹلائے گی اور آپ کی بات کا انکار کرے گی، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کردیں۔ ام ہانی فرماتی ہیں: آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے کپڑا کھینچا پھر قریش کی طرف چلے گئے۔ آپ تشریف لائے تو وہ اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ اٹھے، اپنے مشاہدات کے بارے بتایا تو مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور عرض کی یا محمد! اگر میں جوان ہوتا تو آپ کبھی ایسی کلام نہ کرتے جو آپ نے اب کی ہے جب کہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا: اے محمد ﷺ کیا آپ فلاں جگہ پر ہمارے اونٹوں کے پاس سے گزرے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم! میں نے ان کو پایا ہے، اس قافلہ کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا، وہ اس کو تلاش کررہے تھے۔ پھر اس نے پوچھا: کیا آپ بنی فلاں کے اونٹوں کے پاس سے گزرے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا تھا، ان کی سرخ اونٹنی کا پاؤں ٹوٹ چکا تھا۔ میں نے ان کے پاس ایک پانی کا پیالہ پایا، میں اس سے پانی پیا۔ لوگوں نے کہا: تم بتاؤ اس قافلہ کے اونٹوں کی تعداد کتنی تھی اور اس میں چرواہے کتنے تھے۔ فرمایا مجھے ان کے اونٹوں کی تعداد معلوم نہ تھی۔ میں کھڑا ہوا تو اونٹ میرے سامنے کردیئے گئے۔ میں نے انہیں شمار کیا اور جتنے ان میں چرواہے تھے وہ بھی شمار کرلیے۔ پھر آپ ﷺ قریش کے پاس آئے اور انہیں فرمایا تم نے مجھ سے فلاں کے اونٹوں کے متعلق پوچھا تھا۔ وہ اتنے ہیں اور ان میں فلاں فلاں چرواہے ہیں اور تم نے مجھ سے بنی فلاں کے اونٹوں کے متعلق پوچھا، وہ اتنے ہیں اور ان کے چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور فلاں فلاں ہیں۔ وہ صبح وادی میں پہنچے گا۔ وہ وادی کے دہانے آپ کی بات کی صداقت پرکھنے کے لیے انتظار کرنے لگے۔ پس انہوں نے اونٹوں کے قافلہ کو پایا تو قافلہ والوں سے پوچھا کیا تمہارا اونٹ گم ہوا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، دوسرے قافلے سے یہ سوال کیا کہ تمہاری سرخ اونٹنی کا پاؤں ٹوٹ تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے وہ پیالہ رکھا تھا، ہم میں نے کسی نے اس پیالہ سے پانی نہیں پیا تھا اور نہ زمین پر اس سے پانی بہایا تھا، پس صدیق اکبر نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ پس اس دن آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ (1)

1۔ معجم کبیر، جلد 24، صفحہ 432 (1059)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ اندھیرے میں تشریف لائے جب کہ میں اپنے بستر پر تھی، ارشاد فرمایا: میں اس رات مسجد میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور مجھے مسجد کے دروازہ پر لے گئے۔ وہاں ایک جانور تھا جس کا رنگ سفید تھا اور قد و قامت میں گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنے کانوں کو حرکت دیتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا تو وہ اتنا تیز رفتار تھا کہ حد نظر پر قدم رکھتا تھا جب وہ کسی نشیبی جگہ پر مجھے لے کر جاتا تو اس کے ہاتھ لمبے ہو جاتے اور اس کے پاؤں چھوٹے ہو جاتے اور جب مجھے لے کر وہ کسی اونچی جگہ پر جاتا تو اس کے پاؤں لمبے ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے ہو جاتے۔ جبرئیل میرے ساتھ ساتھ رہے حتی کہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے۔ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پس میرے لیے انبیائے کرام کا ایک گروہ پیش ہوا جن میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے۔ میں نے تمام کو نماز پڑھائی اور ان سے بات چیت کی۔ پھر مجھے دو برتن پیش کیے گئے۔ ایک سرخ تھا اور ایک سفید۔ میں نے سفید کو پی لیا۔ جبرئیل نے مجھے کہا آپ نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا، اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر میں براق پر سوار ہوا اور مسجد حرام میں آیا۔ وہاں صبح کی نماز پڑھی۔ ام ہانی فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کی چادر سے پکڑ لیا اور عرض کی: اے میرے چچا کے بیٹے! خدا کا واسطہ! اگر آپ یہ سفر معراج قریش کے سامنے بیان کریں گے تو یہ تمہاری تکذیب کریں گے۔ آپ ﷺ نے میرے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور میرے ہاتھ سے چادر چھڑا لی۔ پس آپ ﷺ کے بطن سے کپڑا اٹھ گیا تو میں نے ازار کے اوپر سے آپ ﷺ کی ابھری ہوئی جگہ دیکھی گویا کہ وہ لپیٹے ہوئے کاغذ ہیں۔ آپ کے دل کے پاس نور چھایا ہوا تھا، قریب تھا کہ وہ میری آنکھیں اچک لیتا، میں سجدہ میں گر گیا۔ جب میں نے سر اٹھایا تو آپ باہر جا چکے تھے۔ میں نے اپنی لونڈی سے کہا تم حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا کہتے ہیں اور پھر انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ جب لونڈی واپس آئی تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ ﷺ قریش کے ایک گروہ کے پاس جن میں المطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے رات کو اس مسجد میں نماز پڑھی اور صبح بھی اسی مسجد میں پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان بیت المقدس گیا، میرے لیے انبیائے کرام پیش کیے گئے جن میں حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ میں نے انہیں نماز پڑھائی اور ان سے کلام کیا، عمرو بن ہشام نے ایک مزاحیہ کے انداز میں کہا آپ ہمارے لیے ان کی صفات بیان فرمائیں۔ 26A

آپ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد تھے، نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پست قد۔ ان کا سینہ چوڑا تھا اور گھنگھریالے تھے۔ ان پر سفیدی غالب تھی گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام بھاری بھرکم، گندمی رنگ اور لمبے قد کے تھے گویا کہ آپ ازدشنوأہ قبیلہ کے مردوں میں ہیں، ان کے بال زیادہ تھے۔ آنکھیں گہری تھیں، دانت جڑے ہوئے تھے۔ ہونٹ باریک تھے اور سخت مزاج تھے اور ابراہیم علیہ السلام اللہ کی قسم! از روئے شکل و شباہت کے ان سے زیادہ مشابہ ہوں، لوگوں نے آپ کی باتیں سن کر شور مچا دیا۔ المطعم نے کہا: آج سے پہلے آپ نے جو کچھ کیا وہ قابل تقلید تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں، ہم بیت المقدس جاتے ہوئے ایک مہینہ نشیب و فراز کا سفر بڑی مشکل سے کرتے ہیں۔

6B

آپ کہتے ہیں کہ میں نے یہ مسافت ایک رات میں طے کر لی ہے، لات وعزیٰ کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا، سیدنا ابوبکر نے کہا: اے مطعم! تو نے اپنے بھتیجے کو بہت بری بات کہی ہے، تو نے اسے جھٹلایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ سچے ہیں، لوگوں نے کہا اے محمد! ﷺ ہمارے لیے بیت المقدس کا وصف بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں رات کو بیت المقدس میں داخل ہوا اور رات کو ہی اس سے باہر نکلا۔ پس جبرئیل امین نے اپنے پر میں بیت المقدس کا نقشہ پیش کر دیا، آپ ﷺ نے بتانا شروع کر دیا کہ فلاں دروازہ فلاں جگہ پر ہے، فلاں دروازہ فلاں جگہ پر ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے صدقت، صدقت آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے درست فرمایا۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہمارے قافلہ کے متعلق بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: روحاء کے مقام پر بنی فلاں کے قافلہ سے ملا، ان کی اونٹنی گم ہو چکی تھی، وہ اس کی تلاش کر رہے تھے۔ تو میں ان کی سواریوں کے پاس پہنچا۔ ان کے پاس کوئی شخص موجود نہ تھا۔ وہاں ایک پانی کا پیالہ پڑا تھا، میں نے اس سے پانی پیا۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ کے پاس پہنچا۔ میری وجہ سے ان کا اونٹ بدک گیا اور ان کا ایک سرخ اونٹ بیٹھ گیا جس پر سفید لکیروں والی بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ مجھے معلوم نہیں اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی یا نہیں۔ پھر میں تنعیم کے مقام پر بنی فلاں کے قافلہ سے ملا۔ اس قافلہ کی قیادت ایک خاکستری رنگ کا اونٹ کر رہا ہے اور یہ وادی سے تم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا: یہ جادوگر ہے۔ پس وہ قافلہ کو دیکھنے کے لیے گئے تو انہوں نے اسی طرح پایا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ پر جادوگر کی تہمت لگائی۔ اور کہا کہ ولید نے سچ کہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (الاسراء:60)

امام ابن اسحق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: جس رات رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اس رات آپ میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ جب صبح سے تھوڑا پہلے کا وقت تھا۔ تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو تیار کیا۔ جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا: اے ہانی! میں نے عشاء کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جس طرح تم نے دیکھا۔ پھر میں بیت المقدس گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔ (1)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر، ام سلمہ، عائشہ، ام ہانی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے (بعض کی حدیث بعض کی حدیث میں داخل ہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو سترہ ربیع الاول کی رات ہجرت سے ایک سال پہلے شعب ابی طالب سے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے گدھے سے بڑے اور خچر سے چھوٹے سفید جانور پر سوار کیا گیا جس کی رانوں میں دو پر تھے جن کے ساتھ وہ اپنے قدموں کو چھپاتا تھا۔ جب میں سوار ہونے کے لیے اس کے قریب گیا تو وہ بدکنے لگا جبرئیل نے اس کی گردن کے بالوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: اے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 7، داراحیاء التراث العربی بیروت

براق! تجھے شرم نہیں آتی تو کیا کر رہا ہے، اللہ کی قسم! تیرے اوپر محمد ﷺ سے زیادہ معزز بندہ سواری نہیں ہوا۔ براق کو حیا آئی حتیٰ کہ اس کا پسینہ بہنے لگا۔ پھر وہ قرار پذیر ہوا حتیٰ کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔ اس نے اپنے کان کھڑے کیے اور زمین پر چلنے لگا۔ تو اپنی حد نظر پر قدم رکھتا تھا۔ اس کی پیٹھ لمبی تھی اور اس کے کان بھی لمبے تھے۔ میرے ساتھ جبرئیل بھی چلتے رہے اور حتیٰ کہ میں بیت المقدس پہنچا براق پہنچا جہاں وہ ٹھہرا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے باندھ دیا اور یہی جگہ انبیائے کرام کی سواریاں باندھنے کے لیے تھی میں نے انبیائے کرام کو دیکھا وہ میرے لیے جمع کیے گئے تھے۔ میں نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیکھا، میں نے گمان کیا کہ یقیناً ان کے لیے کوئی امام ہوگا، مجھے جبرئیل نے مصلیٰ امامت پر آگے کر دیا حتیٰ کہ میں نے سب کو نماز پڑھائی اور میں نے ان سے سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا ہمیں توحید کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا۔ بعض نے فرمایا: نبی کریم ﷺ اس رات مفقود ہوئے تھے۔ بنو عبد المطلب آپ کی تلاش میں نکلے تھے۔ حضرت عباس نکلے حتیٰ کہ وادی ذی طویٰ میں پہنچ گئے اور زور زور سے آوازیں لگانے لگے یا محمد، یا محمد! رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس کو جواب دیا لبیک، لبیک، عباس نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ نے اپنی قوم کو آج رات بہت تھکا دیا ہے، تم کہاں چلے گئے تھے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس گیا تھا، عباس نے کہا: اس رات کو؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، عباس نے کہا تمہیں خیر تو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خیر ہے۔ ام ہانی نے کہا آپ ﷺ کو سیر میرے گھر سے کرائی گئی، آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے ہم بیدار ہوئے، آپ ﷺ اٹھے اور صبح کی نماز ادا فرمائی اور فرمایا: اے ام ہانی! میں نے عشاء کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی تھی جیسا کہ تو نے اس وادی میں دیکھا تھا۔ پھر میں بیت المقدس گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ پھر آپ باہر جانے کے لیے اٹھے تو میں نے عرض کی: یہ بات لوگوں کو نہ بتائیں ورنہ آپ کی وہ تکذیب کریں گے اور اذیت دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور بیان کروں گا۔ پس آپ نے انہیں خبر دی تو وہ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے: ہم نے ایسی بات پہلے کبھی نہیں سنی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل امین سے کہا اے، جبرئیل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرئیل نے کہا: ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔ بہت لوگ آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور گمراہ ہو گئے جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے، پھر میں حطیم میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ میں انہیں بیت المقدس کو دیکھ کر اس کی نشانیاں بتاتا گیا۔ بعض لوگوں نے پوچھا: مسجد کے کتنے دروازے ہیں؟ میں نے اس کے دروازے شمار نہیں کیے تھے، پس میں نے اس کے دروازوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور ان کو شمار کر کے انہیں بتاتا گیا۔ میں نے انہیں ان کے اس قافلہ کے متعلق بتایا جو مجھے راستہ میں ملا تھا اور جو اس میں نشانیاں تھیں وہ سب میں نے انہیں بتا دیں، پس انہوں نے وہ تمام نشانیاں ہو بہو دیکھ لیں، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (الاسراء: 60) فرماتے ہیں: اس رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے، آپ ﷺ نے اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھا تھا۔ (1)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 1 صفحہ 214، دار صادر بیروت

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ ان دونوں نے دلائل میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کی رات براق پیش کیا گیا تو اس پر زین ڈالی ہوئی تھی اور اسے لگام بھی دی گئی تھی۔ آپ سوار ہونے لگے تو وہ تھوڑا بدکا، جبرئیل نے اسے کہا: کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! اللہ کی بارگاہ میں اس سے زیادہ مکرم بندہ مخلوق میں سے کوئی تیری پیٹھ پر سوار نہیں ہوا۔ پس اس جملہ سے براق کا پسینہ بہنے لگا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے ایک سال پہلے سترہ ربیع الاول کو سیر کرائی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے سے سولہ ماہ پہلے بیت المقدس کو سیر کرائی گئی۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے سولہ ماہ قبل سیر کرائی گئی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب ''حیاۃ الانبیاء'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سیر والی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ اپنی قبر میں سرخ ٹیلہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔(4)

ابویعلی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے کسی صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا: مجھے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا گیا۔ فرمایا: میں نے گھوڑے کو باندھ دیا یا فرمایا: سواری کو حلقہ سے باندھ دیا۔ ابوبکر نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کا وصف بیان فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسا تھا، ایسا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اسے دیکھا تھا۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف سیر کرائی گئی تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 281 (3131)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الاسراء، برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 354، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 355

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 15، صفحہ 108 (2375)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 361، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو انبیائے کرام کے پاس سے گزرے جن کے ساتھ لوگوں کے گروہ تھے۔ بعض انبیائے کرام کے ساتھ ایک قوم تھی اور کئی انبیائے کرام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہ تھا حتی کہ آپ ﷺ سواد عظیم کے پاس سے گزرے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ لیکن سر اٹھاؤ اور دیکھو، ایک سواد عظیم تھا جس نے دونوں اطراف سے افق کو ڈھانپ رکھا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ اور ان کے سوا اور لوگ آپ کی امت سے ہیں۔ ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ فرمایا نبی کریم ﷺ اپنے حجرے میں چلے گئے، نہ صحابہ کرام نے سوال کیا اور نہ آپ ﷺ نے اس کی تفسیر بیان فرمائی۔ کہنے والوں نے کہا اس سے مراد ہم (صحابہ) ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد ہمارے بیٹے ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغتے ہیں، نہ دم کرتے ہیں اور نہ فال پکڑتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محصن اٹھے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں ان لوگوں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تو ان سے ہے۔ ایک اور شخص اٹھا اور عرض کی کیا میں ان میں سے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سلسلہ میں عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

امام احمد، نسائی، البزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میرے پاس سے ایک پاکیزہ خوشبو کا گزر ہوا۔ میں نے جبرئیل سے یہ خوشبو کیسی ہے؟ جبرئیل نے کہا: بنت فرعون کو کنگھی کرنے والی اور اس کی اولاد کی، وہ اس کی کنگھی کر رہی تھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گری، اس نے کہا بسم اللہ، فرعون کی وہ بیٹی نے کہا اللہ سے مراد میرا باپ ہے۔ کنگھی کرنے والی نے کہا بلکہ اس سے مراد میرا، تیرا اور تیرے باپ کا رب ہے، اس نے کہا کیا تیرا میرے باپ کے سوا بھی کوئی رب ہے؟ کنگھی کرنے والی نے کہا ہاں۔ فرعون کی بیٹی نے کہا: میں اپنے باپ کو یہ بات بتاؤں، کنگھی کرنے والی نے کہا ہاں، فرعون کی بیٹی نے فرعون کو یہ واقعہ سنایا تو اس نے اس عورت کو بلایا اور پوچھا تیرا میرے سوا بھی کوئی رب ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں، میرا اور تیرا رب اللہ ہے جو آسمانوں میں ہے۔ فرعون نے تانبے کا ایک کڑھا کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس عورت کو اور اس کی اولاد کو اس میں ڈالنے کا حکم دیا، عورت نے کہا مجھے تم سے ایک گزارش کرنی ہے، فرعون نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میری ہڈیاں اور میری اولاد کی ہڈیاں جمع کی جائیں اور انہیں اکھٹا دفن کیا جائے، فرعون نے کہا ٹھیک ہے، ہم ایسا ہی کریں گے کیونکہ تیرا ہم پر حق خدمت ہے۔ پس فرعون کے جلاد نے اس کی اولاد کو ایک ایک کر کے اس میں ڈال دیا حتی کہ وہ ایک دودھ پیتے بچے پر پہنچا تو وہ بچہ بول اٹھا: اے والدہ محترمہ! جلدی کر پیچھے نہ ہٹ تو بے شک حق پر ہے۔ پس وہ اور اس کی اولاد پھینک دیئے گئے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ چار بچوں نے بچپن میں گفتگو کی تھی۔ ایک، یہ بچہ دوسرا حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ، تیسرا جریج کا ساتھی اور چوتھا عیسیٰ بن مریم۔ (1)

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 389، دار الکتب العلمیہ بیروت

بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے ایک پاکیزہ خوشبو محسوس کی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ ماشطہ (فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی) اور اس کا خاوند اور اس کا بیٹا ہے وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی کہ اچانک اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی، اس نے بے ساختہ کہا فرعون تباہ و برباد ہو جائے، فرعون کی بیٹی نے یہ بات اپنے باپ کو بتائی، اس عورت کے دو بیٹے اور ایک خاوند تھا، فرعون نے سب کو بلا بھیجا۔ فرعون نے اس عورت اور اس کے خاوند کو اپنے دین کو چھوڑنے کے لیے بہلایا پھسلایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے کہا میں تمہیں قتل کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا تیرا ہم پر احسان ہوگا، اگر تو ہمیں قتل کرے اور ایک کمرے میں ڈال دے۔ تو اس نے ایسا ہی کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے پاکیزہ خوشبو محسوس کی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اس کی حقیقت بتلائی۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب کاٹے جاتے تو پھر پہلی حالت میں ہو جاتے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطباء ہیں جو وہ کہتے تھے جسے خود نہیں کرتے تھے۔

ابن مردویہ نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو نہر میں نہا رہا تھا اور پتھر نگل رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ سود خور ہے۔

امام ترمذی، البزار، الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو جبرئیل اس چٹان کے پاس آئے جو بیت المقدس میں موجود ہے۔ اس پر اس نے اپنا ہاتھ رکھا اور اس میں سوراخ کیا پھر اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔ (2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت صہیب بن سنان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ پر سیر کی رات پائی، پھر شراب پھر دودھ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ کو لے لیا۔ جبرئیل نے کہا جناب! آپ نے فطرت کو پالیا ہے اور اس کے ساتھ ہر جانور کو غذا دی جاتی ہے۔ اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی اور آپ بھی راہ راست چھوڑ بیٹھتے اور آپ اس سے ہو جاتے۔ جبرئیل نے جہنم کی وادی کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو وہاں آگ بھڑک رہی تھی۔

امام احمد اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں نے بیت المقدس میں اپنے قدم وہاں رکھے جہاں انبیاء کرام نے اپنے قدم رکھے تھے۔ مجھے پر عیسیٰ علیہ السلام پیش

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 224، دار صادر بیروت 2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 281 (3132)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیے گئے۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عروہ بن مسعود ثقفی کے مشابہ تھے اور مجھ پر موسیٰ علیہ السلام پیش کیے گئے۔ وہ گھنگھریالے بالوں والے مردوں میں سے ایک مرد تھے۔ مجھ پر ابراہیم علیہ السلام پیش کیے گئے تو ان کی شکل تمہارے ساتھی کی طرح تھی۔

امام بخاری، مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ ان کی صفت یہ ہے کہ وہ لمبے اور کم گوشت تھے اور ان کے بال گھنگھریالے تھے، گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے مردوں سے تھے۔ میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا تو درمیانہ قامت سرخ رنگ کے تھے۔ گویا وہ کسی سرنگ سے نکلے ہیں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، میں ان کے زیادہ مشابہ ہوں اور مجھے دو برتن پیش کیے گئے۔ ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا جو چاہو لے لو میں نے دودھ کو لیا اور اسے پی لیا۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو فطرت کی ہدایت ملی ہے، اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (1)

امام مسلم، نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں تھا اور قریش میری سیر کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے جو مجھے اچھی طرح از بر نہ تھے۔ مجھے ایسی تکلیف اور پریشانی ہوئی کہ پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ انہوں نے جو بھی سوال کیا میں نے اس کے متعلق جواب دیا۔ میں نے اپنے آپ کو انبیائے کرام کی ایک جماعت میں پایا، وہاں موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے، ان کے بال گھنگھریالے تھے، گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے فرد ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ عروہ بن ثقفی ان کے زیادہ مشابہ ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے مشابہ تمہارا ساتھی ہے۔ ساتھی سے مراد آپ ﷺ کی اپنی ذات ہے۔ پھر نماز کا وقت ہوا تو میں نے امامت کرائی۔ جب میں فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے کہا یا محمد! ﷺ یہ جہنم کا داروغہ مالک ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پہلے مجھے سلام کیا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے آگ کے داروغہ مالک کو دیکھا، وہ سخت طبیعت تھے اور غصہ ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔

احمد نے عبید بن آدم بن عمر بن الخطاب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جابیہ کے مقام پر تھے تو بیت المقدس کی فتح کا ذکر کیا گیا، حضرت عمر نے کعب سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ میں کہاں نماز پڑھوں۔ حضرت عمر نے کہا چٹان کے پیچھے۔ فرمایا نہیں لیکن میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پس کعب آگے قبلہ کی طرف بڑھے اور نماز پڑھی۔

امام احمد، ابن مردویہ اور ابونعیم (دلائل میں) الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو جس رات سیر کرائی گئی، آپ جنت میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے جنت کی ایک طرف میں حضرت بلال کی آہٹ سنی، پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ مؤذن بلال کے قدموں کی آہٹ ہے۔ نبی کریم ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: بلال دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے اس کو

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 200 (272)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 205 (278)

ایسے ایسے دیکھا ہے، آپ ﷺ کی ملاقات اس سفر میں موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور کہا نبی امی کو خوش آمدید، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ طویل القامت اور سیدھے بالوں والے تھے۔ آپ کے بال آپ کے کانوں تک یا اس سے اوپر تھے۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر آپ چل پڑے۔ ایک اور شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کو خوش آمدید کہا، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل نے کہا: یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر آپ چل پڑے، راستہ میں ایک بزرگ جلیل القدر، بارعب شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور سلام کیا۔ تمام انبیائے کرام نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ آپ کا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ نے دوزخ دیکھی۔ وہاں ایسے لوگ تھے جو مردار کھا رہے تھے۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کا رنگ سفید اور آنکھیں انتہائی نیلی تھیں، پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ (صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا ہے۔ جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ پہنچ گئے تو نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی تو تمام انبیائے کرام نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ پھر آپ وہاں سے فارغ ہوئے تو آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے، ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا، آپ ﷺ نے دودھ لے کر پی لیا جو پیالے لایا تھا، اس سے آپ نے فطرت کو پالیا۔(1)

احمد، ابویعلی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ پھر اس رات واپس آئے تو صبح لوگوں کے سامنے اپنی سیر، بیت المقدس کی علامات اور قریش کے قافلہ کی روداد سنائی کچھ لوگوں نے کہا: ہم محمد ﷺ کی اس بات کی تصدیق نہیں کرتے۔ ابوجہل نے کہا محمد ﷺ ہمیں زقوم کے درخت سے ڈرتا ہے، کھجور اور مکھن لے آؤ اور اسے خوب لقمے لگاؤ۔ آپ ﷺ نے دجال کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا۔ آپ ﷺ کا یہ دیکھنا آنکھ کے ساتھ تھا۔ خواب کی بات نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ نبی کریم ﷺ سے دجال کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اسے فیلمانیا اقمر هجان دیکھا ہے۔ اس کی آنکھ یوں ابھری ہوئی ہے گویا کہ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ اس کے بال درخت کی ٹہنیوں جیسے ہیں۔ میں عیسیٰ علیہ السلام کو جوان، سفید رنگ، گھنگریالے بال، تیز نظر اور باریک پیٹ والا دیکھا۔ اور میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندم ونگ تھے، بڑے بڑے بال اور مضبوط جسم والے تھے۔ میں نے ابراہیم کو دیکھا، میں نے ان سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا مگر میں اس کو اپنے جیسا دیکھتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھی کی طرح ہے۔ جبرئیل نے کہا: اپنے باپ پر سلام کرو، میں نے ابراہیم علیہ السلام پر سلام کیا۔(2)

امام بخاری، مسلم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، وہ لمبے قد

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 257، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 374

اور گھنگھر یالے بالوں والے تھے۔ گویا وہ شنوأة قبیلہ کے مردوں میں سے ہیں، میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد اور سرخ، سفید رنگ والے تھے۔ ان کے بال سیدھے تھے۔ میں مالک جہنم کا داروغہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے جو نشانیاں دکھائیں ان میں دجال بھی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ (سجدہ: 23) حضرت قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔(1)

امام سعید بن منصور، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: میں سیر والی رات ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملا، انہوں نے قیامت کا معاملہ ذکر کیا پھر انہوں نے معاملہ حضرت ابراہیم کی طرف لوٹایا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر انہوں نے معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے بھی فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر انہوں نے معاملہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا، انہوں نے فرمایا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میرے رب نے جو مجھے نشانیاں بتائی ہیں وہ یہ ہیں کہ دجال نکلے گا اور میرے دو چھڑیاں ہوں گی، جب دجال مجھے دیکھے گا تو ایسے پگھلے گا جیسے تانبا پگھلتا ہے۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا حتی کہ پتھر اور درخت کہے گا اے مسلم! میرے نیچے کافر ہے۔ ادھر آؤ اور اسے قتل کرو، پس اللہ تعالیٰ کفار کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے شہروں اور وطنوں کی طرف لوٹیں گے، اس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے، وہ ہر بلندی سے نیچے آئیں گے، وہ لوگوں کے شہروں کو روند ڈالیں گے، وہ کسی چیز کے پاس نہیں آئیں گے مگر اسے ہلاک کر دیں گے، جو جس پانی سے گزریں گے اسے پی جائیں گے، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور یاجوج ماجوج کی شکایت کریں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا تو وہ انہیں ہلاک کر دے گا اور انہیں مار دے گا حتی کہ ان کی بدبو کی وجہ سے زمین مردار خانہ بن جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا۔ وہ بارش ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ میرے رب نے میرے ساتھ یہ عہد فرمایا ہے کہ اگر ایسا ہوگا (تو قیامت واقع ہو جائے گی)۔ قیامت حاملہ عورت کی طرح ہے جس کے دن مکمل ہو چکے ہوں، اس کے گھر والوں کو علم نہیں ہوتا کہ یہ رات یا دن کس وقت اچانک بچہ جنم دے گی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن جریر، حاکم (انہوں نے بھی اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیر کو بیان کرتے تو فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ براق سے نہ اترے حتی کہ آپ کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، آپ نے جنت، دوزخ اور آخرت کے وعدہ کا مشاہدہ کیا پھر آپ واپس آ گئے۔ ابن مردویہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ نے وہ دیکھا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور وہ دیکھا جو کچھ زمینوں میں تھا۔ آپ سے پوچھا گیا براق کیسا جانور تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 195 (267)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 375، دار صادر بیروت

لمبا سفید جانور تھا، اس کا ایک قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ (1)

امام ابویعلی، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا پایا محمد رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر الصدیق میرے پیچھے تھے۔

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو ہر آسمان میں میں نے اپنا نام لکھا ہوا پایا: محمد رسول اللہ ﷺ۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیر والی رات میں الملأ الاعلیٰ سے گزرا اور جبریل خشیت الٰہی کی وجہ سے پرانے ٹاٹ کی طرح تھا۔ ابن مردویہ کے الفاظ اس طرح ہے کہ میں چوتھے آسمان میں جبرئیل کے پاس سے گزرا تو وہ وہاں خشیت الٰہی کی وجہ سے پرانے ٹاٹ کی طرح تھے۔

امام سعید بن منصور، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی، آپ مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان تھے، جبرئیل آپ کی دائیں جانب اور میکائیل بائیں جانب تھا۔ وہ دونوں آپ ﷺ کو لے کر اڑے حتی کہ بلند و بالا آسمانوں تک پہنچ گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو فرمایا میں نے بلند و بالا آسمانوں میں تسبیح سنی تھی جس کے ساتھ بہت زیادہ تسبیح تھی۔ بلند و بالا آسمان ہیبت والے کی وجہ سے صاحب علو سے ڈرتے ہوئے تسبیح بیان کر رہے تھے، اس وجہ سے کہ وہ بلند و بالا ہے سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جبرئیل مجھے سیر پر لے گئے تو میں نے بلند و بالا آسمانوں میں تسبیح سنی، پس میرا دل کانپ گیا، جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمد! ﷺ آگے بڑھو اور خوف نہ کرو، بے شک آپ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہوا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی تھی، جب ہم ساتوں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر دیکھا، وہاں کڑک، بجلی اور گرج تھی۔ میں ایک قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے، ان میں سانپ اور بچھو تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ سود خور لوگ ہیں۔ جب میں آسمان دنیا کی طرف واپس آیا تو میں نے نیچے دیکھا وہاں دھواں اور آوازیں تھیں۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ شیاطین ہیں جو بنی آدم کی آنکھوں پر گھومتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ملکوت میں غور و خوض نہیں کرتے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ بڑے عجائب دیکھتے۔ (2)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ اسراء، جلد 2، صفحہ 391 (3369)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 353

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں کوثر کے پاس سے گزرا۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ (حوض) کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے، میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا تو وہ اذفر کستوری تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے نہر دیکھی جو نیزے کی مثل دھواں اڑا رہی تھی۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ اس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے قبے تھے۔ میں نے اس کی ایک طرف ہاتھ مارا تو وہ اذفر کستوری تھی۔ میں نے اس کے سنگریزوں پر ہاتھ مارا تو وہ موتی تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ نہر کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ کوثر ہے جو تمہارے رب نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیر کی رات میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سے وہ تمہارے ساتھی کے زیادہ مشابہ تھے۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابوایوب الانصاری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے ابراہیم خلیل الرحمٰن کی زیارت کی، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا جبرئیل! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ محمد (ﷺ) ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا اپنی امت کو حکم دو کہ جنت کے درخت لگانے میں کثرت کریں۔ بے شک جنت کی مٹی پاکیزہ اور اس کی زمین کھلی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: جنت میں درخت لگانے سے کیا مراد ہے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سیر والی رات ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ اپنی امت کو بتا دو کہ جنت ایک میدان ہے اور اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔

امام ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سیر والی رات ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں یہ بتانا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے اور جنت ایک میدان ہے اور اس کے درخت یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی، میں سفید موتیوں سے بنی جنت دیکھی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا اے جبرئیل! لوگ مجھ سے جنت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا انہیں بتا دو کہ جنت کی زمین میدان ہے اور اس کی مٹی کستوری ہے۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الادعاء، جلد 13، صفحہ 15 (3462)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ماجہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیر والی رات جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا: صدقہ کا ثواب دس گنا ہے، قرض اٹھارہ گنا ہے۔ میں نے پوچھا جبرئیل، قرض، صدقہ سے افضل ہے۔ فرمایا اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے جب کہ اس کے پاس (مال) ہوتا ہے اور قرض طلب کرنے والا اپنی ضرورت کے لیے قرضہ طلب کرتا ہے۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے جنت کے درختوں میں سے ایک درخت دیکھا، جنت میں میں نے اس سے خوب صورت از روئے پتوں کے سفید، از روئے پھل کے عمدہ درخت نہیں دیکھا۔ میں نے اس کے پھلوں میں سے ایک پھل کھایا تو میری صلب میں نطفہ بن گیا۔ جب زمین پر اترا تو حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاملہ ہوگئیں۔ جب میں جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو میں فاطمہ کی خوشبو کو سونگھ لیتا ہوں۔ (2)

امام حاکم نے اسے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اسے حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام بہی لے کر آئے، میں نے اسے سیر والی رات کو کھایا پس حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ پس میں جب جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی گردن کو سونگھ لیتا ہوں۔ (3)

امام البزار، ابو قاسم بغوی اور ابن قانع دونوں نے معجم الصحابہ میں، ابن عدی، ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایک موتیوں کے محل تک پہنچا۔ بغوی کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھے ایک موتیوں کے پنجرے میں سیر کرائی گئی، اس کا فرش سونے کا تھا۔ اس سے نور چمک رہا تھا اور مجھے تین لقب عطا کیے گئے کہ تو رسولوں کا سردار ہے، متقین کا امام ہے اور روشن پیشانیوں اور روشن ہاتھ پاؤں والوں کا قائد ہے۔ (4)

امام ابن قانع، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو الحمراء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے ساتوں آسمان کی سیر کرائی گئی تو عرش کی دائیں پنڈلی پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ (5)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں نے عرش کے پائے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ (میں نے علی کے ساتھ اس کی مدد کی) لکھا ہوا دیکھا۔

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، جلد 3، صفحہ 163 (2431)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 400 (1000)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 169 (4738)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ معجم الصحابہ از ابن قانع، جلد 9، صفحہ 3228 (1000)، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ

5۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 200 (526)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں نے عرش پر یہ عبارت دیکھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابو بکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین۔

امام دارقطنی نے الافراد میں، الخطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات عرش میں سفید موتی لگا ہوا دیکھا جس پر سفید نور کے ساتھ یہ لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق۔(1)

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذان کی تعلیم دینے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل امین ایک سواری لے کر آئے جسے براق کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا، جبرئیل نے براق کو کہا ٹھہر جا، اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں مکرم بندہ تیری پیٹھ پر کبھی سوار نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے، یہاں تک کہ اس حجاب تک پہنچے جو رحمٰن کے ساتھ متصل ہے، اسی کیفیت میں آپ تھے کہ اس حجاب سے ایک فرشتہ نکلا۔ اس فرشتہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا، اس حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا میں ہی اکبر ہوں میں ہی اکبر ہوں۔ پھر فرشتے نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا، اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا۔ فرشتے نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا۔ میں نے ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنایا ہے۔ فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پھر کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا انا اکبر، انا اکبر۔ پھر فرشتے نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے سچ کہا لَا اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا پھر فرشتے نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگے کر دیا، آپ نے آسمان والوں کی امامت کرائی جن میں آدم اور نوح علیہما السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے مکینوں پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف مکمل کر دیا۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب آسمان پر لے جایا گیا تو آپ آسمان کی ایک جگہ ٹھہر گئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آسمان میں اس جگہ کھڑا ہوا جہاں وہ پہلے کبھی نہیں کھڑا ہوا تھا اس فرشتے کو حکم ہوا کہ انہیں اذان سکھاؤ، فرشتے نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے صحیح کہا اَنَا اللّٰہُ اَلْاَکْبَرُ پھر فرشتے نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا۔ فرشتے نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا اَنَا اَرْسَلْتُہٗ وَاَنَا اخْتَرْتُہٗ وَاَنَا ائْتَمَنْتُہٗ، یعنی میں نے اس کو رسول بنایا، میں نے اسے منتخب فرمایا میں نے اسے امین بنایا۔ فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے سچ کہا۔ اس نے میرے فریضہ اور حق کی طرف بلایا، جو نماز ادا کرے گا ثواب کی نیت سے تو یہ نماز ہر گناہ کے لیے کفارہ ہوگی فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے سچ کہا، میں

1۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 11، صفحہ 204 (5908)، مطبعۃ السعادۃ مصر

نے نماز کو فرض کیا ہے اور اس کو اور ان کے اوقات کو شمار کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا: گیا آگے بڑھو تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور تمام آسمان والوں کی امامت کرائی، پس اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر آپ ﷺ کا شرف مکمل کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، جبرئیل نے اذان دی فرشتوں نے سمجھا کہ وہ انہیں نماز پڑھائیں گے لیکن جبرئیل نے مجھے مقدم کر دیا پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ کی طرف اذان وحی کی گئی، پس آپ وہ لے کر آئے اور جبرئیل نے انہیں وہ اذان سکھائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان کی تعلیم دی گئی اور آپ پر نماز فرض کی گئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ معراج کی رات آپ ﷺ پر نماز فرض کی گئی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ اللہ سے تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کر دیں۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت سات مرتبہ تھا، کپڑے پر لگے پیشاب کا دھونا سات مرتبہ تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کرتے رہے حتی کہ نمازیں پانچ ہو گئیں، غسل جنابت ایک مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب کا دھونا بھی ایک مرتبہ ہو گیا۔ (1)

امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہنچے اور جو چیز بھی اوپر جاتی ہے وہ سدرہ تک پہنچتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ روحیں اوپر جاتی ہیں پھر انہیں وصول کیا جاتا ہے اور جو چیز سدرہ کے اوپر سے نیچے آتی ہے، وہ بھی سدرہ پر رک جاتی ہے حتی کہ وصول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ﴿۱۶﴾ (النجم) سدرہ کو ڈھانپ لیا جس چیز نے بھی ڈھانپ لیا۔ فرمایا یعنی سونے کے پروانوں نے اسے ڈھانپ لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں: پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کا آخری حصہ اور شرک کے سوا آپ کی امت کے لیے تمام گناہوں کی مغفرت۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں سدرہ تک پہنچا اس کا پھل گھڑوں کی مثل ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سونے کا ایک پروانہ دیکھا جو سدرہ کی پناہ لیتا تھا۔

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 1، صفحہ 549 (232)، مکتبۃ الرشد الریاض

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 349 (10683)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے آپ سدرۃ المنتہی کا وصف بیان کررہے تھے۔ فرمایا اس میں سونے کے پروانے ہیں اور اس کا پھل گڑھوں کی طرح ہے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ نے اس کے پاس کیا دیکھا۔ فرمایا میں نے اس کے پاس اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا۔ تمام نے کہا اے محمد! ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم دو۔(1)

احمد، ابن ماجہ، حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں معراج کی رات ملائکہ کے جس گروہ سے گزرا سب نے کہا تم پر پچھنے لگوانے ضروری ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم دو۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ سے گزرا سب نے مجھے پچھنے لگوانے کا حکم دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے معراج کی رات یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا کہ میں انہیں اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف بلاؤں۔ پس انہیں حکم دیا گیا کہ وہ میری بات کو قبول کریں۔ وہ آگ میں ہیں، ان کے ساتھ وہ اولاد آدم ہیں اور ابلیس کی اولاد ہیں جو شمار کئے گئے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: معراج کی رات جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو آپ وادی طویٰ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرئیل نے کہا ابوبکر تیری تصدیق کرے گا، اور وہ صدیق ہے۔

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صبح کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے لگے، بہت سے لوگ ایمان والوں میں سے مرتد ہوگئے، وہ دوڑتے ہوئے ابوبکر کے پاس گئے اور پوچھا کیا اپنے ساتھی کے بارے علم ہے؟ وہ کہتا ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ ابوبکر نے پوچھا: واقعی آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے، لوگوں نے کہا ہاں، ابوبکر نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر آپ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا تو اس کی یہ بات مانتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے ہیں اور صبح سے پہلے واپس آگئے ہیں؟ ابوبکر نے کہا ہاں میں تسلیم کرتا ہوں، میں تو اس کی اس سے بھی بعید از عقل باتیں تسلیم کرتا ہوں، صبح وشام جو اس پر آسمان کی خبریں آتی ہیں میں ان کو بھی تسلیم کرتا ہوں۔ اس وجہ سے ابوبکر کو الصدیق کہا جاتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، البزار، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں اور الضیاء نے المختارہ میں اور ابن عساکر

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 118 (3479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 233 (7473)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 361، دار الکتب العلمیہ بیروت

رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی تو میں نے صبح مکہ میں کی، مجھے یقین تھا کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔ میں کبیدہ پریشان کیفیت میں بیٹھ گیا۔ آپ کے پاس سے اللہ کا دشمن ابوجہل گزرا، وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا، ایک استہزاء کرنے والے کی طرح کہا کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک۔ ابوجہل نے کہا پھر صبح تو نے ہمارے درمیان کی ہے؟ فرمایا ہاں۔ ابوجہل نے آپ کی بات کو نہ جھٹلایا تا کہ آپ اپنی بات سے انکار نہ کر جائیں۔ اس نے قوم کو آپ کی طرف بلایا اور کہا: اگر آپ اپنی قوم کو دعوت دینا چاہتے ہیں تو کیا انہیں وہ بات بتائیں گے جو مجھے بتائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معشر بنی کعب بن لوی! ادھر آؤ۔ لوگ آپ کے پاس اپنی مجالس چھوڑ کر آ گئے اور ابوجہل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گئے۔ ابوجہل نے کہا جو مجھ سے بیان کیا ہے وہ اپنی قوم سے بیان کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات مجھے سیر کرائی گئی، لوگوں نے پوچھا: کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک، انہوں نے پوچھا ایلیاء تک؟ فرمایا ہاں۔ لوگوں نے کہا پھر صبح آپ نے ہمارے درمیان کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ راوی فرماتے ہیں بعض تعجب سے تالی بجانے لگے اور بعض نے سر پر ہاتھ رکھ لیا اور کہنے لگے کیا تو مسجد اقصیٰ کی صفات بیان کر سکتا ہے؟ لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے مسجد کی طرف سفر کیا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے مسجد کی ہیئت بیان کرنی شروع کر دی، میں بیان کرتا رہا حتی کہ مسجد کا حصہ مجھ پر ملتبس ہو گیا۔ پس مسجد میرے سامنے لائی گئی، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا حتی کہ وہ حضرت عقیل کے گھر کے قریب رکھی گئی تھی۔ پس میں دیکھ کر اسے بیان کرتا گیا۔ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! بالکل ٹھیک ہیئت بتائی ہے۔ (1)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا، جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تھی تو میں حطیم میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے بیت المقدس کو سامنے کر دیا، میں ان کو اس کی دیکھ کر نشانیاں بتاتا گیا۔ (2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا: جب آپ نے انہیں بیت المقدس کی سیر کے متعلق بتایا تھا، آپ ہمیں بتائیں کہ ہماری کون سی چیز گم ہوئی تھی اور اپنی بات کی صداقت کی کوئی نشانی لے آئیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مٹیالی رنگ کی اونٹنی گم ہوئی تھی جس پر تمہاری گندم لادی ہوئی تھی، جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہمارے لیے بیان کرو کہ اس پر کیا ہے؟ جبرئیل نے سب کچھ کھول دیا جو ان پر لادا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر سب کچھ بتاتے گئے جو کچھ ان پر لادا ہوا تھا اور وہ مشرک کھڑے دیکھ رہے تھے لیکن اتنے بڑے معجزے نے بھی ان کے شک اور تکذیب میں اضافہ کیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 309، دار صادر بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 281 (3133)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ان کے قافلہ کی علامت بتائی، انہوں نے پوچھا قافلہ کب آئے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدھ کے روز۔ جب بدھ کا دن آیا تو قریش انتظار کرنے لگے۔ جب سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہ پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، پس دن میں کچھ وقت کا اضافہ کر دیا گیا اور سورج کو روک لیا گیا۔ سورج کسی کے لیے نہیں لوٹا سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یوشع بن نون علیہ السلام کے جب وہ جابروں سے جنگ لڑ رہے تھے۔ (1) 27،

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن شداد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تو آپ کے پاس خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا جانور لایا گیا۔ وہ حد نظر پر قدم رکھتا تھا۔ اسے براق کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے ایک اونٹ کے پاس سے گزرے تو وہ بدک گیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ہم کو چیز نظر نہیں آ رہی، یہ صرف ہوا ہی ہے حتیٰ کہ آپ بیت المقدس پہنچے، آپ کو دو برتن پیش کیے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا۔ پس آپ نے دودھ لے لیا، جبرئیل نے کہا آپ کو ہدایت دی گئی ہے، آپ کی امت کو ہدایت دی گئی ہے۔ (2)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت واقدی عن ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ وغیرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے جنت اور دوزخ کے مشاہدہ کرانے کا سوال کرتے تھے۔ ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل سترہ رمضان کی رات تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی چھت پر سوئے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس جبرئیل اور میکائیل آئے اور کہا چلو اس کی طرف جس کا تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے تھے۔ وہ دونوں آپ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے۔ آپ کے پاس معراج (سیڑھی) لائی گئی۔ وہ انتہائی خوبصورت چیز تھی آپ کو ہر آسمان پر لے جایا گیا۔ وہاں انبیائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے۔ آپ نے جنت اور دوزخ دیکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں ساتوں آسمان پر پہنچا تو میں نے قدموں کے چلنے کی آواز سنی۔ آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ جبرئیل علیہ السلام اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اپنے وقتوں میں نمازیں پڑھائیں۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سے سیر کرائی گئی، آپ سے دلہن کی خوشبو جیسی خوشبو آتی تھی اور آپ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے سفیان الثوری سے سنا جب کہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحید کلبی کو قیصر کی طرف خط دے کر بھیجا تو وہ اسے حمص میں ملا۔ اس نے ترجمان کو بلایا، تو اس خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قیصر بادشاہ روم کی طرف ہے، قیصر کا بھائی غصے میں آیا اور کہا تم اس شخص کے خط کا آغاز دیکھ رہے ہو۔ اس نے آپ کے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہے۔ تجھے قیصر صاحب الروم لکھا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ آپ بادشاہ ہیں؟ قیصر نے اپنے بھائی سے کہا اللہ کی قسم! تو احمق، ذلیل اور پاگل ہے، تو یہ چاہتا ہے کہ اس خط کو پڑھنے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 404، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1، صفحہ 213، دار صادر بیروت

سے پہلے میں جلا دو، میری عمر کی قسم! اگر وہ اللہ کا رسول ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے تو وہ زیادہ حق دار ہے کہ مجھ سے پہلے اپنے نام کا ذکر کرے۔ اگر اس نے مجھے صاحب روم کہا ہے تو سچ کہا ہے، میں رومیوں کا ساتھی ہوں میں ان کا مالک نہیں ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو کسی کو مجھ پر مسلط کر دے۔ پھر قیصر نے خط پڑھا۔ اس نے کہا: اے رومیو! میرا گمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اسی نبی کی بشارت دی تھی، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں اس تک پہنچ جاؤں گا تو میں خود اس کی خدمت کرتا، اس کے وضو کا پانی میرے ہاتھوں پر گرتا، رومیوں نے کہا اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان پڑھ اعراب میں نبی مبعوث فرمائے اور ہمیں فراموش کر دے، ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر نے کہا اہل ہدایت میرے اور تمہارے درمیان انجیل ہے، ہم انجیل منگواتے ہیں، اس کو کھولتے ہیں۔ اگر واقعی یہ وہی نبی ہے تو ہم اس کی اتباع کریں گے ورنہ ہم اس پر مہریں تیار کرتے ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔ یہ مہریں ان مہروں کی جگہ ہوں گی۔ راوی فرماتے ہیں: انجیل پر اس وقت سونے کی بارہ مہریں تھیں ہرقل نے بھی اس پر مہر لگائی۔ پس بادشاہ جو اس کے بعد آنے والا تھا اس نے اس پر دوسری مہر لگائی حتی کہ قیصر بادشاہ نے مہر لگائی اور انجیل پر بارہ مہریں تھیں، ان میں سے ہر دوسرے کو یہ خبر دیتا تھا کہ ان کے لیے انجیل کو کھولنا ان کے دینی اعتبار سے جائز نہیں۔ جس دن وہ اس کو کھولیں گے ان کا دین بدل جائے گا اور ان کا بادشاہ ہلاک ہو جائے گا۔ قیصر نے انجیل منگوائی اور گیارہ مہریں کھول دیں۔ صرف ایک مہر باقی رہ گئی تھی۔ ان کے پادری، علماء اور حواری کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیے۔ اپنے چہروں پر طمانچے مارے اور اپنے بالوں کو نوچا۔ قیصر نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا آج تمہارے گھر کا بادشاہ ہلاک ہو جائے گا اور تیری قوم کا دین بدل جائے گا۔ قیصر نے کہا اہل ہدایت تو میرے پاس ہے۔ انہوں نے کہا تو جلدی نہ کر حتی کہ ہم اس شخص کے بارے میں پوچھ لیں۔ اور اس کے معاملہ میں غور و فکر کر لیں، قیصر نے کہا: ہم اس کے متعلق کس سے پوچھیں گے؟ انہوں نے کہا ان کے علاقہ کے لوگ شام میں آئے ہوئے ہیں۔ قیصر نے شام میں ایسے لوگوں کی تلاش میں آدمی بھیجے جن سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھے۔ پس ابوسفیان اور اس کے ساتھی اس کام کے لیے جمع کیے گئے۔ اس نے ابوسفیان سے پوچھا: اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے متعلق بتا جو تمہارے اندر کے معاملات کو مبعوث ہوا ہے۔ ابوسفیان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حد درجہ حقیر پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا اے بادشاہ سلامت! اس کی شان تمہاری شان سے بلند نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں وہ جادوگر ہے اور کہتے وہ شاعر ہے، ہم کہتے ہیں وہ کاہن ہے۔ قیصر نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ان سے پہلے انبیائے کرام کو بھی یہی کچھ کہا جاتا رہا ہے۔ قیصر نے پوچھا: اس کا تمہارے اندر مرتبہ کیا ہے؟ اس نے کہا متوسط درجہ کا ہے۔ قیصر نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی قوم کے متوسط طبقہ سے مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے اس کے صحابہ کے بارے میں بتاؤ۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے نوعمر اور نادان لوگ اس کے اصحاب ہیں۔ ہمارے رؤسا میں سے کسی نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ قیصر نے کہا اللہ کی قسم! رسولوں کے متبعین یہی لوگ ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے جاگیردار اور سرداروں کو ان کی غیرت روکے رکھتی ہے۔ قیصر نے پوچھا: مجھے اس کے اصحاب کے متعلق بتا کیا وہ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد مرتد ہوتے ہیں یا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا ان میں سے کسی نے بھی

دین کو قبول کرنے کے بعد نہیں چھوڑا۔ قیصر نے پوچھا اس کے دین میں تم میں سے لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا ہاں۔ قیصر نے کہا تم لوگوں نے میری بصیرت میں اضافہ کیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہوسکتا ہے وہ میرے قدموں کے نیچے کی جگہ تک غالب آجائے۔ اے رومیو! آؤ ہم اس شخص کی دعوت کو قبول کرلیں اور ہم اس سے سوال کریں گے کہ وہ ہم پر کبھی چڑھائی نہ کرے۔ کیونکہ جب بھی کوئی نبی کسی بادشاہ کو خط لکھتا ہے اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ پھر بادشاہ اس نبی کی دعوت کو قبول کرلیتا ہے تو بادشاہ جو سوال کرتا ہے نبی اس کو عطا کر دیتا ہے۔ پس تم میری اطاعت کرو۔ رومیوں نے کہا: ہم کبھی اس امر میں تیری اطاعت نہیں کریں گے، ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی ایسی بات کہنے سے کسی چیز نے نہیں روکا جو قیصر کی نگاہ میں آپ کا مقام گرادے۔ مگر میں نے ناپسند نہیں کیا کہ میں قیصر کے پاس جھوٹ بولوں۔ پھر میرے بارے یہ جھوٹی بات مشہور ہوجائے۔ اس نے میری تصدیق نہ کی حتیٰ کہ میں نے آپ کی معراج کا واقعہ کا ذکر کیا۔ میں نے کہا: اے بادشاہ سلامت! میں تجھے اس کے متعلق ایک بات بتاتا ہوں جس سے تو جان لے گا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ قیصر نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ ہمیں کہتا ہے کہ وہ حرم کی زمین سے ایک رات نکلا اور اسی رات تمہاری اس مسجد، مسجد ایلیاء میں آیا پھر اسی رات قبل الصبح واپس پہنچ گیا، ایلیا، کا مجاور، قیصر کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے کہا مجھے وہ رات معلوم ہے۔ قیصر نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہیں اس کا کیسا علم ہے؟ اس نے کہا میں ہمیشہ مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا۔ جب وہ رات تھی میں نے سب دروازے بند کردیئے لیکن ایک دروازہ بند نہ ہوا۔ میں نے عمال اور جو لوگ مسجد میں تھے سب سے مدد طلب کی لیکن ہم اس دروازے کو حرکت بھی نہ دے سکے گویا اس پر پہاڑ گر گیا ہے۔ پھر میں نے رکھان کو بلایا۔ انہوں نے اس کو دیکھا اور کہا کہ ساری عمارت اس کے اوپر گر پڑی ہے ہم صبح تک اس کو حرکت نہ دے سکے۔ میں دیکھتا رہا کہ کہاں سے معمہ حل ہوگا بالآخر میں اسے کھلا چھوڑ کر چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک زاویہ میں تھا، اس میں سوراخ ہو چکا تھا اور اس میں سواری باندھنے کا نشان تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ دروازہ کسی نبی کی آمد کی خاطر ہی بند نہیں ہوا، اس رات ہماری مسجد میں نماز پڑھی گئی تھی۔ قیصر نے کہا اے معشر روم! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی نے آنا ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی؟ یہ وہ نبی ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پس لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ جب قیصر نے ان کی نفرت کو دیکھا تو اس نے کہا اے رومیو! تمہارے بادشاہ نے تمہیں اس لیے دعوت دی تھی تاکہ تمہیں آزمالے کہ تمہاری اپنے دین میں کتنی پختگی ہے، پس تم نے اس کو گالی دی اور برا کہا ہے جب کہ وہ تمہارے سامنے موجود تھا۔ پس تمام رومی اس کو سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گر گئے۔ الواسطی نے فضائل بیت المقدس میں کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات سیر کرائی گئی، براق اس جگہ ٹھہرا جہاں انبیائے کرام کی سواریاں ٹھہرتی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر داخل ہوئے جب کہ جبرئیل آپ کے آگے آگے تھے۔ آپ کے لیے ایسی روشنی ہوئی جیسے سورج چمکتا ہے۔ پھر جبرئیل آگے بڑھے حتیٰ کہ شامی چٹان کے قریب پہنچ گئے تو جبرئیل نے اذان دی، آسمان سے ملائکہ اترے اور اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اللہ نے بھیجا۔

پس نماز کھڑی ہوئی تو جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کو امامت پر کھڑا کیا، نبی کریم ﷺ نے فرشتوں اور رسولوں کو نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے آپ کے لیے ایک سیڑھی سونے کی اور ایک سیڑھی چاندی کی رکھی گئی تھی۔ یہی معراج تھی حتی کہ جبرئیل امین اور نبی کریم ﷺ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت ابوحذیفہ رحمہ اللہ اور بیت المقدس کے مؤذن نے اپنی دادی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت صفیہ ام المومنین اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ حضرت کعب حضرت ام المومنین کو کہہ رہے تھے کہ اے ام المومنین! تم یہاں نماز پڑھو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات انبیائے کرام کو یہاں نماز پڑھائی تھی۔ ابوحذیفہ نے اپنے ہاتھ سے چٹان کے پیچھے قبلہ قصویٰ کی طرف اشارہ کیا۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے بعض شیوخ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ معراج کو بیت المقدس پر چڑھے تو انہیں مسجد کی دائیں اور بائیں جانب دو نور نظر آئے جو پھیلے ہوئے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ نور کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ نور جو مسجد کی دائیں جانب ہے یہ آپ کے بھائی داؤد علیہ السلام کا محراب ہے اور یہ بائیں جانب والا نور آپ کی بہن مریم کی قبر پر ہے۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الحسن بن الحسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں سویا ہوا تھا۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے اپنے پاؤں سے دبایا۔ میں اٹھ بیٹھا لیکن مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ میں پھر سو گیا، جبرئیل دوبارہ آیا اور اپنا قدم مجھے چبھویا۔ میں اٹھ بیٹھا لیکن مجھے کچھ دکھائی نہ دیا۔ میں پھر سو گیا، پس جبریل پھر آیا اور اپنا پاؤں مجھے چبھویا، میں اٹھ بیٹھا۔ اس نے مجھے بازو سے پکڑا۔ میں اس کے ساتھ اٹھا۔ وہ مسجد کے دروازہ کی طرف گئے تو وہاں گدھے اور خچر کی درمیانی قد و قامت کا سفید جانور کھڑا تھا۔ اس کی رانوں میں دو پر تھے وہ انہیں اپنی ٹانگوں پر مار کر اڑاتا تھا، اپنے قدم حد نظر پر رکھتا تھا، جبرئیل نے مجھے اس پر سوار کیا پھر وہ مجھ سے جدا نہ ہوا اور میں اس سے جدا نہ ہوا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی عن ابی مالک عن ابی صالح عن عباس رضی اللہ عنہ وعن مرۃ الھمد انی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرق سے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (الاسراء: 1) کے قول کے تحت روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ میں آئے، پھر انہیں براق پر سوار کیا پھر انہیں بیت المقدس لے گئے، ایک راستہ پر ابوسفیان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اونٹنی دودھ پی رہی تھی، براق کی آہٹ کی وجہ سے وہ بدک گئی اور دودھ ڈول دیا، ابوسفیان نے اسے بدکنے پر برا بھلا کہا۔ ان کا خاکستری اونٹ بھی بھاگ گیا۔ وہ کسی پانی کی طرف چلا گیا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ آپ ﷺ ایک وادی سے گزرے جہاں سے کستوری کی مہک آرہی تھی، آپ ﷺ جبرئیل سے پوچھا یہ خوشبو کیسی کی ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ ان مسلمانوں کے گھر ہیں جنہیں اللہ کی وجہ سے آگ میں جلایا گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حوالہ الازدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 21 دار احیاء التراث العربی بیروت۔

فرمایا: میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا گویا کہ وہ موتی ہے، اسے فرشتے اٹھائے ہوتے تھے۔ میں نے پوچھا تم کیا اٹھائے ہوئے ہو۔ فرشتوں نے کہا یہ اسلام کا ستون ہے، اس کو شام میں رکھنے کا حکم ملا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شعب ابی طالب سے سیر کرائی گئی تھی۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کا جسم مفقود نہیں پایا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح کو سیر کرائی تھی۔ (1)

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی سیر کے بارے میں پوچھا گیا تو معاویہ بن ابی سفیان نے کہا اللہ تعالیٰ کی روایت سچ ہے۔ (2)

امام ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس براق لائے، سیدنا ابوبکر نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے براق کو دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی صفت بیان کرو، صدیق اکبر نے کہا وہ جانور تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر واقعی تو نے براق دیکھا تھا۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میرے رب نے مجھے اپنا قرب خاص بخشا حتی کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے کم بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اشیاء کی تعلیم بخشی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد! میں نے کہا لبیک یا رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں تمہیں آخری نبی بنادوں تو تم غمگین ہو گے؟ میں نے عرض کی نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں آپ کی امت کو آخری امت بنادوں، تو تجھے یہ امر غمگین کرے گا؟ میں نے عرض کی نہیں یا رب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچا دو اور انہیں بتادو کہ میں نے انہیں آخری امت بنایا ہے میں دوسری امتوں کو اس کے سامنے رسوا کروں گا لیکن انہیں دوسری امتوں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب انہیں سیر کرائی گئی) تو ارادہ کیا کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اپنی سیر کے متعلق بتاؤں، پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور ابوبکر الصدیق نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، اس دن آپ کا نام الصدیق رکھا گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت ابن المسیب اور ابوامامہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو براق پر سیر کرائی گئی اور یہ حضرت ابراہیم کی وہ سواری تھی جس پر وہ سوار ہو کر بیت الحرام کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ یہ براق حد نظر پر قدم رکھتا تھا، فرمایا وہ براق قریش کے قافلوں میں سے ایک قافلہ کے پاس سے گزرا، جو ایک وادی میں موجود تھا۔ تو ان کا ایک اونٹ بدک گیا جس پر دو دھاری دار بوریاں لدی ہوئی تھیں حتی کہ رسول اللہ ایلیا پہنچ گئے آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے، ایک شراب کا پیالہ تھا اور دوسرا دودھ کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 21　2۔ ایضاً

پیالہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ لے لیا، جبرئیل نے آپ کو کہا آپ کی فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے، اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ ابن شہاب فرماتے ہیں: مجھے ابن المسیب نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صفات بیان فرمائیں۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام دراز قد تھے اور ان کے بال ایسے تھے گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے فرد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ کے تھے گویا وہ کسی سرنگ سے نکلے ہیں، جن کو میں نے دیکھا ان میں سے عروہ بن مسعود الثقفی کے زیادہ مشابہ تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام میں ان کی اولاد میں سے ان کے زیادہ مشابہ ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو قریش کو اپنی سیر کے متعلق بتایا، بہت سے لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے، ابو سلمہ نے فرمایا کہ ابو بکر الصدیق آئے۔ ان سے پوچھا گیا کیا اب بھی تم اپنے ساتھی کی بات تسلیم کرو گے، وہ کہتا ہے کہ اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے اور ایک رات میں وہ واپس بھی آ گئے ہیں۔ ابو بکر نے کہا کیا میرے یار نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، ابو بکر نے کہا اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو اللہ کی قسم! انہوں نے سچ کہا ہے، لوگوں نے کہا کیا تو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام سے واپس آ گئے ہیں؟ ابو بکر نے کہا میں تو ان کی اس سے بھی بعید از عقل باتیں تسلیم کرتا ہوں، میں ان کی آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے فرمایا نبی کریم کو جس رات سیر کرائی گئی تھی اس رات کی صبح کے بعد سورج ڈھلنے کے وقت جبرئیل امین آپ کے پاس تشریف لائے، اسی وجہ سے ظہر کی نماز کو نماز اولی کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا الصلوٰۃ جامعۃ پس لوگ جمع ہو گئے۔ پس جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کرائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت فرمائی۔ پہلی دو رکعتوں کو لمبا فرمایا اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کیا۔ تو جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر سلام کیا۔ پھر عصر کی نماز بھی اسی طرح ادا کی گئی۔ پھر رات کی ابتدا میں جبرئیل نازل ہوئے تو الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا کی گئی۔ جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت کرائی، پہلی دو رکعتوں کو لمبا کیا اور تیسری رکعت کو چھوٹا کیا پھر جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر سلام کیا۔ پھر جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو جبرئیل تشریف لائے نماز کے لیے ندا کی گئی الصلوٰۃ جامعۃ لوگ جمع ہو گئے، جبرئیل نے نبی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت کرائی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کو لمبا کیا اور جہراً قرأت کی اور آخری دو رکعتوں کو چھوٹا کیا پھر جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر سلام کیا پھر جب فجر طلوع ہوئی تو الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا لگائی گئی۔ جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت کرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں رکعتوں میں جہراً اور طویل قرأت فرمائی اور آواز کو بلند کیا۔ پھر جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر سلام کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 10

امام ابوبکر الواسطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بیت المقدس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ زمین پانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا، اس نے پانی کو مس کیا تو زمین پر جھاگ ظاہر ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے چار ٹکڑوں میں تقسیم فرمایا، ایک قطعہ سے مکہ، دوسرے سے مدینہ، تیسرے سے بیت المقدس اور چوتھے سے کوفہ بنایا۔

امام الواسطی اور وہب بن منبہ رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے انبیاء کی تعداد جاننے کا ارادہ فرمایا کہ وہ کتنے تھے۔ آپ نے نقباء وعرفاء بھیجے اور انہیں حکم دیا کہ تعداد معلوم کر کے لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر داؤد علیہ السلام کو خطاب فرمایا اور فرمایا مجھے معلوم ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس میں اور ان کی اولاد میں برکت ڈالوں گا حتی کہ میں انہیں چیونٹیوں کی طرح (کثیر) کر دوں گا اور میں انہیں اس طرح بناؤں گا کہ ان کا شمار نہ ہو سکے گا اور تو نے ان کی تعداد معلوم کرنے کا ارادہ کیا ہے جب کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ پس تم اپنے لیے دو چیزیں منتخب کرو۔ میں تمہیں تین سال بھوک سے آزماؤں گا یا تم پر تین مہینے دشمن کو مسلط کروں گا یا تین دن موت دوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا نہ تو ہمیں بھوک پر تین سال صبر ہوگا اور نہ تین مہینے دشمن کا تسلط برداشت ہوگا اور ان کے لیے تقیہ کا مسئلہ نہیں تھا اگر آزمائش ضروری ہے تو موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پس انہوں نے موت کو قبول کیا تو ایک ساعت میں کئی ہزار افراد فوت ہو گئے جن کی تعداد معلوم ہی نہ ہوئی تھی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بھیانک منظر دیکھا تو کثرت موت کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا اور عرض کی یارب! میں کڑوا پھل کھاؤں اور بنو اسرائیل روندے جائیں؟ میں اس کو طلب کرتا ہوں اور بنو اسرائیل کو حکم دیتا ہوں پس جو کچھ ہوا میری طرف سے ہے، تو بنی اسرائیل سے عذاب اٹھا لے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان سے موت کو اٹھا لیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی تلواریں نیاموں میں رکھ کر سونتے ہوئے ہیں، وہ ایک چٹان سے سونے کی سیڑھی کے ذریعے آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں، داؤد علیہ السلام نے کہا اس مکان پر اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنانا زیادہ مناسب ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے بنانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ یہ بیت المقدس ہے تو نے اپنا ہاتھ خون میں پھیلایا ہے۔ پس تو اس کا بانی نہیں ہے لیکن تیرے بعد تیرا بیٹا جس کا نام سلیمان ہے وہ اس کو خون سے محفوظ کرے گا۔ جب سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے تو انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی۔ جب آپ نے تعمیر کا ارادہ کیا تو آپ نے شیطانوں کو کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھر بناؤں جس میں کوئی پتھر لوہے سے نہ کاٹا جائے۔ شیاطین نے کہا اس کام پر صرف وہ شیطان قادر ہو سکتا ہے جو سمندر میں رہتا ہے، اس کا ایک پینے کا پیالہ ہے جس کی طرف وہ لوٹتا ہے۔ شیاطین اس کے پیالے کے پاس آئے، انہوں نے اس کی جگہ شراب رکھی۔ وہ پینے لگا تو اس نے شراب کی بو محسوس کی اور کہا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے وہ شراب نہ پی۔ جب اس کی پیاس شدید ہوئی تو اس نے شراب پی لی۔ پس وہ پکڑا گیا راستے میں جب اسے شیاطین پکڑ کر لا رہے تھے تو ایک شخص لہسن کو پیاز کے ساتھ بیچ رہا تھا۔ شیطان اسے دیکھ کر ہنسا، پھر وہ ایک عورت کے پاس سے گزرا جو ایک قوم میں کہانت کا عمل کر رہی تھی، پھر وہ ہنسا، جب وہ

سمندر شیطان حضرت سلیمان کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے ہنسنے کی وجہ بتائی۔ حضرت سلمان نے پوچھا تو اس نے کہا میں ایک شخص کے پاس سے گزرا، بیماری کے ساتھ دوا بھی بیچ رہا تھا اور ایک کاہن عورت کے پاس سے گزرا جب کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کا اسے علم نہ تھا۔ حضرت سلیمان نے اس کے سامنے بیت المقدس کی تعمیر کا مسئلہ رکھا تو اس نے تانبے کی ایک ایسی ہنڈیا لانے کو کہا جس کو بیل نہ اٹھالائے، دوسرے شیطانوں نے وہ ہنڈیا گدھ کے بچوں پر رکھی اس کے پاس شیطان آیا، گدھ کے بچوں تک نہ پہنچا۔ وہ آسمان کی فضا میں بلند ہوا پھر نیچے آیا اور اپنے منہ میں ایک ایک لکڑی لایا، اسے اس ہنڈیا کے اوپر رکھا تو ہنڈیا دو ٹکڑے ہوگئی، پس شیاطین نے وہ لکڑی اٹھالی اور اس کے ساتھ پتھروں کو تراشا۔

امام ابن سعد نے حضرت سالم بن ابی عنضر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمان زیادہ ہو گئے اور مسجد تنگ ہوگئی حضرت عمر نے مسجد کے اردگرد کے مکانات خرید لیے سوائے حضرت عباس عبد المطلب کے گھر کے اور امہات المومنین کے حجرے بھی نہ خریدے۔ حضرت عمر نے حضرت عباس کو کہا اے ابوالفضل! مسلمان کے لیے مسجد تنگ ہوگئی ہے اور میں نے اردگرد کے تمام مکانات خرید لیے ہیں، ہم مسجد کی توسیع کریں گے۔ آپ کا گھر ازواج مطہرات کے مکانات چھوڑ دیئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: امہات المومنین کے حجرے لینا تو ممکن نہیں ہے لیکن آپ کا جو گھر ہے بیت المال کو منہ مانگی قیمت میں فروخت کر دیں، میں اس کو بھی مسجد کی توسیع میں شامل کر دوں گا۔ حضرت العباس نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت عمر نے کہا تو تین چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرلو، یا تو یہ گھر مسلمانوں کے بیت المال کو قیمۃً فروخت کردو یا میں تمہیں مدینہ طیبہ میں جہاں چاہوں بیت المال سے گھر بنادیتا ہوں۔ یا تم اسے مسلمانوں پر صدقہ کردو تاکہ میں اس کے ساتھ مسلمانوں کی مسجد میں اضافہ کردوں۔ حضرت عباس نے فرمایا: مجھے ان میں سے کوئی عمل بھی قبول نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: میں اپنے اور تمہارے جسے تم چاہو حاکم بنادیتا ہوں، حضرت عباس نے کہا ابی بن کعب کو حاکم بنائیں۔ دونوں ابی بن کعب کے پاس گئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ ابی نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، دونوں نے کہا سناؤ، ابی بن کعب نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرا ایک گھر بناؤ جس میرا ذکر کیا جائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کے لیے نشان لگائے اس زمین کا چوتھا حصہ بنی اسرائیل میں سے کسی کا گھر بنتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس شخص کو فروخت کرنے کے لیے کہا تو اس نے انکار کر دیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے سوچا کہ زبردستی اس سے یہ جگہ وصول کرلی جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میرا گھر بنا جس میں میرا ذکر کیا جائے اور تو نے میرے گھر میں غصب کو داخل کرنے کا ارادہ کیا ہے، میری یہ شان نہیں کہ میں کسی کا مال غصب کروں پس اس کی تجھے سزا یہ ہے کہ تو اس کی تعمیر نہیں کرے گا۔ حضرت داؤد نے عرض کی یارب! یہ شرف تعمیر میری اولاد کو عطا کیا جائے۔ فرمایا تیری اولاد میں ایک شخص اس کی تعمیر کرے گا۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر نے ابی بن کعب کے کپڑوں سے پکڑا اور کہا میں تمہارے پاس ایک معاملہ لایا تھا لیکن تو نے مجھے اس کے حل کے بجائے مزید مشکل میں ڈال دیا ہے، جو تو نے کہا اس

کی دلیل لاؤ۔ حضرت عمر اسے پکڑ کر مسجد میں لائے اور اسے صحابہ کرام کے حلقہ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ ان صحابہ میں حضرت ابوذر بھی تشریف فرما تھے۔ ابی بن کعب نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے بیت المقدس کی تعمیر سنی ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا تھا، ابوذر نے کہا میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، ایک دوسرے آدمی نے کہا میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اس وقت حضرت عمر نے حضرت ابی کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابی نے حضرت عمر سے کہا کیا تم مجھے حدیث رسول کے متعلق متہم کرتے ہو، حضرت عمر نے کہا اے ابو المنذر! نہیں اللہ کی قسم! مجھے تم پر کوئی جھوٹ کا اندیشہ نہیں تھا لیکن میں حدیث رسول کو ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا تم جاؤ میں تم سے کچھ تعرض نہیں کرتا، حضرت عباس نے فرمایا: اگر تم ایسا کرتے ہو تو میں اپنا یہ گھر مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں تم اس کے ذریعے ان کی مسجد میں توسیع کر دو۔ لیکن اگر تم مجھے جھگڑا کرو تو پھر نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے بیت المال سے گھر تعمیر کیا جو آج بھی قائم ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا مدینہ طیبہ میں ایک گھر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ تم یہ گھر مجھے ہبہ کر دو یا بیچ دو تاکہ میں اسے مسجد میں داخل کر دوں۔ حضرت عباس نے کہا میرے اور اپنے درمیان صحابہ میں کوئی شخص اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کر لو، پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ پیش کیا گیا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ کر دیا، حضرت عمر نے کہا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں کوئی شخص حضرت ابی سے زیادہ مجھ پر جرأت کرنے والا نہ تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کیا تجھے عورت کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تو انہوں نے اس میں ایک عورت کا مکان اس کی اجازت کے بغیر بیت المقدس میں داخل کر دیا، جب اس کی تعمیر اتنی ہوگئی کہ مردوں کے لیے اسے کراس کرنا ممکن نہ تھا تو اس کی مزید تعمیر سے روک دیا گیا حضرت داؤد نے عرض کی یارب! مجھ سے یہ خدمت روک لی ہے تو میرے بعد میری نسل کو عطا فرمادے۔ جب حضرت عباس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو حضرت عباس نے کہا کیا تو نے میرے حق میں فیصلہ نہیں کیا ہے۔ حضرت ابی نے کہا کیوں نہیں میں نے واقعی تمہارے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ حضرت عباس نے کہا میں تمہاری خاطر یہ گھر اللہ کی رضا کے لیے پیش کرتا ہوں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کا گھر لینے کا ارادہ فرمایا تاکہ اسے مسجد کا حصہ بنایا جائے۔ حضرت عباس نے وہ گھر دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا میں یہ گھر ضرور لوں گا، حضرت عباس نے فرمایا تم اپنے اور میرے درمیان مسئلہ کے حل کے لیے ابی بن کعب حاکم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لو۔ حضرت عمر نے کہا ٹھیک ہے، دونوں حضرت ابی کے پاس آئے اور صورت مسئلہ پیش کی۔ حضرت ابی نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی تھی کہ بیت المقدس کی تعمیر کرو۔ وہ زمین ایک شخص کی تھی۔ آپ نے وہ اس شخص سے خرید لی جب حضرت سلیمان

علیہ السلام نے اسے قیمت دی تو اس شخص نے پوچھا جو تو نے مجھے قیمت دی ہے وہ بہتر ہے یا وہ جو تو نے مجھ سے لیا ہے؟ حضرت سلیمان نے کہا وہ بہتر ہے جو میں نے تجھ سے لیا ہے، اس شخص نے کہا پھر تو میں اجازت نہیں دیتا پھر حضرت سلیمان نے اسے مزید رقم دے کر وہی جگہ خرید لی، اس شخص نے دو یا تین مرتبہ اس طرح زائد قیمت وصول کی۔ جب حضرت سلمان نے اس پر یہ شرط لگا دی کہ میں تیرے فیصلہ کے مطابق یہ زمین خریدوں گا لیکن اب تو سوال نہیں کرے گا کہ کون سی چیز بہتر ہے (ثمن یا زمین) اس شخص نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت سلمان نے اس سے وہ زمین اس کے حکم کے مطابق خرید لی۔ اس نے بارہ ہزار قنطار سونا وصول کیا، حضرت سلمان نے اتنی زیادہ قیمت ادا کرنے کو گراں سمجھا، اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اگر تو اسے اپنے مال سے کچھ دے تو تو زیادہ جانتا ہے (کہ زیادہ دے رہا ہے یا کم) اور اگر اسے تو نے ہمارے عطاؤ بخشش سے عطا کرنا ہے تو اسے منہ مانگی قیمت دے دے تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت سلیمان نے اسے منہ مانگی قیمت ادا کر دی۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب نے فرمایا: میں حضرت عباس کو زیادہ اپنے گھر کا حق دار سمجھتا ہوں حتی کہ وہ خود دینے پر راضی ہو جائیں۔ حضرت عباس نے کہا جب تو نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے تو میں اپنے اس گھر کو مسلمان پر صدقہ کرتا ہوں۔

امام عبدالرزاق نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مدینہ طیبہ کی مسجد کے پہلو میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کا گھر تھا، حضرت عمر نے انہیں کہا کہ یہ مجھے فروخت کر دو، حضرت عمر نے اسے مسجد میں داخل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت عباس نے وہ گھر فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا مجھے ہبہ کر دو، حضرت عباس نے پھر بھی انکار کیا۔ حضرت عمر نے کہا تم خود مسجد میں توسیع کر دو۔ حضرت عباس نے پھر بھی انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا تجھے ان تین امور میں سے ایک تو کرنا ہی ہوگا۔ حضرت عمر عباس نے انکار کر دیا۔ حضرت عباس نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان ایک شخص حاکم بنا دو، دونوں نے ابی بن کعب کا انتخاب کا، دونوں اس کے سامنے جھگڑنے لگے۔ حضرت ابی نے حضرت عمر کو کہا میری رائے تو یہ ہے کہ تم اس کی رضا کے بغیر انہیں مسجد سے نہیں نکال سکتے۔ حضرت عمر نے کہا کیا تمہارا یہ فیصلہ کتاب اللہ میں ہے یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے؟ حضرت ابی نے کہا یہ فیصلہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ حضرت عمر نے کہا وہ سنت کیا ہے؟ حضرت ابی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے جب بیت المقدس بنانا شروع کیا تو وہ جو دیوار بناتے صبح کے وقت وہ گری پڑی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تو کسی کے حق میں تعمیر نہ کر یہاں تک کہ وہ شخص راضی ہو جائے حضرت عمر نے جھگڑا ترک کر دیا، پھر حضرت عباس نے از خود مسجد کی توسیع کے لیے وہ گھر پیش کر دیا۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس تعمیر کرنے کا حکم فرمایا تو انہوں نے عرض کی یارب! کہاں بناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جہاں تو دیکھے کہ فرشتے تلوار سونتے ہوئے ہے۔ حضرت داؤد نے اس جگہ فرشتے کو دیکھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی اور اس کی دیواریں بلند کیں، جب دیوار بلند ہو جاتی تو گر پڑتی، داؤد علیہ السلام نے کہا یا رب! تو نے مجھے اپنا گھر بنانے کا حکم دیا۔ جب دیوار بلند ہوتی ہے تو تو اسے گرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! میں نے (تجھے) اپنی مخلوق میں

غنیمہ بنایا ہے۔ تو نے کسی سے بغیر ثمن کے کیوں لی ہے۔ پس اب اس گھر کو تیری اولاد سے ایک شخص تعمیر کرے گا۔ جب حضرت سلیمان نے زمین والے شخص سے بیع کی تو مالک زمین نے کہا ایک قنطار لوں گا۔ حضرت سلیمان نے کہا مجھے قبول ہے۔ پھر مالک زمین نے کہا کیا یہ ثمن بہتر ہے یا زمین۔ تو حضرت سلیمان نے کہا زمین بہتر ہے۔ اس شخص نے کہا میرے دل میں اور خیال آیا ہے۔ حضرت سلیمان نے کہا بیع مکمل نہیں ہو چکی ہے۔ اس نے کہا نہیں بائع اور مشتری کو اختیار ہوتا ہے جب تک مجلس سے جدا نہ ہوں۔ ابن المبارک فرماتے ہیں یہ خیار کی اصل ہے۔ فرماتے ہیں مالک زمین، قیمت میں متواتر اضافہ کرتا رہا اور ہر بار پہلے کی طرح سوال کرتا رہا حتی کہ نو قناطیر قیمت واجب ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو تعمیر کیا حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو گئے۔ اس کے دروازے بند ہو گئے۔ حضرت سلیمان نے ان کو کھولنا چاہا لیکن وہ نہ کھلے حتی کہ آپ نے دعا فرمائی کہ ابوداؤد کی نمازوں کے واسطہ سے دروازے کھل جائیں، تو اس وقت دروازے کھل گئے۔ حضرت سلیمان نے بیت المقدس میں دس ہزار قراء بنی اسرائیل کو متعین کیا جن میں پانچ ہزار رات کو اور پانچ ہزار دن کو تلاوت کرتے تھے، ہر لمحہ دن، رات بیت المقدس میں عبادت کی جاتی تھی۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم بیت المقدس کو مکمل نہیں کرو گے۔ انہوں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا کیونکہ تو نے اپنا ہاتھ خون آلود کیا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے رب! یہ تیری اطاعت میں نہیں ہو رہا تھا۔ فرمایا اگرچہ میری اطاعت میں ہے۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں، طبرانی، ابن مردویہ، الواسطی رحمہم اللہ نے حضرت رافع بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا کہ تم میرے لیے ایک گھر بناؤ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی تعمیر سے پہلے اپنا گھر بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے داؤد! تو نے میرے گھر سے پہلے اپنا گھر بنایا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کی یا رب تو نے اسی طرح فرمایا ہے کہ جو بادشاہ بنا اس نے اپنے آپ کو ترجیح دی، پھر داؤد علیہ السلام مسجد کی تعمیر میں شروع ہو گئے۔ جب دیواریں مکمل ہوئیں تو گر پڑتی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ تو میرے لیے گھر نہیں بنا سکتا۔ حضرت داؤد نے عرض کی کیوں یا رب؟ فرمایا جب کہ تیرے ہاتھوں خون جاری ہوئے ہیں۔ یا رب! یہ سب کچھ تیری محبت کی خاطر نہ تھا؟ فرمایا ایسا ہی تھا لیکن وہ میرے بندے ہیں اور میں ان پر رحم فرماتا ہوں۔ یہ چیز اس پر شاق گزری۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تم پریشان نہ ہو میں اس کی تکمیل تیرے بیٹے سلیمان کے ہاتھوں کراؤں گا۔ جب داؤد علیہ السلام کا وصال ہوا تو سلیمان علیہ السلام اس کی تعمیر میں شروع ہوئے۔ جب قربان کرنے والے کا قرب اور ذبائح کی ذبح اور بنی اسرائیل کا اجتماع مکمل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں تجھے خوشی دکھاؤں گا کیونکہ تو نے میرا گھر تعمیر کیا ہے۔ تو مجھ سے سوال کر میں تجھے عطا کروں گا۔ حضرت سلیمان نے عرض کی میں تین خصائل کا سوال کرتا ہوں حکم جو تیرے حکم کے مطابق ہو اور ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہو اور جو اس گھر میں آئے اور اس کا ارادہ فقط نماز ہو تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جس طرح بچہ اپنی

ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں دو چیزیں عطا کی گئیں اور مجھے امید ہے تیسری بھی انہیں عطا کی گئی ہوگی۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کہ میرے لیے بیت المقدس بناؤ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے گھر کی تعمیر پہلے شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد! میں نے تجھے اپنا گھر بنانے کا حکم دیا تھا تو نے پہلے اپنا گھر بنانا شروع کر دیا اس لیے اب یہ شرف آپ کو نہیں ملے گا۔ حضرت داؤد نے عرض کی پھر یہ شرف میری اولاد کو بخشا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں تیری اولاد تعمیر کرے گی۔ جب حضرت سلیمان مملکت کے والی بنے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ بیت المقدس بناؤ انہوں نے بنایا۔ جب مکمل ہو گیا تو شکر کا سجدہ کیا اور عرض کی یا رب! جو اس میں داخل ہو اسے امن عطا فرما اور اس میں دعا کرے اس کی دعا قبول فرما اور جو معافی طلب کرے اس کے گناہ معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے آل داؤد کے لیے دعا کو خاص کیا ہے۔ حضرت سلیمان نے چار ہزار گائیں ذبح کیں، سات ہزار بکریاں ذبح کیں اور کھانا تیار کیا اور بنی اسرائیل کی دعوت کی۔

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، نسائی، ابن ماجہ، الحاکم انہوں اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت سلیمان نے جب بیت المقدس بنایا تو تین چیزوں کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے دو انہیں عطا فرما دیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تیسری بھی انہیں ملے گی۔ انہوں نے سوال کیا کہ ان کا فیصلہ، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ انہیں عطا فرما دیا۔ انہوں نے سوال کیا کہ انہیں بادشاہی ملے جو ان کے بعد کسی کو نہ ملے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی انہیں عطا فرما دیا۔ تیسرا یہ سوال کیا کہ جو شخص اپنے گھر سے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے نکلے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جیسے بچہ اس دن ہوتا ہے جس دن والدہ اسے جنم دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی انہیں عطا فرما دیا ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور الواسطی رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ساتویں آسمانوں میں زمین میں حرم کی مقدار حرم ہے اور ساتوں آسمانوں میں زمین کے بیت المقدس کی مقدار بیت المقدس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اضافی ثواب کی نیت سے کسی مسجد کا سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اضافی ثواب کی نیت سے کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف: مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 84 (83)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 188، (1409)، دار الکتب العلمیہ بیروت   3۔ ایضاً، (1410)

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سلیمان بن داؤد بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے باب رحمت کے پاس ان کے لیے دو درخت اگائے، ایک سونا اگاتا تھا اور دوسرا چاندی، ہر روز ہر درخت سے دو سو رطل سونا اور چاندی حاصل کیا جاتا تھا۔ پس مسجد فرش سونے اور چاندی کے ٹیلوں کا تھا۔ جب بخت نصر آیا تو اس نے اسے خراب کردیا، اس نے اسی ریڑھیاں سونے اور چاندی کی اٹھوا کر رومیہ میں ڈال دیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن عمرو الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی مسجد تعمیر کی تو سنگ مرمر کے پتھر کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے منع فرمادیا کیونکہ یہی ملعون پتھر ہے، اس نے دوسرے پتھروں پر فخر کیا تھا اس لیے اس پر لعنت کی گئی۔

امام حاکم نے ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ مسجد رسول اللہ افضل ہے یا بیت المقدس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز، بیت المقدس کی چار نمازوں سے افضل ہے کتنا اچھا ہے وہ نمازی (جسے میری مسجد میں نماز پڑھنے کا شرف ملا) امید ہے کہ ایک شخص کے لیے اس کے فرش کی مثل زمین ہو جس سے وہ بیت المقدس کو دیکھے تو اس کے لیے وہ تمام دنیا سے بہتر ہے یا فرمایا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(1)

امام الواسطی نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر روز بیت المقدس کی طرف دو مرتبہ دیکھتا ہے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے آپ بیت المقدس میں موجود تھے۔ فرمایا اے نافع! ہمیں اس گھر سے لے جا کیونکہ اس میں گناہ کئی گنا ہو جاتے ہیں جس طرح نیکیاں کئی گنا ہوتی ہیں۔

امام الواسطی نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترمسکن بیت المقدس ہے، اس میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز کے برابر ہے، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟ فرمایا وہ بیت المقدس کے لیے تیل بھیج دے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے بیت المقدس میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز پڑھی، پھر دوسرے دن نماز پڑھی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جس طرح وہ بچہ اس گناہوں سے پاک ہوتا ہے جس دن اسے ماں جنم دیتی ہے۔

امام الواسطی نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بیت المقدس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خراب ہونے کی شکایت کی، پوچھا گیا کیا مسجد بولتی ہے؟ فرمایا ہر مسجد کی دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ دیکھتی ہے اور ایک زبان ہوتی ہے جس کے ساتھ کلام کرتی ہے۔ مسجد تھوک اور نجاست سے اس طرح سکڑ جاتی ہے جس طرح جانور کوڑا لگنے سے سکڑ جاتا ہے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خلفاء میں شمار نہیں ہوتا مگر وہ شخص جو مسجد حرام اور مسجد بیت المقدس دونوں کا مالک ہوتا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، باب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 554 (8553)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیت المقدس کے متعلق روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میں ایک ہزار دنوں کی طرح ہے اور اس میں ایک مہینہ ہزار مہینوں کی طرح ہے۔ اس میں ایک ہزار سال کی طرح ہے اور جو اس میں فوت ہوا گویا وہ آسمان دنیا میں فوت ہوا۔

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اس کے اردگرد درخت اگائے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ہدایت بنایا وہ ظلمات سے نور کی طرف نکالتی ہے اور اس کتاب کو ان کے لیے رحمت بنایا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا میں وَكِیْلًا سے مراد شَرِیْكًا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ فرماتے ہیں ذُرِّیَّةَ پر نصب ندا کے اعتبار سے ہے یعنی یا ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے حام، سام، یافث اور کوش۔ ساری انسانیت ان چار سے پھیلی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو فاطمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوح علیہ السلام جو چھوٹی، بڑی چیز اٹھاتے پڑھتے، بِسْمِ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اللہ تعالیٰ نے اسی لیے آپ کا عَبْدًا شَكُوْرًا رکھا۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردوہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام جب کوئی کپڑا پہنتے یا کھانا کھاتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عَبْدًا شَكُوْرًا رکھا۔(3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سعید بن مسعود الثقفی الصحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام کو عَبْدًا شَكُوْرًا اس لیے کہا گیا کیونکہ آپ جب کوئی چیز کھاتے یا پیتے یا کوئی کپڑا پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوح علیہ السلام بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِیَّ مَنْفَعَتَهٗ وَاَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاهُ۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت العوام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نوح علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِیَّ مَنْفَعَتَهٗ وَ اَذْهَبَ عَنِّیْ اَذَاهُ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 23 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2 صفحہ 392 (3371)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 24

5۔ شعب الایمان، باب تعدید نعمۃ اللہ وشکرھا، جلد 4 صفحہ 113 (4469)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اصبغ بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام جب بیت الخلاء سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھتے تھے اس لیے انہیں عَبْدًا شَكُوْرًا فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام جب بیت الخلاء سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ آپ کا شکر کرنا یہ تھا کہ آپ جب بھی کھاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب فارغ ہوتے تو الحمدللہ کہتے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام نے کبھی کوئی چیز تناول نہیں فرمائی مگر اللہ کی حمد کی اور کبھی کوئی چیز نہیں پیتے تھے مگر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور اس کی تعریف کرتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (2)

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام جب کھانا کھاتے تو کہتے الحمدللہ، جب پانی پیتے تو کہتے الحمدللہ۔ جب لباس پہنتے تو کہتے الحمدللہ۔ جب سوار ہوتے تو کہتے الحمدللہ، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عَبْدًا شَكُوْرًا رکھ دیا۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو عبد شکور فرمایا کیونکہ آپ صبح و شام یہ پڑھتے تھے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۝ (الروم)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طعام کا حق یہ ہے کہ انسان یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا اور اس کا شکر یہ ہے کہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا۔

امام ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان جب کھانے پر بسم اللہ پڑھے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے تو کھانے کی لذت کی نعمتوں کے بارے میں اس سے نہیں پوچھا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی نے الدعاء میں حاتم رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نیا لباس پہنتے تو یہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ۔ پھر فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ، پھر اپنا پرانا لباس صدقہ کر دیا تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفظ میں ہوگا، زندہ اور مردہ اللہ تعالیٰ کے پردے میں ہوگا۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (4)

1۔ شعب الایمان، باب تعدید نعمۃ اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 113 (4470) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 114 (4472) 3۔ ایضاً (4473)

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اللباس، جلد 4، صفحہ 160 (3557)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے نیا کپڑا پہنا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کیا یا اس کے گناہ معاف کر دیئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو بتایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو آگاہ کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف فیصلہ کیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سابق تفسیر نقل کی ہے۔

ابن المنذر اور حاکم نے طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس موجود تھا اور ہمارے ساتھ ایک قدریہ فرقہ کا شخص تھا۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کوئی تقدیر نہیں ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کیا لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہے؟ میں نے کہا اگر موجود ہو تو آپ کیا کریں گے۔ فرمایا میں اس کا سر پکڑ کر اس پر یہ آیت تلاوت کروں گا وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے: اللہ تعالیٰ نے تورات میں بنی اسرائیل سے عہد کیا لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ۔ پس پہلا انکا فساد حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان میں نبط کا بادشاہ مسلط کیا۔ پھر اس نے لشکر بھیجے تو ان میں ہزار شہ سوار تھے (فھم اولو اباس) بنو اسرائیل قلعوں میں محفوظ ہو گئے اور ان میں بخت نصر یتیم مسکین بن کر نکلا۔ وہ کھانے کی تلاش میں تھا حتیٰ کہ شہر میں داخل ہوا۔ وہ بنو اسرائیل کی مجالس کے پاس آیا تو وہ کہہ رہے تھے اگر ہمارے دشمن جان لے کہ ہمارے دلوں میں ہمارے گناہوں کی وجہ سے کتنا خوف ڈالا دیا گیا ہے تو ہمارے دشمن ہم سے جنگ کا ارادہ ترک کر دیں۔ جب بخت نصر نے اس کی یہ بات سنی تو وہ شہر سے باہر نکلا اور اس نے سخت قسم کے لشکر تیار کیے۔ پس وہ لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا ...... میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے پھر بنی اسرائیل نے تیاری کی اور نبطیوں سے جنگ کی کچھ ان میں سے مارے گئے اور جو کچھ سامان ان کے پاس تھا۔ بنو اسرائیل نے ان سے چھین لیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام ابن عساکر نے ابن تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ پہلی مرتبہ جب انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کر دیا اور دوسری مرتبہ جب یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بنو اسرائیل نے دو مرتبہ فساد کیا۔ پہلی مرتبہ جب انہوں نے فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے جالوت کو ان پر مسلط کیا، پس اس نے انہیں قتل کر دیا۔ دوبارہ انہوں نے فساد کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 26 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 27

جب کہ انہوں نے یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جالوت کو مسلط کیا، وہ ان کے شہر میں داخل ہو گیا اور ان پر خراج اور ذلت کو لازم کیا۔ بنو اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے ملک (بادشاہ) بھیجنے کا سوال کیا تاکہ اس کے ساتھ مل کر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا۔ طالوت نے جالوت کو قتل کیا اور جالوت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوا، پھر وہ بنی اسرائیل کی طرف لوٹا اور ان کا بادشاہ بنا۔ پھر جب بنو اسرائیل نے فساد شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ ان پر بخت نصر کو بھیجا۔ اس نے مساجد کو خراب کر دیا اور جس پر قابو پایا اسے برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پہلی اور دوسری تباہی کے بعد فرمایا عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔ فرمایا دوبارہ وہ اپنے کرتوتوں کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو مسلط فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہاشم العبدی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرق و مغرب کے چار شخص بادشاہ رہے ہیں، دو مومن تھے اور دو کافر تھے۔ جو دو کافر تھے وہ الفرخان اور دوسرا بخت نصر۔ ابو ہاشم بیان کرتے تھے شام کا ایک نیک آدمی تھا پھر یہ آیت پڑھی وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا اس شخص نے عرض کی یا رب! مجھے سے پہلی مرتبہ کا تسلط تو فوت ہو گیا۔ آپ مجھے دوسری مرتبہ کا تسلط دکھا وہ شخص دکھا وہ شخص اپنی جائے نماز پر بیٹھا ہوا تھا اسے بتایا گیا کہ جس کا تو نے سوال کیا ہے اس کا نام بخت نصر ہے۔ وہ شخص جان گیا کہ میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ اس نے دیناروں کی ایک تھیلی اٹھائی اور بابل پہنچ گیا۔ فرحان کے پاس گیا اور اسے کہا میں مال لے آیا ہوں اس کو مساکین میں تقسیم کرو، بادشاہ نے تمام لوگوں کو جمع کیا پھر وہ انہیں مال دیتا گیا اور نام پوچھتا گیا حتی کہ جب مجلس میں موجود لوگوں سے فارغ ہوا تو اسے کہا گیا کہ کچھ لوگ تو ساتیق میں باقی ہیں اس نے ایک نوجوان وہاں بھیجا وہ نوجوان رات کو واپس آیا اور تمام لوگوں کے نام بتائے۔ جب وہ بخت نصر کے نام پر پہنچا تو اس نے کہا ٹھہر جاؤ تو نے یہ نام کیسے لیا ہے؟ اس نے کہا بخت نصر۔ اس نے پوچھا بخت نصر کیسا ہے؟ نوجوان نے کہا سب سے زیادہ غریب و نادار اور بھوکا ہے۔ وہ بیٹھا رہتا ہے مسافر گزرتے ہیں کوئی ان میں سے اس کی طرف ٹکڑا پھینک دیتا ہے اور وہ اسے اٹھا لیتا ہے۔ شامی آدمی نے کہا مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے کہا وہ اپنے خیمہ میں ہے، وہاں ہی باتیں کرتا ہے میں وہاں اس کے پاس جاؤں گا۔ اسے بوسہ دوں گا اور اسے غسل دوں گا۔ اس نے کہا یہ دنانیر لے لو، اسے جا کر دے دینا۔ اس نے اس دینار دیئے اور اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا اور شامی آدمی اس کے ساتھ آیا خیمہ میں داخل ہوا اور پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا بخت نصر۔ اس نے پوچھا یہ نام کس نے رکھا ہے؟ اس نے کہا میری ماں نے۔ اس نے پوچھا تیرا کوئی ہے؟ اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ڈرتا رہتا ہوں کہ کوئی بھیڑیا رات کو مجھے کھا نہ جائے۔ اس نے پوچھا تمام لوگوں سے زیادہ مصیبت زدہ کون ہے، بخت نصر نے کہا میں۔ اس شامی آدمی نے کہا، اگر کسی دن تو زمانہ کا بادشاہ بن جائے تو کیا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 34,44

مجھے ایسا بنادے گا کہ تو میری نافرمانی نہ کرے۔ بخت نصر نے کہا: مجھ سے مذاق نہ کریں۔ اس نے کہا کیا تو ایسا کرے گا۔ بخت
نصر نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا لیکن میں تیری اتنی عزت کروں گا کہ کسی اور کی عزت ایسی نہیں ہوگی۔ اس نے کہا تو اپنے دینار
لے جا اور اپنے شہر چلا جا، دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ایک گدھا اور رسیاں خریدیں۔ پھر عجم
کے علاقوں میں خرید و فروخت کرتا رہا پھر اس نے سوچا یہ تکلیف کب تک رہے گی، اس نے گدھا اور رسیاں بیچ دیں اور اچھا
لباس پہن لیا پھر بادشاہ کے دروازہ پر آیا اور اسے اپنے مشورے دینے لگا۔ بادشاہ نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی حتی کہ وہ
فرحان کے دربان تک پہنچ تو اس نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ تیرے پاس ایک آدمی آیا ہے، وہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا میں نے ایسا
آدمی نہیں دیکھا، فرحان نے کہا وہ مجھے دے دے۔ اس نے اس سے بات کی تو بہت خوش ہوا۔ فرحان نے کہا بیت المقدس اور
یہ شہر ہم پر فتح کرنے مشکل ہو گئے ہیں۔ ہم ان پر کئی لشکر بھیج چکے ہیں۔ میں اب ان شہروں میں کچھ ایسے لوگ بھیجنے والا ہوں
جو ان کا معاملہ پہچانیں۔ پس اس نے چالاک لوگ دیکھے اور انہیں بطور جاسوس بھیجا۔ جب وہ چلے تو انہوں نے بخت نصر کو
دیکھا کہ وہ اپنی خورجی گدھے پر رکھ کر آ رہا تھا۔ پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا ان کے ساتھ۔ بادشاہ نے کہا کیا تو مجھے
اذیت نہیں دے گا، میں تجھے ان پر لشکر کشی کے لیے بھیجوں گا۔ اس نے کہا نہیں حتی کہ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو اس نے کہا جدا
جدا ہو جاؤ۔ بخت نصر نے شہر کے افضل شخص کے بارے میں پوچھا، اسے بتایا گیا تو اس نے اپنی خورجی اپنی جگہ رکھ دی اور
صاحب منزل سے کہا کیا تو مجھے اپنے شہر والوں کی خبر نہیں دے گا۔ اس نے کہا وہ ایسے لوگ ہیں جن میں کتاب موجود ہے لیکن
وہ اس پر عمل نہیں کرتے اور وہ انبیاء کی اتباع نہیں کرتے۔ وہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ بخت نصر نے تعجب سے کہا ان کے
پاس کتاب ہے، وہ اس کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور انبیاء کی اطاعت نہیں کرتے۔ اس نے ان باتوں کو لکھ کر اپنی خورجی
میں ڈال دیا اور ساتھیوں سے کہا یہاں سے چلو۔ وہ چل پڑے حتی کہ الفرحان کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے ہر شخص سے پوچھا،
ہر ایک نے بتایا کہ ہم فلاں شہر میں گئے، ان کے اتنے قلعے ہیں ان کی اتنی نہریں ہیں۔ الفرحان نے بخت نصر سے کہا تو کیا کہتا
ہے؟ اس نے کہا ہم ایک ایسی قوم کے پاس گئے جن کے پاس کتاب تھی لیکن وہ اس کے احکام پر عمل پیرا نہ تھے اور انبیاء کے
اطاعت شعار نہ تھے اور وہ گروہ بندی کا شکار تھے، بادشاہ نے اسی وقت لوگوں کو بلایا اور ان کی طرف ستر ہزار کا لشکر بھیجا اور اس
پر امیر بخت نصر کو بنایا، وہ چلے حتی کہ بنی اسرائیل کے علاقہ پر غالب آ گئے، پیچھے سے انہیں خط ملا کہ الفرخان فوت ہو گیا اور اس
نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ہے۔ بخت نصر نے لوگوں سے کہا تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر وہ لوگوں کے پاس آیا اور پوچھا تم
نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا ہم نے تیرے بغیر معاملہ کو طے کرنا ناپسند کیا ہے۔ اس نے کہا لوگو! میری بیعت کرو۔ پھر وہ انہیں
لے کر چلا حتی کہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں وہ خط دکھایا، پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور کہا ہمیں آپ سے
انحراف نہیں۔ پس وہ بھی بخت نصر کے ساتھ چل پڑے۔ جب بیت المقدس کے لوگوں نے بخت نصر کی بیعت کے متعلق سنا تو
وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور اپنا اپنا لیڈر بنا لیا، وہاں جو کچھ تھا تباہ و برباد ہو گیا۔ کچھ لوگ قتل ہو گئے اور بیت المقدس تباہ ہو گیا۔
انبیاء کے بیٹے غلام بنا لیے گئے جن میں دانیال بھی تھے۔ جب دنانیر والے کو بخت نصر کی بیت المقدس پر قبضہ کی خبر پہنچی تو وہ

بخت نصر کے پاس آیا اور کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ بخت نصر نے کہا ہاں۔ اس نے اسے اپنی قربت بخشی لیکن اس کی سفارش کسی چیز سے پوری نہ ہوئی حتیٰ کہ وہ بابل اترا۔ وہ وہاں اس طرح جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اپنی حکمرانی کا جھنڈا لہراتا رہا پھر اس نے ایک خواب دیکھا جس نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ لیکن صبح کے وقت وہ بھول گیا کہ اس نے کیا خواب دیکھا تھا۔ اس نے جادوگروں اور کاہنوں کو میرے پاس لاؤ۔ اس نے کہا آج رات جو میں نے خواب دیکھا اس کی تعبیر بتاؤ، تم مجھے خواب کی تعبیر بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے پوچھا خواب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ تو میں بھول گیا ہوں، انہوں نے کہا ہمیں اس چیز کا علم نہیں ہے مگر یہ کہ تو انبیائے کرام کے بیٹوں کو آزاد کرے۔ اس نے انہیں آزاد کر دیا اور کہا مجھے آج رات کے خواب کی تعبیر بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، انبیائے کرام کی اولاد نے کہا وہ خواب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ تو میں بھول گیا ہوں۔ انہوں نے کہا پھر یہ تو غیب ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بخت نصر نے کہا اللہ کی قسم! تم مجھے بتاؤ ورنہ میں تمہاری گردنیں اڑا دوں گا، انبیاء کے بیٹوں نے کہا ہمیں اجازت دے کہ ہم وضو کر کے نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تم یہ عمل کر لو، انہوں نے اچھی طرح وضو کیا پھر پاک جگہ پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس خواب پر مطلع کر دیا، وہ بادشاہ کے پاس آئے اور کہا کہ تو نے یہ خواب دکھا ہے تیرا سر سونے کا ہے، تیرا سینہ مٹی کا ہے اور تیرا وسط تانبے کا ہے اور تیرے پاؤں لوہے کے ہیں۔ اس نے کہا واقعی میں نے یہی خواب دیکھا تھا، اس نے کہا اب اس کی تعبیر بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں پھر اجازت دے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سوال کر لیں۔ اس نے کہا جاؤ دعا مانگو، انہوں نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ وہ بادشاہ کے پاس آئے اور کہا تو نے جو دیکھا ہے کہ تیرا سر سونے کا ہے یہ تیری بادشاہی ہے جو اس رات سے سال مکمل ہونے تک ختم ہو جائے گی۔ بخت نصر نے کہا پھر کیا ہوگا۔ اس نے کہا تیرے بعد ایک بادشاہ ہوگا جو لوگوں پر فخر کرے گا پھر ایک بادشاہ ہوگا لوگوں پر جس کی شدت کا اندیشہ ہوگا پھر ایک اور بادشاہ آئے گا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا وہ لوہے کی مانند ہے، اس سے مراد اسلام ہے۔ بخت نصر نے ایک محل تیار کرنے کا حکم دیا جو زمین اور آسمان کے درمیان ہو۔ پھر اس نے اپنے نگہبانوں اور چوکیداروں سے کہا: آج کی رات کوئی شخص تم سے آگے گزر کر تہ آئے اگرچہ میں بخت نصر بھی اجازت دوں، تم گزرنے والے شخص کو فوراً قتل کر دینا خواہ کوئی بھی ہو۔ پس جس جس شخص کو جو جگہ سونپی گئی تھی وہ وہاں بیٹھ گیا۔ رات کو بخت نصر کے پیٹ میں درد ہوا۔ اس نے یہاں اپنی موجودگی ظاہر کرنا ناپسند کیا، اس نے لوگوں کے کانوں کے سوراخوں پر مارا تو وہ سونے کے قریب تھے۔ پھر وہ ان کے پاس آیا تو وہ سوئے ہوئے تھے پھر وہ ان کے پاس آیا تو کچھ جاگ رہے تھے، اس نے پوچھا کون، اس نے کہا بخت نصر۔ یہ وہ شخص ہے جو اس رات ہم سے پوشیدہ ہو گیا تھا، اس چوکیدار نے اسے مارا اور قتل کر دیا پس صبح خبیث بخت نصر قتیل پڑا تھا۔

امام جریر رحمہ اللہ نے اس روایت کو حضرت سعید بن جبیر، سدی اور وہب بن منبہ رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ بخت نصر شام پر غالب آیا تو اس نے بیت المقدس کو برباد کر دیا اور لوگوں کو قتل کر دیا پھر دمشق آیا تو اس نے خون دیکھا جو انگیٹھی پر ابل رہا تھا۔ اس نے پوچھا یہ خون

کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نے اپنے آباء کو اسی طرح پایا ہے۔ جب ان پر یہ دھونی دینے کی لکڑی غالب آتی ہے تو غلبہ پایا جاتا ہے، پس اس خون پر اس نے ستر ہزار مسلمانوں وغیرہ کو قتل کیا پس وہ خون ٹھنڈا ہو گیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بیت المقدس کو گرا دیا تو وہ بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر بابل لے گیا اور انہیں بہت برا عذاب دیا، اس نے پھر آسمان پر پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اس نے آسمان پر چڑھنے کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک مچھر مسلط کر دیا جو اس کی ناک میں داخل ہو گیا اور اس کے دماغ میں بیٹھ گیا۔ وہ اس کے دماغ کو کاٹتا رہا، اس کے سر پر پتھر مارا جاتا تھا حتی کہ وہ مر گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے جب ہفتہ کے دن کے احکام سے تجاوز کیا اور حد سے بڑھ گئے اور انبیائے کرام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر فارس کا بادشاہ بخت نصر مسلط کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہی کو سات سات قائم رکھا۔ وہ بنو اسرائیل کی طرف چلا اور بیت المقدس میں داخل ہوا ان کا محاصرہ کیا اور پھر فتح حاصل کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کے خون پر ستر ہزار آدمی قتل کیے پھر اس نے بیت المقدس کے لوگوں اور انبیاء کے بیٹوں کو قیدی بنا لیا اور بیت المقدس کے زیورات چھین لیے اس نے بیت المقدس سے ایک لاکھ ستر ہزار ریڑھیاں زیورات کی نکالیں اور انہیں بابل میں لے آیا۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بیت المقدس تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم ہے؟ فرمایا ہاں، اسے سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے سونے، موتی، یاقوت اور زبرجد سے بنایا تھا اور اس میں سونے اور چاندی کی ٹائلیں فرش پر لگائی تھیں اور اس کے ستون بھی سونے کے تھے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا اور اس کے شیطانوں کو مسخر کر دیا تھا وہ سب کچھ آنکھ جھپکنے کی دیر میں پیش کر دیئے تھے۔ یہ تمام چیزیں بخت نصر لے گیا حتی کہ بابل میں جا کر اترا۔ اس نے سو سال بنو اسرائیل پر حکومت کی مجوسیوں نے انہیں عذاب دیئے، ان میں انبیاء اور انبیاء کے بیٹے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہ کی طرف وحی فرمائی، جسکو کورس کہا جاتا تھا وہ مومن تھا کہ تو بنی اسرائیل جو باقی ہیں ان کی طرف جا حتی کہ انہیں نجات دلا، پس کورس بنی اسرائیل کے ساتھ چلا اور بیت المقدس میں داخل ہوا حتی کہ بیت المقدس واپس لے آیا، پس بنو اسرائیل سو سال تک اطاعت شعار رہے۔ پھر معاصی کے درپے ہو گئے ان پر پھر اللہ تعالیٰ نے ابطنانحوس کو مسلط کیا۔ اس نے دوبارہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی جو بخت نصر کے ساتھ لڑے تھے، پس بنو اسرائیل لڑتے رہے حتی کہ وہ بادشاہ بیت المقدس تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر بیت المقدس کے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور بیت المقدس کو جلا دیا۔ اس نے بنی اسرائیل کو کہا اگر تم پھر معاصی کی طرف لوٹے تو ہم پھر تمہیں قیدی بنالیں گے۔ وہ پھر گناہوں میں لگ گئے، انہیں پھر تیسری مرتبہ قید کرنے کا ارادہ فرمایا۔ رومیہ کے بادشاہ جس کو قاقس بن اسبایوس کہا جاتا ہے اسے بھیجا۔ وہ ان سے خشکی اور سمندر میں لڑا اور انہیں قیدی بنا لیا، بیت المقدس کے زیورات لے گیا اور بیت المقدس کو آگ سے جلا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیت المقدس کے زیورات کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 36

صفت ہے اور انہیں مہدی علیہ السلام بیت المقدس کی طرف لوٹائیں گے۔ یہ سترہ سو کشتیاں ہیں جو یہاں پر لنگر انداز ہیں حتی کہ وہ بیت المقدس کی طرف نقل کریں گی اور ان کشتیوں کے ذریعے پہلے اور پچھلے لوگ اس کی طرف جمع ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا فساد جو انہوں زمین میں دو مرتبہ کیا وہ یہ ہے: زکریا علیہ السلام اور یحییٰ بن زکریا کا قتل پس اللہ تعالیٰ نے ان پر سابور ذوالاکتاف کو مسلط کیا جو فارس کے بادشاہوں میں سے ایک تھا، یہ زکریا علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے ہوا۔ اور یحییٰ علیہ السلام کو انہوں نے قتل کیا تو ان پر بخت نصر کو مسلط کیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولٰىهُمَا یعنی جب آ گیا پہلا وعدہ ان دونوں وعدوں میں سے جن سے ہم نے بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم ضرور فساد کرو گے زمین میں دو مرتبہ۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ کے تحت فرمایا ہے کہ ایک لشکر فارس سے آیا تھا جو اس کی اخبار کی جاسوسی کرتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔ ان کے ساتھ بخت نصر بھی تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے درمیان ان کی بات یاد رکھی۔ پھر فارس کا لشکر لوٹا اور زیادہ جنگ نہ ہوتی اور بنو اسرائیل کے خلاف مدد کی گئی یہ پہلا وعدہ ہے فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ دوسرا وعدہ اس وقت پورا ہوا جب فارس کے بادشاہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر بخت نصر کو بنایا۔ اس لشکر نے انہیں تباہ و برباد کر دیا یہ دوسرا وعدہ تھا۔(4)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فَجَاسُوا کا معنی فَمَشَوْا ہے یعنی وہ چلے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جالوت کو مسلط کیا حتی کہ طالوت کو پھر اللہ نے بھیجا جن کے ساتھ داؤد علیہ السلام تھے تو داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گردش زمانہ کو بنی اسرائیل کے حق میں پلٹا دیا اور انہیں کثیر التعداد بنا دیا، یہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا پھر جب آ گیا دوسرا وعدہ تا کہ غم ناک بنا دیں تمہارے چہروں کو تا کہ (جبراً) داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے داخل ہوئے تھے پہلی مرتبہ تا کہ فنا و برباد کر کے رکھ دیں جس پر قابو پائیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسری مرتبہ بخت نصر بابلی مجوسی کو ان پر مسلط کیا جو اللہ کے نزدیک مبغوض ترین شخص تھا۔ پس اس نے بنی اسرائیل کو قیدی بنایا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور انہیں دردناک عذاب دیا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ دوسرا وعدہ (عقوبت) پہلے کی نسبت زیادہ زیادہ سخت تھا۔ کیونکہ پہلی سزا میں صرف شکست تھی اور دوسری سزا میں تباہی تھی، بخت نصر نے تورات کو بھی جلا دیا تھا حتی کہ اس نے ایک حرف بھی نہ چھوڑا تھا اور بیت المقدس کو خراب کر دیا۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَتْبِيرًا کا معنی تباہ و برباد کرنا روایت کیا ہے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 27
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 33
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 37
5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 34
6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 37,44
7۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 51
8۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 52

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ (تبیرنا) یعنی ہم نے نبطیہ کو تباہ و برباد کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ کے تحت روایت کیا ہے جس رحمت کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا وہ محمد ﷺ کی بعثت ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا کہ وہ پھر نافرمانی کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر محمد ﷺ کو مسلط فرما دیا پھر وہ جزیہ دیتے ہیں عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ (التوبہ) اپنے ہاتھ سے ذلیل وخوار ہو کر۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا۔(2)

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو عمران الجونی سے بھی حَصِيْرًا کا معنی قید خانہ روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں کافروں کے لیے پناہ گاہ بنائی۔(3)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حَصِيْرًا کے تحت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ جہنم میں محصور ہوں گے۔(4)

امام ابن جریر، عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے حَصِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ فِرَاشًا وَّ مِهَادًا یعنی ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے بچھونا بنا دیا۔(5)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿۹﴾ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾

”بلاشبہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب راہوں سے سیدھی راہ ہے اور مژدہ سناتا ہے ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ بلاشبہ ان کے لیے بڑا اجر ہے اور بے شک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے تیار کر دیا ہے ان کے لیے دردناک عذاب“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَقْوَمُ کا معنی اصوب (یعنی جو زیادہ درست ہے) کیا ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ قرآن تمہاری بیماریوں اور تمہاری دواؤں پر رہنمائی کرتا ہے، تمہاری بیماریاں تمہارے گناہ اور خطائیں ہیں اور تمہارا علاج استغفار ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 53
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 54
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 53
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 54
6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 55

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اکثر وَيُبَشِّرُ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت ہے۔ قرآن کریم میں اجر کبیر، رزق کبیر، رزق کریم جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد جنت ہے۔(2)

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

''اور دعا مانگا کرتا ہے انسان برائی کے لیے جیسے دعا مانگا کرتا ہے بھلائی کے لیے اور (حقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا جلد باز (واقع ہوا) ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کا ہے کہ اس سے مراد انسان کا یہ کہنا ہے: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ وَاغْضَبْ عَلَيْهِ۔ اے اللہ اس پر لعنت کر، اور اس پر غضب نازل کر۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ سے مراد انسان کا اپنی اولاد اور اپنی بیوی کے لیے بددعا کرنا ہے، کوئی شخص جب غصے میں آتا ہے تو بددعا کرتا ہے، اپنے آپ کو گالی دیتا ہے۔ اپنی بیوی، اپنے مال اور اپنی اولاد کو برا بھلا کہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پھر وہ اسے اس کے کہنے پر عطا کردے تو اسے پر شاق گزرتا ہے۔ پھر وہ اس مصیبت و پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر خیر کی دعا مانگتا ہے۔ کریم رب وہ خیر بھی اسے عطا کرتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان اپنی اولاد اور اپنی بیوی کے لیے بددعا کرنے میں جلدی کرتا ہے، پس وہ ان کے لیے بددعا کرتا ہے پھر وہ پسند نہیں کرتا کہ انہیں یہ مصیبت پہنچے۔

امام ابوداؤد اور البزار رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے، اپنے اموال کے لیے بددعا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی گھڑی میں موافقت نہ کرو جس میں قبولیت ہو ورنہ وہ تمہاری اس بددعا کو قبول فرمالے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا یعنی انسان بہت جلد اکتانے والا ہے نہ اسے خوشحالی پر صبر ہے اور نہ اسے تنگ دستی پر چین ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر راور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سلمان الفارسی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ کے سر کو پیدا فرمایا تو آدم علیہ السلام دیکھنے لگ گئے جب کہ ابھی ان کی ٹانگیں تیار ہونا باقی تھیں۔ جب عصر کے بعد کا وقت ہوا تو عرض کرنے لگے: یا رب! رات سے پہلے پہلے جلدی میری ٹانگیں بھی تخلیق فرما۔ اس آیت میں یہی مراد ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے بقیہ جسم سے پہلے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 392، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 56، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

آدم علیہ السلام کی آنکھیں پیدا فرمائیں تو عرض کرنے لگے یارب! سورج کے غروب ہونے سے پہلے میری بقیہ تخلیق مکمل فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔

وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ﴿۱۴﴾

''اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن تاکہ (دن کے اجالے میں) تم تلاش کرو رزق اپنے رب سے اور تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو اور ہر چیز کو ہم نے بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے اور ہر انسان کی (قسمت کا) نوشتہ اس کے گلے میں ہم نے لٹکا رکھا ہے اور ہم نکالیں گے اس کے لیے روز قیامت ایک کتاب جسے وہ (اپنے سامنے) کھلا ہوا پائے گا (اسے حکم ملے گا) پڑھو اپنا دفتر عمل، تم خود ہی کافی ہو آج اپنی باز پرس کرنے کے لیے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو سورجوں کو اپنے عرش کے نور سے پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں تھا کہ ایک سورج باقی رکھنا ہے۔ پس اس نے اس دنیا اور جو کچھ اس کے مغرب و مشرق کے درمیان ہے اس کی مثل پیدا فرمایا اور جو کچھ اس کے علم سابق میں تھا کہ اسے مٹانا ہے اور چاند بنانا ہے تو اس کو اس نے سورج سے کم پیدا فرمایا لیکن آسمان میں انتہائی بلند ہونے اور زمین سے زیادہ دور ہونے کی وجہ سے چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔ اگر سورج کو اسی طرح رکھا جاتا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا، رات، دن سے پہچانی نہ جاتی اور دن رات سے پہچانا جاتا اور روزے دار کو علم نہ ہوتا کہ روزہ کب رکھنا ہے اور کب افطار کرنا ہے اور مسلمان اپنے حج کا وقت بھی نہ پہچان سکتے اور انہیں پتہ نہ چلتا کہ ایام، شہور، سال اور حساب کی تعداد کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ چاند کے چہرے پر اپنا پر مارو (وہ اس وقت سورج تھا) تین مرتبہ۔ پس سورج کی ضوء ختم ہوگئی اور اس میں نور باقی رہا وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ الآیہ، کا یہی مطلب ہے۔

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی سیاہی کے بارے میں پوچھا؟ تو فرمایا دو سورج تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ پس جو سیاہی تمہیں نظر آتی ہے وہ محو ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: محو سے مراد وہ سیاہی ہے جو چاند میں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دن اور رات برابر تھے، پس اللہ تعالیٰ نے رات کی نشانی مٹادی اور اسے تاریک بنادیا اور اٰیَةَ النَّھَارِ کو باقی رکھا جیسے کہ وہ پہلے تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: محو سے مراد رات کی تاریکی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: چاند، سورج کی طرح روشن تھا اور چاند، رات کی نشانی ہے اور سورج دن کی نشانی ہے، پس وہ تاریکی جو چاند میں ہے وہ محو کا اثر ہے۔(2)

امام عبد الرزاق نے المصنف اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہرقل نے معاویہ کی طرف تین چیزوں کے متعلق استفسار کرتے ہوئے لکھا، کون سی جگہ ہے جہاں تو نماز پڑھے تو گمان کرے کہ تو نے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی؟ اور وہ کون سی جگہ ہے جہاں ایک مرتبہ سورج طلوع ہوا اس سے پہلے اور بعد میں وہاں سے طلوع نہ ہوا؟ وہ سیاہی کیا ہے جو چاند میں ہے۔ معاویہ نے ابن عباس سے پوچھا تو انہوں نے کہا، پہلی جگہ کعبہ کی چھت ہے اور دوسری جگہ وہ سمندر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے پھاڑ دیا تھا اور چاند کی تاریکی محو کا اثر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورج کے نور کے ستر جزء پیدا فرمائے اور چاند کے نور کے بھی ستر جزء پیدا فرمائے۔ پھر چاند کے نور انہتر جزء محو کر دیئے اور انہیں سورج کے نور سے ملا دیا۔ پس سورج کے ایک سو انتالیس جزء ہو گئے اور چاند کا جزء رہ گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک سورج رات کا تھا اور ایک سورج دن کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کے سورج کو محو کر دیا، پس یہ وہی محو (سیاہی) ہے جو چاند میں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تیرہویں یا چودھویں رات کو چاند کو دیکھو تو تمہیں نظر آئے گا کہ اس میں ایک شخص دوسرے شخص کے سر کو گویا پکڑے ہوئے ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اٰیَةَ الَّیْلِ سے مراد رات کی تاریکی ہے اور اٰیَةَ النَّھَارِ سے مراد دن کا اجالا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے (فصلناہ) اس کا معنی ہے ہم نے اس کو بیان کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن السائب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے کئی علماء نے بتایا کہ ایک شام کو قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی اے امیر المومنین! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو نے کیا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا میں نے سورج اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 63، دار الکتب العلمیہ بیروت

چاند کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے اور ستارے آدھے سورج کے ساتھ اور آدھے چاند کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے پوچھا تو کس کے ساتھ تھا؟ اس نے کہا میں چاندی کے ساتھ اور سورج کے مخالف تھا۔ حضرت عمر نے وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ الخ کی آیت تلاوت فرمائی اور کہا تو چلا جا اور کبھی میرے لیے کام نہ کر۔ عطا فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ قاضی جنگ صفین میں حضرت معاویہ کے لشکر میں قتل ہوا تھا (وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھا)

امام ابن عساکر نے حضرت علی بن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چاند کی سیاہی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ محو کا اثر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طَائِرُ كُلِّ اِنْسَانٍ فِي عُنُقِهٖ پڑھتے سنا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے وہ نطفہ جس سے انسان تخلیق کیا جاتا ہے وہ چالیس دن اور چالیس راتیں عورت کے بدن میں اڑتا رہتا ہے، وہ اس کے ہر بال، جلد، نس اور ہڈی میں داخل ہوتا ہے حتی کہ وہ ناخن اور گوشت کے درمیان بھی داخل ہوتا ہے، پھر جب چالیس راتیں اور چالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے رحم مادر میں اتارتا ہے، وہ چالیس دن اور چالیس راتیں جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس دن اور چالیس راتیں گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ جب اسے چار ماہ مکمل ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ارحام کے فرشتہ کو بھیجتا ہے، پس اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر اس کا گوشت اس کا خون، اس کے بال اور اس کی جلدی پیدا فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی تصویر بنا، فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! میں کیا تصویر بناؤں زائد یا ناقص، مرد یا عورت، خوبصورت یا بد صورت، گھنگریالے بالوں والا یا سیدھے بالوں والا، پست قامت یا طویل القامت، سفید یا گندمی رنگ، برابر یا غیر برابر؟ پس فرشتہ یہ تمام چیزیں لکھ لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے پھر فرشتہ عرض کرتا ہے: یارب! شقی یا سعید؟ اگر سعید لکھنے کا حکم ملتا ہے تو فرشتہ اس میں آخری عمر میں سعادت کی روح پھونکتا ہے، اگر وہ شقی ہوتا ہے تو فرشتہ اس میں آخری عمر میں بدبخت ہونے کی روح پھونکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی عمر، اس کا رزق، اس کی مصیبت، اس کی اطاعت و معصیت کا عمل لکھ، پس اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے فرشتہ لکھ دیتا ہے پھر فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! اس تحریر کو کیا کروں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا اس کے متعلق فیصلہ ہونے تک اسے اس کے گلے میں لٹکا دے۔ اس ارشاد میں یہی ارشاد ہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انسان جہاں بھی ہوتا ہے اس کی سعادت اور شقاوت اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لیے خیر اور شر لکھا ہوتا ہے سب اس کے ساتھ رہتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبد اللہ نے فرمایا طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ سے مراد شقاوت، سعادت، رزق اور عمر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ سے مراد اس کی کتاب ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ طٰٓىِٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ سے مراد انسان کا عمل ہے۔

امام ابوداؤد نے کتاب القدر میں ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی گردن میں ایک ورقہ ہوتا ہے جس میں اس کا شقی یا سعید ہونا لکھا ہوتا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے طٰٓىِٕرَهٗ سے مراد انسان کا عمل ہے وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا فرماتے ہیں جو انسان نے عمل کیا ہوگا وہ اس پر شمار کیا جائے گا اور قیامت کے دن جو اس کا عمل لکھا ہوا ہوگا اسے نکالا جائے گا پس وہ اس کو کھلا ہوا پڑھے گا۔(2)

ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کافر کے لیے قیامت کے روز کتاب نکالی جائے گی وہ کہے گا یا رب! تو نے فیصلہ کیا ہے کہ تو بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ پس تو مجھے اپنا محاسبہ کرنے دے، اسے کہا جائے گا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ الخ۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن بن کعب کی قرأت میں تھا (وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِیْ عُنُقِهٖ) یَقْرَأُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (كِتَابًا یَلْقَاهُ مَنْشُوْرًا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یَخْرُجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا پڑھتے تھے یعنی یَخْرُجُ کو یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ مطلب یہ ہے یَخْرُجُ الطَّائِرُ كِتَابًا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِقْرَاْ كِتٰبَكَ کے تحت روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جو دنیا میں ان پڑھ ہوگا وہ بھی قیامت کے دن پڑھ لے گا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے اولاد آدم! تیرے لیے صحیفہ بچھایا گیا ہے اور تیرے اوپر دو فرشتے مقرر کیے گئے ہیں جو کریم ہیں، ایک تیری دائیں جانب اور ایک بائیں جانب ہے حتی کہ جب تو فوت ہو جائے گا تو تیرا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا پھر تیری قبر میں تیری ساتھ تیری گردن میں لٹکا دیا جائے گا حتی کہ تو قیامت کے روز قبر سے نکلے گا۔ اس وقت ارشاد ہوگا وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ الخ۔(5)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے تمہید میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمایا ہے: فرماتی ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے۔ پھر کچھ بعد یہی سوال پوچھا تو فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔ پھر اسلام کے مستحکم ہونے کے بعد پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى فرمایا وہ فطرت ہیں یا فرمایا جنت میں ہیں۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے الصعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 61، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 62 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 61

4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 63 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 62

رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی اولاد میں سے بچوں کا کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟ فرمایا وہ ان مشرکین میں سے ہیں۔

امام ابن سعد، احمد، قاسم بن اصبغ اور ابن عبد البر نے حسناء بن معاویہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نبی جنت میں ہے، شہید جنت میں ہے، بچہ جنت میں ہے، زندہ درگور کیا گیا جنت میں ہے۔

امام قاسم بن اصبغ اور ابن البر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ اہل جنت کے خدام ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن عبد البر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مسلمانوں کی اولاد کہاں ہے؟ فرمایا جنت میں۔ میں نے پوچھا مشرکین کی اولاد کہاں ہے؟ فرمایا دوزخ میں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے نہ اعمال کیے نہ ان پر اقلام جاری ہوئیں۔ تو پھر یہ کیسے ہے؟ فرمایا تمہارا رب زیادہ جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کی دوزخ میں چیخ وپکار سناؤں۔ (1)

امام احمد، قاسم بن اصبغ اور ابن عبد البر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں کہتا تھا کہ مشرکین کے بچے اپنے والدین کے ساتھ ہوں گے حتی کہ مجھے ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بتایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ان کا رب ان کے متعلق جو کچھ کرنے والا ہے زیادہ جاننے والا ہے، میں اپنے قول سے رک گیا۔

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبد البر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو کچھ کرنے والے تھے۔ واللہ اعلم۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

"جو راہ ہدایت پر چلتا ہے تو وہ راہ ہدایت پر چلتا ہے اپنے فائدہ کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 87، دار صادر بیروت

تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو (اس کے گناہوں کے باعث) تو (پہلے) ہم (نبیوں کے ذریعہ) وہاں کے رئیسوں کو (نیکی کا) حکم دیتے ہیں مگر وہ (الٹا) نافرمانی کرنے لگتے ہیں اس میں پس واجب ہو جاتا ہے ان پر (عذاب کا) فرمان۔ پھر ہم اس بستی کو جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کتنی قومیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہے نوح کے بعد اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے اچھی طرح باخبر ہے (اور انہیں) خوب دیکھنے والا ہے''۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اہل فترت، معتوہ (نیم پاگل) بہرے، گونگے اور ان بوڑھوں کو جمع کرے گا جنہوں نے اسلام کو نہ پایا ہوگا پھر ان کی طرف ایک پیغام رساں بھیجے گا جو یہ پیغام پہنچائے گا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے کیوں؟ ہمارے پاس رسل تشریف نہیں لائے، فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ دوزخ میں داخل ہوتے تو وہ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف رسول بھیجے گا۔ پس اس رسول کی اطاعت کرے گا جو اس کی اطاعت کا ارادہ کرے گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو یہ پڑھو وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ (1)

امام اسحاق بن راہویہ، احمد، ابن حبان، ابونعیم (فی المعرفۃ) الطبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الاعتقاد میں حضرت الاسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار افراد قیامت کے دن حجت پیش کریں گے (۱) بہرہ، جو بالکل نہ سنتا ہو (۲) بے وقوف (۳) بوڑھا فرتوت (۴) ایسا شخص جو زمانہ فترہ میں مرا ہوگا، بہرہ کہے گا اے میرے رب اسلام آیا مگر میں کچھ شاہی نہیں تھا۔ احمق کہے گا اے رب! اسلام آیا لیکن میری یہ حالت تھی کہ بچے مجھے مینگنیاں مارتے تھے۔ بوڑھا کہے گا اسلام آیا مگر میں کچھ سمجھتا ہی نہ تھا اور جو زمانہ فترہ میں مرا ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تیرا رسول ہی نہیں آیا تھا میں اسلام کیسے قبول کرتا۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنی اطاعت کا پختہ عہد لے گا پھر انہیں آگ میں داخل ہونے کے لیے بھیج دے گا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر وہ داخل ہو جائے تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی اور جو داخل نہ ہوں گے انہیں گھسیٹ کر داخل کیا جائے گا۔ (2)

امام ابن راہویہ، احمد، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے اسی طرح روایت کی ہے لیکن اس کے آخر میں ہے کہ جو داخل ہو جائے گا آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی اور جو داخل نہیں ہوگا اسے گھسیٹ کر داخل کیا جائے گا۔

امام قاسم بن اصبغ، البزار، ابویعلی، ابن عبد البر رحمہم اللہ (تمہید میں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز چار افراد کو لایا جائے گا۔ بچہ، نیم پاگل، جو زمانہ فترہ میں فوت ہوا ہو گا اور بوڑھا فرتوت۔ ہر ایک اپنی دلیل کے ساتھ بات کرے گا، اللہ تعالیٰ جہنم کے عنق (گردن) سے فرمائے گا تو ظاہر ہو جا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 370، موسسۃ الرسالۃ بیروت

پھر ان افراد کو فرمائے گا میں اپنے بندوں کی طرف ان میں سے رسول بھیجتا رہا اور تمہاری طرف میں خود اپنا رسول ہوں، ارشاد ہوگا ان (جہنم) میں داخل ہو جاؤ۔ پس جس کی تقدیر میں شقاوت ہوگی وہ کہے گا کیا تو ہمیں جہنم میں داخل کرتا ہے حالانکہ ہم اس سے بھاگتے تھے؟ اور جس کی تقدیر میں سعادت ہوگی وہ دوڑ کر جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے میری نافرمانی کی تو تم میرے رسولوں کی تو اس سے زیادہ تکذیب اور نافرمانی کرتے تھے پھر ان کو (یعنی جہنم میں داخل ہونے والوں کو) جنت میں داخل کر دے گا اور ان کو (جو جہنم میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے) جہنم میں داخل کر دے گا۔ (1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، الطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز بے عقل، ایام فترت میں مرنے والے اور بچپن میں ہلاک ہونے والے کو بلایا جائے گا بے عقل کہے گا۔ اے میرے رب! اگر تو مجھے عقل عطا فرماتا تو عقل مندوں میں سے کوئی مجھ سے زیادہ سعادت مند نہ ہوتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام فترت میں مرنے والوں کا اسی طرح ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں تمہیں حکم دیتا ہوں تم میری اطاعت کرو گے؟ وہ کہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاؤ۔ فرمایا اگر وہ داخل ہوں گے تو انہیں آگ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر دوزخ کے کچھ آثار ظاہر کرے گا۔ وہ گمان کریں گے یہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو ہلاک کر دیں گے وہ جلدی جلدی پیچھے لوٹے گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم نکل آئے، تیری عزت کی قسم! ہم اس میں داخل ہونا چاہتے تھے پس ہم پر آگ کے آثار ظاہر ہوئے۔ ہم نے سوچا یہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو جلا دے گی۔ پھر دوبارہ حکم ہوگا وہ اسی طرح واپس لوٹ آئیں گے اور پہلے کی طرح عذر پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہیں اپنے علم کے مطابق پیدا کیا تھا اور میرے علم کی طرف تم لوٹنے ہو۔ ارشاد ہوگا اے جہنم! اسے اپنے ساتھ ملا لے۔ پس آگ انہیں پکڑ لے گی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز ان لوگوں کا محاسبہ ہوگا جن کی طرف رسولوں کو بھیجا گیا ہوگا پس اللہ تعالیٰ اطاعت شعاروں کو جنت میں داخل کرے گا اور نافرمانوں کو آگ میں داخل کرے گا پھر بچے اور زمانہ فترت میں مرنے والے بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اس آگ میں داخل ہونے کا حکم کرتا ہوں۔ پس ان کے لیے آگ سے ایک عنق (گردن) نکلے گی جو اس میں داخل ہوگا اس کی نجات ہوگی اور جو پیچھے ہٹے گا اور داخل نہیں ہوگا اس کے لیے ہلاکت ہوگی۔ (3)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عبد اللہ بن شعر ادرضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور مشرکین کے ان بچوں کے بارے پوچھا جو بچپن میں ہی مر گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی دیر سر کو جھکایا پھر فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 83، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب ذکر انار، جلد 7، صفحہ 57، (34181)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جب جنتیوں اور دوزخیوں کا فیصلہ فرما دے گا تو بے وقوف لوگ رہ جائیں گے۔ وہ عرض کریں گے یا اللہ اے ہمارے رب! ہمارے پاس تیرے رسل تشریف نہیں لائے اور ہم خود کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ وہ فرشتہ کہے گا میں تمہاری طرف تمہارے رب کا رسول ہوں۔ وہ اس فرشتے کے پیچھے پیچھے چلیں گے حتی کہ آگ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اس آگ میں گھس جاؤ۔ ان میں سے کچھ لوگ آگ میں گھس جائیں گے۔ پھر انہیں اسی جگہ سے نکالا جائے گا کہ ان کے ساتھی محسوس ہی نہیں کریں گے۔ پس وہ سابقین مقربین میں ہو جائیں گے پھر ان کے پاس رسول تشریف لائے گا اور کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ پس دوسرا گروہ اس میں داخل ہو جائے پھر وہ اس طرح نکلیں گے کہ انہیں احساس تک نہ ہوگا۔ پس وہ اصحاب یمین سے ہو جائیں گے پھر ان کے پاس رسول آئے گا اور کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم آگ میں داخل ہو جاؤ۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ! ہمیں تیرے عذاب کی طاقت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان کے بارے حکم دے گا۔ ان کے سر اور ٹانگیں اکٹھی کی جائیں گی اور پھر انہیں آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے **اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا** یعنی انہیں اطاعت کا حکم دیا گیا تو انہوں نے نافرمانی کی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو **وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً** الخ کی تفسیر کرتے ہوئے سنا ہے کہ ہم نے انہیں حق کا حکم دیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ پس اس وجہ سے ان پر تباہی کا فیصلہ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہم نے ان کے شریر لوگوں کو مسلط کیا۔ پس انہوں نے اس بستی میں نافرمانی کی۔ جب وہ نافرمانی کرنے لگے تو ہم نے انہیں اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا سورۂ انعام میں ارشاد ہے **وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا** (انعام:123) اسی طرح ہم نے بنایا ہر بستی میں اس کے بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ وہ مکر وفریب کیا کریں۔(2)

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے عرض کیا کہ مجھے **اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا** کے ارشاد کے متعلق بتائیں۔ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان پر جابر، ظالم لوگ مسلط کر دیئے پس انہوں نے انہیں برے عذاب دیئے، نافع نے کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا یہ قول نہیں سنا:

اَنْ یَعْطِبُوْا یَبْرَمُوْا وَاِنْ اُمِرُوْا   یَوْمًا یَصِیْرُوْا لِلْهُلْكِ وَالنَّفَقِ

"ہلاک ہو گئے اور پریشان ہو گئے۔ اگر کسی دن ان پر ظالم مسلط کیے گئے تو ہلاک اور نیست و نابود ہو جائیں گے"۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 64، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 15 صفحہ 65   3۔ ایضاً، جلد 15 صفحہ 67

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اَمَّرْنَا مُتْرَفِيْهَا کو میم کی شد کے ساتھ پڑھتے (1)۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہم نے ان پر امراء بنائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اٰمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا یعنی الف کو مد کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی ہم نے ان کے فساق زیادہ کر دیئے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ اٰمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا پڑھتے یعنی ہم نے انہیں زیادہ کر دیا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام بخاری، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب زمانہ جاہلیت میں کسی قبیلہ کے لوگ زیادہ ہو جاتے تو ہم کہتے قَدْ اَمِرُوا بَنِيْ فُلَانٍ یعنی فلاں قبیلہ زیادہ ہو گیا ہے۔ (3)

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

''جو طلب گار ہیں صرف دنیا کے ہم جلدی دے دیتے ہیں اس دنیا میں جتنا چاہتے ہیں (ان میں سے) جسے چاہتے ہیں پھر ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے جہنم۔ تاپے گا وہ اسے اس حال میں کہ وہ مذمت کیا ہوا (اور) ٹھکرایا ہوا ہوگا اور جو شخص طلب گار رہتا ہے آخرت کا اور جدوجہد کرتا ہے اس کے لیے پوری طرح درآں حالیکہ وہ مومن بھی ہو پس یہ وہ (خوش نصیب ہیں) جن کی کوشش مقبول ہوگی ہر ایک کی ہم امداد کرتے ہیں ان کی بھی (جو طالب دنیا ہیں) اور ان کی بھی (جو طالب آخرت ہیں) آپ کے رب کی بخششوں سے اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں دیکھو! کیسے بزرگی دی ہے ہم نے بعض کو بعض پر اور آخرت باعتبار درجوں کے سب سے بڑی اور باعتبار فضل و کرم سب سے اعلیٰ ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ کے تحت روایت فرمایا ہے: جو اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے، ہم جس کے لیے چاہتے ہیں اسے وہ دنیا جلدی عطا فرما دیتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 66
3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 684، وزارت تعلیم اسلام آباد

29A

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: جس کا مقصود دنیا، اس کی رغبت اور اس کی طلب ونیت ہو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے پھر اسے جہنم کی طرف جانے پر مجبور کرے گا۔ پس وہ جہنم کو تاپے گا اس حال میں کہ وہ مذمت کیا ہوا اور (عذاب الٰہی میں) دھتکارا ہوا ہوگا(1)۔ اور وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل کی قدردانی فرماتا ہے اور اس کے کثیر گناہوں سے تجاوز فرماتا ہے جس کا مقصود آخرت ہوتی ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کو نیکوکاروں اور بدکاروں کے درمیان تقسیم کیا ہے لیکن آخرت فقط متقین کے لیے ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے كُلًّا نُّمِدُّ الخ فرماتے ہیں: دنیا میں ہم ہر نیک و بد کو رزق دیتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے كُلًّا نُّمِدُّ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم کفار اور مومنین کو رزق دیتے ہیں مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ یعنی تمہارے رب کے رزق سے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم اسے بھی رزق دیتے ہیں جو دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور اسے بھی رزق دیتے ہیں جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے هٰۤؤُلَآءِ سے مراد اصحاب دنیا ہیں اور دوسرے هٰۤؤُلَآءِ سے مراد اصحاب آخرت ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان اہل دنیا کو اور ان اہل آخرت کو ہم رزق دیتے ہیں۔ اور مَحْظُوْرًا کا معنی مَمْنُوْعًا نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی مَحْظُوْرًا کا معنی مَمْنُوْعًا روایت کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کہ دیکھو کیسے ہم نے دنیا میں بعض کو بعض پر بزرگی وفضیلت دی ہے وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا یعنی مومنین کے لیے جنت میں منازل ہیں اور ان کے لیے اعمال کے اعتبار سے فضائل ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعلیٰ درجہ کے جنتیوں اور ادنی درجہ کے جنتیوں کے درمیان اس طرح فرق ہے جس طرح ستارہ زمین کے مشارق و مغارب میں دکھائی دیتا ہے۔(6)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ جنتیوں میں بعض کے درجات دوسروں سے بلند ہوں گے بلند درجہ جنتی اپنے سے نیچے والے پر اپنی فضیلت دیکھے گا جب کہ نیچے والے جنتی کو یہ نظر نہیں آئے گا کہ اس کے اوپر بھی کوئی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 69، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 71 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 72

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ دنیا میں بلند درجہ چاہتا ہے وہ بلند ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ آخرت میں اس سے بڑا اور لمبا درجہ اس کا کم کر دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ہناد، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا میں بندہ کچھ حاصل کرتا ہے تو اس کے درجات میں سے اللہ کی بارگاہ میں کمی آجاتی ہے اگرچہ وہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوتا ہے۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

"نہ ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ تم بیٹھ رہو گے اس حال میں کہ تمہاری مذمت کی جائے گی اور بے یارومددگار ہو جاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے مَذْمُوْمًا کا معنی مَلُوْمًا روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا کے تحت روایت کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی سزا میں ملوم ہو جاؤ گے اور اللہ کے عذاب میں بے یارومددگار رہو جاؤ گے۔ (3)

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

"اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں اف تک مت کہو اور انہیں مت جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور جھکا دو ان کے لیے تواضع وانکسار کے پر رحمت (ومحبت) سے اور عرض کرو اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے (بڑی محبت وپیار سے) مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا تمہارا رب بہتر جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیک کردار ہو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے"۔

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 239، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 72 3۔ ایضاً

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَ قَضٰی میں واؤ، صاد کے ساتھ مل گیا، جب کہ تم اسے وَ قَضٰی رَبُّكَ پڑھتے ہو۔ (یعنی اصل میں و وصی تھا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابوعبید، ابن منیع، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت تمہارے نبی کی زبان پر وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ نازل فرمائی پھر ایک واؤ، صاد کے ساتھ مل گئی تو لوگوں نے وَ قَضٰی رَبُّكَ پڑھا۔ اگر یہ قَضٰی نازل ہوا ہوتا تو کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرتا (کیونکہ اس کے فیصلہ کو ٹالا نہیں جا سکتا)

امام طبرانی نے حضرت الاعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود وَوَصّٰی رَبُّكَ پڑھتے تھے۔ (1)

امام ابوعبید، ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَوَصّٰی رَبُّكَ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگوں نے ایک واؤ کو صاد سے ملا دیا تو قاف ہو گیا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَضٰی کا معنی امر (حکم دیا) روایت کیا ہے۔ (3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی عہد روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کے تحت روایت کیا ہے تم اپنے والدین سے حسن سلوک کرو۔

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ تم اپنے والدین کا بول و براز صاف کرو جس طرح وہ تمہارا بول و براز صاف کرتے تھے اور وہ اس وقت کوئی ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے، اسی طرح تم بھی آج ان کی خدمت کرتے وقت ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہ لاؤ۔ (4)

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ تم اپنے والدین کو اف اور اس کے علاوہ دل آزاری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لاؤ۔

دیلمی نے الحسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اف سے ادنیٰ کوئی نافرمانی کا کلمہ جانتا تو اسے بھی حرام کر دیتا۔ (5)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب تمہارے والدین کوئی ارادہ کریں تو انہیں مت روکو۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا والدین کے ساتھ احسان کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا تو جس چیز کا مالک ہے ان کی خوشنودی کے لیے خرچ کر دے اور جو تمہیں وہ حکم دیں اس کی اطاعت کر مگر یہ کہ اس میں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو پھر ان کی اطاعت نہ کرو۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 138، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد — 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 73، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً — 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75

5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 353، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ نافرمانیاں کہاں ختم ہوتی ہیں؟ فرمایا: انسان والدین کو محروم کردے، انہیں چھوڑ دے اور ان کے چہروں کی طرف تیز نظروں سے دیکھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان اپنے والدین کو ابا جان اور امی جان کہہ کر پکارے، ان کو ان کے اسماء کے ساتھ نہ پکارے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ بزرگ جو تیرے ساتھ ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا والد ہے۔ اس کو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کے آگے نہ چلا کر اس سے پہلے بیٹھا نہ کر اس کو اس کے نام کے ساتھ نہ پکار اور اس کو گالی کے لیے پیش نہ کر۔

امام ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب والدین تمہیں بلائیں تو لبیك سعدیك کہو۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالہداج التجیبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے سعید بن المسیب سے پوچھا قرآن کریم میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا جو ذکر ہے وہ میں نے پہچان لیا ہے لیکن وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا میں قول کریم کا کیا مطلب ہے؟ ابن المسیب نے فرمایا: اپنے والدین سے اس لہجہ میں بات کرو جو ایک مجرم غلام اپنے ترش خو آقا کے سامنے اپناتا ہے۔(2)

بخاری نے الادب المفرد میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عروہ سے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: والدین سے نرمی اختیار کر حتی کہ وہ جس چیز کو پسند کریں انہیں اس سے روکا نہ جائے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اپنے والدین کے سامنے اس طرح تواضع اختیار کرو جس طرح غلام اپنے سخت اور ترش خو آقا کے سامنے اختیار کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تو والدین سے بات کرے تو ان کے سامنے اپنے ہاتھ کو بلند نہ کر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر وہ تجھ سے کسی بات پر ناراض ہوں تو انہیں ترچھی نظروں اور شوخ نگاہوں سے نہ دیکھ کیونکہ سب سے پہلے غصہ کا اظہار تیز نظروں سے ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والد کو تیز نظروں سے دیکھا اس نے اپنے والد سے احسان نہیں کیا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 77

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 197، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تیرے والدین تجھے گالی دیں، تجھ پر لعنت کریں تو یہ کہہ اللہ تم پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الذِّلِّ کو ذال کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے(1)۔ عاصم الجحدری سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت ابومرہ مولی عقیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک کمرہ میں رہتی تھی اور ابو ہریرہ خود دوسرے کمرے میں رہتے تھے، ابو ہریرہ ان کے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے السلام علیك، اے والدہ محترمہ، و رحمة الله و برکاته۔ والدہ فرماتی وعلیك یا بنی۔ وہ عرض کرتے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے جس طرح تو نے بچپن میں میری تربیت کی وہ فرماتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے جیسے تو نے میرے بڑھاپے میں بڑا ہو کر احسان کیا۔(2)

امام ابن جریر نے ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ (التوبہ:113) نازل فرمائی۔ "درست نہیں ہے نبی کے لیے اور نہ ایمان والوں کے لیے کہ مغفرت طلب کریں مشرکوں کے واسطے اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں"۔(3)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابوداؤد، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت کو سورہ برأت کی آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ (توبہ:113) نے منسوخ کر دیا ہے۔(4)

امام ابن المنذر، نحاس اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت سے ایک حرف منسوخ کیا گیا ہے۔ پس کسی مسلمان کے لیے اپنے مشرک والدین کے لیے دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ان کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرنا چاہیے ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ (توبہ 113)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارا رب جانتا ہے جو بیٹے کے دل میں والد کے متعلق سرد مہری ہوتی ہے(5)، اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ الادب المفرد، صفحہ 96، مطبعۃ المدنی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 79
4۔ الادب المفرد، صفحہ 96
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 80

فرماتا ہے اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ ۔ یعنی ان سے نیکی کرنے کی نیت اگر سچی ہوگی فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا تو جو سرد مہری دل میں پیدا ہوئی تھی اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں سعید بن جبیر سے وَّابِيۡنَ کا معنی خیر کی طرف لوٹنے والے روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے وَّابِيۡنَ کا معنی گناہ سے توبہ کی طرف رجوع کرنے والے اور گناہوں سے نیکوں کی طرف لوٹنے والے کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وَّابِيۡنَ کا معنی اطاعت شعار اور احسان کرنے والے روایت کیا ہے۔ (1)

ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَّابِيۡنَ کا معنی تَوابِيۡنَ ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوَّاب کا معنی تَوَّاب روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کی بارگاہ میں سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ فرمایا نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا، میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا والدین سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد۔ (2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی، والد کی ناراضگی میں ہے۔ (3)

امام احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے) حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو حضور نے فرمایا: تیری ماں، پھر میں نے عرض کی تو جواب ملا تیری ماں پھر میں نے عرض کیا تو فرمایا تیری ماں، چوتھی بار عرض کی تو فرمایا تیرا باپ، پھر بعد میں جو زیادہ قریبی ہو پھر جو زیادہ قریبی ہو۔ (4)

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور دوسرے شخص نے پیغام بھیجا تو اس نے اس سے نکاح کرنا پسند کر لیا مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس عورت کو قتل کر دیا، کیا اب میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تیری والدہ زندہ ہے۔ اس شخص نے کہا نہیں، ابن عباس نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر اور حتی المقدور اس کا قرب حاصل کر۔ راوی فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کی والدہ کے زندہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ الادب المفرد، صفحہ 40، مطبعۃ المدنی
3۔ ایضاً، صفحہ 44
4۔ ایضاً، صفحہ 46

ہونے کے متعلق کیوں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں والدہ سے حسن سلوک سے زیادہ کوئی عمل قرب الٰہی کا عمل نہیں جانتا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، اسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ مجھے کس عمل کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اپنی ماں سے حسن سلوک کر۔ پھر اس نے اپنا سوال دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی ماں سے حسن سلوک کر، پھر اس نے سوال کیا تو فرمایا اپنی ماں سے حسن سلوک کر۔ چوتھی مرتبہ سوال کیا تو فرمایا: اپنے باپ سے حسن سلوک کر۔(2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس مسلمان کے والدین زندہ ہوں وہ ان سے احسان کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو دروازے کھول دیتا ہے یعنی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اگر ایک زندہ ہو اور اس سے وہ حسن سلوک کرے تو ایک دروزاہ کھول دیتا ہے اور اگر وہ اپنے والدین میں سے کسی کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوتا حتی کہ والدین میں سے جو ناراض تھا وہ راضی ہو جائے۔ عرض کی گئی خواہ والدین ظلم بھی کریں (پھر بھی انہیں خوش رکھنا ضروری ہے) فرمایا (ہاں) اگر وہ ظلم بھی کریں انہیں راضی رکھنا ضروری ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ، بخاری الادب المفرد میں، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن المنذر اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی بیٹا اپنے والد کا بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ بیٹا اپنے والد کو غلام پائے پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔(4)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، بخاری نے الادب میں، حاکم انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور ہجرت پر بیعت کی اور اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ فرمایا تو واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح خوش کر جس طرح تو نے انہیں رلایا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو کہ جہاد پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یہ تیرے والدین ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا ان کی خدمت میں اپنی صلاحیتیں صرف کر۔(6)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رسوا ہو جائے، رسوا ہو جائے؟ صحابہ نے عرض کی کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرمایا جس نے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا اور پھر بھی دوزخ میں داخل ہوا۔(7)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں معاذ بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا مبارک ہو اسے، اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کرے گا۔(8)

1۔ الادب المفرد، صفحہ 48، مطبعۃ المدنی 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 883، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ الادب المفرد، صفحہ 53 4۔ ایضاً، صفحہ 64 5۔ ایضاً، صفحہ 69
6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 883، وزارت تعلیم اسلام آباد 7۔ الادب المفرد، صفحہ 92 8۔ ایضاً، صفحہ 94

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، بخاری نے الادب میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دو آدمی دیکھے، ایک سے پوچھا یہ تمہارا کیا لگتا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا باپ ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اس کو نام سے نہ پکارا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو اس کے نام سے نہ بلایا کرو اور اس کے آگے چلا کرو اور نہ اس سے پہلے بیٹھا کرو اور نہ اسے گالی کے لیے پیش کرو۔(1)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔(2)

امام سعید، ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت معاویہ بن جاہمہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جہاد میں شرکت کا مشورہ کرنے کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا جاؤ اس کو لازم پکڑو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے پاس ہے۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور میں اس سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ اس کی خدمت میں رہو کیونکہ اس کے قدموں کے پاس جنت ہے۔ اس نے دوبارہ، سہ بارہ عرض کی تو آپ ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں لیکن میں اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین میں سے کوئی ایک باقی ہے؟ اس نے کہا میری والدہ زندہ ہے۔ فرمایا اس کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ جب تو اس کے حقوق ادا کرے گا تو تو حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا شمار ہوگا، جب تمہارے والد تمہیں بلائے تو تو اللہ سے ڈر اور اس سے حسن سلوک کر۔(4)

بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا اپنے والدین کے درمیان چارپائی پر سونا جب کہ تو انہیں ہنسائے اور وہ تجھ سے خوش ہوں تو یہ عمل تلوار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت خداش بن سلامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کسی شخص کو تین مرتبہ اپنی ماں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں اور دو مرتبہ اپنے باپ سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں اور انسان کو اپنے قریبی مولا سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں اگرچہ اسے اس کی طرف سے اذیت بھی پہنچے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ، پس اس

1۔ الادب المفرد، صفحہ 128، مطبعة المدنی
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 177، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 178
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 179
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 181

دروازے کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر (یہ تیری مرضی)۔(1)

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول الله ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں جنت دیکھی جب کہ میں نے ایک شخص کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن النعمان ہے، اسی طرح (والدہ سے) حسن سلوک (کا اجر ملتا) ہے اسی طرح (والدہ سے) حسن سلوک (کا اجر ملتا ہے)۔(2)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما الله نے حضرت عائشہ رضی الله عنہا سے روایت کیا ہے، فرماتی ہیں: رسول الله ﷺ نے فرمایا: میں سویا تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ میں نے ایک قاری کو سنا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا حارثہ بن النعمان ہے۔ رسول الله ﷺ نے فرمایا: اسی طرح (والدہ سے) حسن سلوک (کا اجر ملتا) ہے۔ حضرت حارثہ اپنی ماں سے انتہائی حسن سلوک فرماتے تھے۔(3)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص گزرا جو بڑا جسیم تھا، صحابہ کرام نے کہا کاش! یہ الله کے راستہ میں (جہاد کرتا)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہوسکتا ہے یہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کے لیے کوشش کرتا ہو پس یہ الله کے راستہ میں ہے۔ اپنے چھوٹے بچوں کی (خوراک وتربیت کے لیے) کوشش کرتا ہو پس یہ الله کے راستہ میں ہے۔ ہو سکتا ہے اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہوں تا کہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے، پس یہ الله تعالیٰ کے راستہ میں ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ الله نے حضرت انس رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول الله ﷺ نے فرمایا: جو پسند کرتا ہے کہ الله تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کرے، اس کے رزق میں زیادتی کرے تو اسے اپنے والدین سے حسن سلوک کرنا چاہیے اور اسے صلہ رحمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔(5)

امام بیہقی رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: جو نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے الله تعالیٰ اسے ہر نظر کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے، صحابہ نے پوچھا اگر چہ وہ ہر روز سو مرتبہ بھی دیکھے۔ فرمایا ہاں الله تعالیٰ ہر چیز سے بڑا اور پاک ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول الله ﷺ نے فرمایا: جب بچہ اپنے والد کو دیکھتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے تو بچے کو ایک روح آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول الله! اگر چہ بچہ تین سو ساٹھ مرتبہ بھی دیکھے۔ فرمایا الله تعالیٰ اس سے بڑا ہے۔(7)

امام بیہقی رحمہ الله نے حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: والد کو دیکھنا عبادت ہے اور کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے، قرآن کریم کو دیکھنا عبادت ہے، اپنے بھائی کو الله کی رضا کے لیے محبت سے دیکھنا عبادت ہے۔(8)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی والدہ کی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 183، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 184

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 185 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 186

7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 187

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ یہ عمل اس کے لیے آگ سے حجاب ہوگا۔ امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(1)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا پھر اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔(2)

امام بیہقی نے حضرت ام ایمن سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اہل بیت کو وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے۔ اگرچہ تمہیں جلایا جائے۔ اپنے رب کی اور اپنے والدین کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تمہیں ہر چیز چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیں تو تم نکل جاؤ۔ جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔ شراب سے بچو کیونکہ یہ ہر (برائی) کی چابی ہے، گناہ سے اجتناب کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اپنے گھر والوں سے کسی معاملہ میں جھگڑا نہ کرنا اگرچہ تو دیکھے کہ تو حق پر ہے، میدان سے کبھی نہ بھاگنا اگرچہ لوگوں پر موت طاری ہو رہی ہو اور تو ان کے درمیان ہو، ثابت قدم رہنا، اپنے گھر پر اپنی وسعت گنجائش کے مطابق خرچ کرنا، اپنے گھر والوں پر ڈنڈا کبھی نہ اٹھانا اور اللہ کی رضا کے لیے ان پر تخفیف کرنا۔(3)

امام احمد، بخاری (نے الادب الفرد میں) ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! کیا میرے والدین کے وصال فرمانے کے بعد مجھ پر ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت باقی ہے کہ میں ان سے حسن سلوک کروں؟ فرمایا ہاں۔ وہ چار خصال ہیں۔ ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے عہد کو پورا کرنا، ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان لوگوں سے صلہ رحمی کرنا جن کے ساتھ تمہارا رشتہ تمہارے والدین کی طرف سے ہے۔(4)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان باپ کے وصال کے بعد اپنے باپ کے اہل سے محبت اور صلہ رحمی کا مظاہرہ کرے۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! یہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ اس شخص سے تعلقات ختم نہ کر جو تیرے باپ سے اپنا ناطہ جوڑتا تھا ورنہ تیرا نور اس عمل سے بجھ جائے گا۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت محمد بن طلحہ عن عبد الرحمٰن ابی بکر صدیق کے طریق سے روایت فرمایا ہے کہ ابوبکر الصدیق

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 187، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 188 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199 5۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 124، مطبعۃ المدنی

رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عربی ساتھی سے کہا جس کا نام عفیر تھا۔ اے عفیر! تو نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کے بارے میں کیسے سنا ہے؟ اس نے کہا: میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ محبت میں میراث چلتی ہے اور عداوت بھی اسی طرح ہوتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، حاکم اور بیہقی نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ والدین کا نافرمان، حرامی، ہمیشہ شراب پینے والا اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، زنا کی اولاد، ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا اور وہ شخص ذات رحم (محرمہ) سے بدکاری کرتا ہے (یہ سب) جنت میں داخل نہ ہوں گے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت طلق بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر میں اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پاؤں جب کہ میں عشاء کی نماز میں ہوں اور میں سورۂ فاتحہ پڑھ چکا ہوں پھر وہ مجھے یا محمد کہہ کر پکاریں تو میں ان کو لبیک کے ساتھ جواب دوں۔ بیہقی نے اسی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اللیث بن سعد حدثنی یزید بن حوشب الفہری عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر جریج راہب فقیہ اور عالم ہوتا تو جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے والدہ کو جواب دینا افضل ہے۔ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تجھے تمہاری والدہ بلائے جب کہ تم نماز میں ہو تو اس کو جواب دے اور جب تجھے باپ بلائے تو اسے جواب نہ دے حتی کہ تو نماز سے فارغ ہو جائے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تیری والدہ تجھے بلائے جب کہ تم نماز میں ہو تو اس کی بات کا جواب دو اور جب تیرا باپ تجھے بلائے تو جواب نہ دو۔

احمد اور بیہقی نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کس ایک کو پایا پھر اس کے بعد وہ دوزخ میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے بہت دور کر دے گا اور انہیں دھتکار دے گا۔(7)

امام احمد اور بیہقی نے سہل بن معاذ بن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر عنایت کرے گا اور نہ ان کو پاک اور صاف کرے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والا اپنی اولاد سے برأت کا اظہار کرنے والا وہ شخص جس پر کسی قوم نے احسان کیا پھر اس نے ان کی نعمتوں کی ناشکری کی اور ان سے بری ہو گیا۔(8)

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 191
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 192
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 195
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً (مفہوم) جلد 6، صفحہ 196
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 197

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہوگا، تصویریں بنانے والے اور وہ عالم جس کے علم سے نفع نہ اٹھایا گیا ہو۔(1)

امام حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، ذہبی نے حاکم پر اعتراض کیا ہے، بیہقی، طبرانی، الخرائطی رحمہم اللہ نے مساوی اخلاق میں حضرت بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ عن ابیہ عن جدہ ابی بکرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر گناہ کی سزا کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو قیامت تک مؤخر فرما دیتا ہے لیکن والدین کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے زندگی میں جلد سزا دے دیتا ہے، جو ریاکاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) اس کی ریاکاری لوگوں کے سامنے کرے گا اور جو شہرت کی خاطر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شہرت کرے گا (یعنی قیامت کے روز اسے رسوا کرے گا)۔(2)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار آدمیوں کا احترام کرنا سنت ہے عالم، بوڑھا، سلطان اور والا۔ یہ جفا ہے کہ انسان اپنے والد کو نام لے کر بلائے۔(3)

امام عبدالرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کتاب اللہ میں تم والدین کی نافرمانی کیا دیکھتے ہو؟ کعب نے فرمایا: جب وہ اس پر کوئی قسم اٹھائے تو اسے پورا نہ کرے، جب ان میں سے کوئی سوال کرے تو بیٹا عطا نہ کرے، جب والدین اسے امین بنائیں تو وہ خیانت کرے، یہ والدین کی نافرمانی ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: باپ کی بیٹے کے خلاف دعا، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا۔(5)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے محمد بن النعمان سے روایت کیا ہے وہ اس حدیث کو مرفوع روایت فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر جمعہ کو والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اللہ اسے بخش دے گا اور اسے نیکوکار لکھا جائے گا۔

بیہقی نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے والدین فوت ہو جائیں جب کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو۔ پھر ان کے وصال کے بعد وہ ان کے لیے دعا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیکوکاروں میں لکھ دیتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے اور وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو وہ اپنے والدین کے لیے دعا و استغفار کرتا رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے نیکوکار لکھ دے۔(7)

امام بیہقی نے الاوزاعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو اپنے والدین کی زندگی میں ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کا قرضہ ادا کر دے اگر ان پر قرضہ ہو، اس کے لیے استغفار کرے اور ان کو گالی گلوچ کے لیے پیش نہ کرے تو اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 197، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 198 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 201 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202 7۔ ایضاً

تعالیٰ اسے نیکو کار لکھ دیتا ہے اور جو اپنے والدین کی ان کی زندگی میں جو خدمت کرتا رہے پھر ان کا قرض ادا نہ کرے جب کہ ان پر قرضہ ہو اور نہ ان کے لیے استغفار کرے اور انہیں گالی گلوچ کے لیے پیش کرے تو اسے نافرمان لکھا جاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے لیے اپنے والدین کا مطیع ہوتا ہے اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک کا مطیع ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جو والدین کے بارے اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اگر ایک کا نافرمان ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا اگرچہ والدین بیٹے پر ظلم بھی کریں؟ فرمایا اگرچہ وہ ظلم بھی کریں، اگرچہ وہ ظلم بھی کریں، اگرچہ وہ ظلم بھی کریں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت المنذر بن محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرا باپ چھت پر رات گزارتا تھا جب کہ اپنی والدہ کو آرام پہنچاتا تھا جب کہ میرا چچا صبح تک نماز میں مصروف رہتا تھا۔ میرے باپ نے میرے چچا سے کہا۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میری رات کا عمل تیری رات کے عمل کے بدلے میں ہو۔(3)

امام ابن سعد اور احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: محمد بن المنکدر نے فرمایا: میرے بھائی عمر نے نماز پڑھتے ہوئے رات گزاری اور میں نے اپنی والدہ کے پاؤں دباتے ہوئے رات گزاری میں پسند نہیں کرتا کہ میری رات، اس کی رات کے بدلے ہو جائے۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنا رخسار زمین پر رکھتے تھے پھر اپنی والدہ سے کہتے تھے امی جان! اٹھو اور اپنا پاؤں مبارک میرے رخسار پر رکھو۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ وہ شخص مریض ہو گیا۔ ایک بیٹے نے دوسرے بھائیوں سے کہا اگر تم والد صاحب کی تیمارداری کرو تو تمہارے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہو گا اور اگر میں والد صاحب کی تیمارداری کروں گا تو میرے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہو گا، دوسرے بھائیوں نے کہا: تم والد صاحب کی تیمارداری کرو اور تمہارے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہو گا، وہ بیٹا والد صاحب کی تیمارداری کرتا رہا حتیٰ کہ والد صاحب کا وصال ہو گیا، اس بیٹے نے باپ کی میراث سے کچھ حصہ نہ لیا۔ اس بیٹے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ وہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو، اس نے نیند میں پوچھا کیا اس میں برکت ہو گی؟ کہا گیا نہیں۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنا خواب اپنی بیوی کو بتایا بیوی نے کہا وہ دینار لے لو کیونکہ اس کی برکت سے یہ ہو گا کہ تو لباس پہنے گا اس کے ساتھ اپنی معیشت درست کرے گا، اس جوان نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا۔ جب اگلی رات ہوئی تو اسے خواب میں کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو، اس نے پوچھا کیا ان میں برکت ہے؟ کہا گیا نہیں ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح اس نے بیوی کو خواب سنایا، بیوی نے پھر پہلے کی طرح مشورہ دیا لیکن اس نے وہ دینار لینے سے انکار کر

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 204، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 206　3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 207　4۔ ایضاً

دیا۔ پھر تیسری رات اس نے خواب دیکھا اور اسے کہا گیا فلاں جگہ آؤ اور ایک دینار لے لو۔ اس نے پوچھا کیا اس میں برکت ہے، کہا گیا ہاں اس میں برکت ہے، وہ گیا اور ایک دینار لے لیا، پھر وہ بازار گیا وہاں ایک شخص دو مچھلیاں اٹھائے ہوئے تھا، اس لڑکے نے پوچھا یہ مچھلیاں کتنے میں بیچو گے اس نے کہا ایک دینار میں، اس نے ایک دینار لے کر دونوں مچھلیاں لے لیں۔ وہ انہیں لے کر گھر گیا پھر ان کا پیٹ چیرا ان میں سے ہر ایک مچھلی کے پیٹ میں ایسا بے مثال موتی پایا جس کی مثل لوگوں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ بادشاہ نے ایسا خوبصورت موتی خریدنے کے لیے آدمی بھیجے تو وہ موتی صرف اس شخص کے پاس ہی پایا گیا، اس لڑکے نے وہ موتی تیس بوجھ خچر سونے کے بدلے بیچ دیا بادشاہ نے جب وہ موتی دیکھا تو کہا یہ اکیلا موتی اچھا نہیں لگے گا یہ جوڑا ہونا چاہیے، پس اس نے دوسرا موتی تلاش کرنے کا حکم دے دیا اگرچہ ڈبل قیمت میں ہی ملے بادشاہ کے کارندے اس لڑکے کے پاس آئے اور پوچھا کیا تیرے پاس اس جیسا کوئی دوسرا موتی ہے، ہم تجھے اس کی ڈبل قیمت دیں گے؟ اس نے کہا واقعی تم ڈبل قیمت دو گے؟ بادشاہ کے کارندوں نے کہا ہاں، پس انہوں نے دوہری قیمت دے کر وہ موتی لے لیا۔ (1)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابوموسیٰ اور ابو عامر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے فلاں عورت نے کون ہے؟ جس کو اس نام سے پکارا جاتا ہے؟ ابوموسیٰ وغیرہ نے کہا ہم اسے اپنے گھر میں چھوڑ کر آئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی بخشش کر دی گئی ہے، صحابہ کرام نے پوچھا کیوں یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا اس نے اپنی والدہ کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے، اس کی وجہ سے اس کی بخشش کی گئی ہے۔ فرمایا اس کی ایک بوڑھی والدہ تھی، ان کے پاس ڈرانے والا آیا اور بتایا کہ آج رات دشمن تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی قوم کے بڑے گروہ کے ساتھ مل جاؤ پس اس عورت کے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر وہ اپنی ماں کو سوار کرتی تو اس نے اپنی والدہ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا، جب تھک جاتی تو اسے اتار دیتی پھر اس نے اپنا پیٹ اپنی ماں کے پیٹ کے ساتھ ملا دیا اور اپنے پاؤں اپنی ماں کے پاؤں کے نیچے کر دیا کیونکہ سخت گرمی تھی۔ حتیٰ کہ وہ نجات پا گئی۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک جوان سامنے آیا۔ ہم نے کہا کاش! یہ نوجوان اپنی جوانی اور قوت ونشاط اللہ کے راستہ میں صرف کرتا، نبی کریم ﷺ نے ہماری بات سن لی، فرمایا صرف وہ شخص جہاد میں نہیں ہوتا جو جنگ کرتا ہے بلکہ جو اپنی والدین کی خدمت کی کوشش کرتا ہے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے اور جو اپنے اہل وعیال کے لیے محنت کرتا ہے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے اور جو اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کے خاوند کا۔ میں نے پوچھا مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے فرمایا اس کی ماں کا۔ (3)

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 208، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 193 (7338)، دارالکتب العلمیہ بیروت

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، پھر اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے۔ والدین کے نافرمان پر اللہ کی لعنت ہے اور جو زمین پر لگائی گئی ہر علامت توڑتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (1)

امام حاکم، انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جب کہ ذہبی رحمہما اللہ نے ضعیف کہا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا، تم لوگوں کی عورتوں سے پاک دامن رہو، تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے آباء کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور جس کے پاس اس کا بھائی آئے تو اسے اس کی بات قبول کرنی چاہیے خواہ وہ حق پر ہو یا غلط ہو، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو وہ حوض پر وارد نہ ہوگا۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اپنے آباء کے ساتھ نیکی کرو۔

امام احمد، حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے شرک سے ہجرت کی ہے لیکن جہاد باقی ہے۔ کیا یمن میں تیرا کوئی رشتہ دار باقی ہے؟ اس نے عرض کی میرے والدین ہیں؟ فرمایا: کیا انہوں نے تجھے جہاد کی اجازت دی ہے؟ اس نے کہا نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو واپس جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ تجھے اجازت دیں تو تیرے لیے جہاد کرنا جائز ہوگا ورنہ تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کر۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا یا رب! تو مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ اس کے بعد کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنی والدہ سے حسن سلوک کر۔ پھر عرض کی اس کے بعد کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنی والدہ سے حسن سلوک کر۔ وہب فرماتے ہیں: والدین کے ساتھ حسن سلوک عمر میں اضافہ کرتا ہے اور والدہ کے ساتھ نیکی اصل کو پیدا کرتی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے پاس ایک شخص کو دیکھا تو اس کے مقام و مرتبہ پر رشک کرنے لگے، اس کے متعلق پوچھا تو فرشتوں نے کہا: ہم تجھے اس کے عمل کے متعلق بتاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو عطا فرمایا تھا اس پر یہ ان سے حسد نہیں کرتا تھا، نہ یہ چغلی کھاتا تھا نہ وہ اپنے والدین کا نافرمان تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا رب! اپنے والدین کا نافرمان کون ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جوان کو گالی گلوچ کے لیے پیش کرتا ہے حتی کہ انہیں گالی دی جاتی ہے۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 169 (7254)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 170 (7258)

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 114 (2501)

کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیوی میرے چچا کی بیٹی ہے، میں اس سے محبت کرتا ہوں اور میری والدہ مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ ابو درداء نے کہا میں تجھے اسے طلاق دینے کا حکم نہیں دیتا اور نہ میں تجھے والدہ کی نافرمانی کا حکم دیتا ہوں لیکن میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا والدہ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی والا دروازہ ہے، اگر تو چاہے تو اسے پکڑے رکھ، اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

ابن ابی شیبہ نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ماں کے لیے تین بار حسن سلوک کا حکم ہے اور باپ کے لیے ایک بار۔ (1)

امام احمد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والے اور تقدیر کو جھٹلانے والا داخل نہ ہوگا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک جہاد کے قائم مقام ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا: والد کا بیٹے پر کیا حق ہے؟ فرمایا اگر تو (اس کے حکم پر) اپنے اہل اور مال کو چھوڑ کر نکل جائے تو بھی تو نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ (4)

ابن ابی شیبہ اور ہناد نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سائے ڈھل ہو جائیں اور روحوں کو آرام مل جائے تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرو کیونکہ وہ اوابین کی گھڑی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے اواب کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ جو گناہ کرتا ہے پھر استغفار کرتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے، پھر استغفار کرتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے، پھر استغفار کرتا ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اواب وہ ہوتا ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے پھر ان سے (توبہ) واستغفار کرتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾

"اور دیا کرو رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو بھی اور فضول خرچی نہ کیا کرو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اگر (بوجہ تنگ دستی) تجھے ان سے منہ پھیرنا پڑے اور تم اپنے رب کی رحمت (یعنی خوشحالی) کے متلاشی ہو جس کی تمہیں توقع ہے تو (اس اثناء میں)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 218 (25401)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 441، دار صادر بیروت 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 219 (25406) 4۔ ایضاً (25413)

ان سے بات کرو تو بڑی نرمی سے کرو۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب انسان کے پاس مال و دولت ہو تو کیا کرے اور جب مال نہ ہو تو کیا طرز معاشرت اپنائے۔ فرمایا اگر تمہارے رشتہ دار وغیرہ تجھ سے سوال کریں اور تیرے پاس کچھ نہ ہو اور تجھے اللہ تعالیٰ سے رزق ملنے کا انتظار ہو تو ان شاء اللہ کہہ کر ان سے وعدہ کرو۔ سفیان فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعدہ بھی قرض ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ قریبی رشتہ دار سے تعلقات قائم کرو، مسکین کو کھانا کھلاؤ اور مسافر سے احسان کرو۔(1)

امام ابن جریر نے علی بن الحسین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شامی شخص سے فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ امام ابن جریر نے حضرت علی بن حسین نے فرمایا کیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل پڑھی ہے: وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ؟ اس نے کہا کیا قرابت سے مراد تم اہل بیت ہو جن کے حق کی ادائیگی کا اللہ نے حکم دیا ہے؟ حضرت علی بن حسین نے کہا ہاں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی عبد المطلب کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کرنے کے لیے آتے تھے، جب وہ آپ کے پاس کچھ پالیتے تو آپ انہیں عطا فرمادیتے اور اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ خاموش رہتے انہیں ہاں اور نہ کچھ نہ فرماتے۔ الْقُرْبٰى سے مراد بنی عبد المطلب کے قربی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تو ان کا حق ادا کر اگر تھوڑا ہی ہو اور اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو انہیں خیر کی بات کہہ۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے حقوق میں سے جو اہم ترین حق تھا اس کا حکم دیا اور انسان کی افضل عمل پر راہنمائی فرمائی جب کہ اس کے پاس مال موجود ہو۔ پھر اس بات کی تعلیم دی کہ جب انسان کے پاس کچھ نہ ہو تو کیا کہے یعنی ان سے اچھے انداز میں وعدہ کرے گویا کہ اس نے اسے عطا ہی کر دیا اور ان شاء اللہ کہہ کر ان سے وعدہ کر کے اپنا ہاتھ اپنی گردن میں بندھا ہوا نہ بنالو کہ کسی کو کچھ عطا ہی نہ کرو اور نہ بالکل ہاتھ کشادہ کرو کہ جو پاس موجود ہو سب عطا کر دو، ورنہ تم بیٹھ جاؤ گے ملامت کیے ہوئے درماندہ۔ جو تیرے بعد آئے گا وہ تجھے ملامت کرے گا اور وہ تیرے پاس کچھ نہیں پائے گا اور جس کو تو عطا کرے گا وہ بھی تجھ سے اصرار کرے گا۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت کلیب بن منفعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے دادا نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون میرے حسن سلوک کا زیادہ حق دار ہے؟ فرمایا تیری والدہ، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ الادب المفرد، باب صلۃ الرحم، جلد 1، صفحہ 137 (51) مطبعۃ المدنی القاہرہ

بھائی اور تیرا غلام جو تیرے پاس رہتا ہے، یہ واجب حق ہے اور رشتہ ہے جس کے جوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔(1)

امام احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مقدام بن معدیکرب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے پھر تمہیں اپنے آباء کے بارے میں وصیت کرتا ہے پھر جو قریبی ہے، پھر جو اس کے بعد قریبی ہے۔(2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو آدمی اپنے اوپر اور اپنے اہل کے اوپر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں اس کو اجر عطا فرماتا ہے اور اپنے اہل وعیال سے (خرچ کا) آغاز کرو پھر اگر مال بچے تو جو زیادہ قریبی ہو اسے دو پھر جو اس کے بعد قریبی ہو اسے دو اور اگر مزید بچے تو لے لو۔(3)

امام بخاری نے الادب میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے نسبوں کی حفاظت کرو اپنے رشتہ داروں سے تعلق قائم کرو۔ رشتہ کے لیے کوئی دوری نہیں ہے جب اسے قریب کیا جائے اگرچہ وہ بہت دور کا رشتہ بھی ہو۔ اور رشتہ کے لیے قرب نہیں ہوتا جو دور کر دیا گیا ہو اگرچہ وہ قریبی رشتہ ہی کیوں نہ ہو قیامت کے روز ہر شخص کے سامنے اس کا رشتہ آئے گا اس کے لیے صلہ (تعلق جوڑنے) کی گواہی دے گا اگر اس نے رشتہ دار سے صلہ رحمی کی ہو گی اور قطع رحمی کی گواہی دے گا اگر اس نے قطع رحمی کی ہو گی۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک خوش حال آدمی ہوں، میری ماں، باپ، بہن، بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ (رشتہ دار) ہیں میری صلہ رحمی کا زیادہ حق دار کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی پھر جو تیرا زیادہ قریبی ہے (اس کے بعد) جو زیادہ قریبی ہے۔(5)

امام احمد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابورمثہ التیمی تیم الرباب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ یہ خطبہ دے رہے تھے۔ عطا کرنے والا ہاتھ بلند ہے تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی پھر جو قریبی ہے پھر جو اس کے قریب ہے۔(6)

امام طبرانی، حاکم، شیرازی (نے القاب میں) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک قوم کے گھروں کو آباد فرماتا ہے اور ان کے اموال میں کثرت پیدا فرماتا ہے اور ان کی طرف کبھی غضب کی نظر سے نہیں دیکھا جب سے انہیں پیدا فرمایا پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ان کی ایک دوسرے سے صلہ رحمی کی وجہ سے۔(7)

1۔الادب، المفرد، باب صلۃ الرحم، جلد 1، صفحہ 130 (47) مطبعۃ السلفی القاہرہ 2۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 150 (60)
3۔ایضاً، خ جلد 1، صفحہ 52-151 (62) 4۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 164 (73)
5۔شعب الایمان، باب فی برالوالدین، جلد 6، صفحہ 181 (7842)، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ایضاً، (7844) 7۔ایضاً، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 225 (7967)

امام بیہقی، ابن عدی، ابن لال نے مکارم الاخلاق میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گھر والے جب ایک دوسرے سے صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رزق کو جاری فرما دیتا ہے اور وہ رحمن کے سایہ میں ہوتے ہیں۔(1)

امام بیہقی، ابن جریر، الخرائطی رحمہم اللہ نے مکارم اخلاق میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ جلدی ثواب جس اطاعت پر ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے حتی کہ کسی گھر والے فجار و گناہگار ہوتے ہیں پھر ان کے مال بڑھتے ہیں، ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جب وہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور جس گناہ پر سزا جلدی ملتی ہے وہ بدکاری اور جھوٹی قسم ہے اس سے مال چلا جاتا ہے، رحم بانجھ ہو جاتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ثعلبہ بن زہدم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے عطا کرنے کا ہاتھ بلند ہوتا ہے اور سوالی کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے، اپنے اہل وعیال سے صدقہ شروع کرو (یعنی) اپنی ماں، اپنا باپ، اپنی بہن، اپنا بھائی پھر جو قریبی ہے اس کے بعد جو قریبی ہے۔(3)

امام البزار، ابویعلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت **وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ** نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں فدک کا باغ عطا فرمایا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب **وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ** کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کو فدک کی زمین عطا فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عطا کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ کیسے عطا کرے اور کس سے عطا کا آغاز کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ**، پس اللہ تعالیٰ نے قریبی رشتہ داروں سے عطا کے آغاز کا حکم دیا، پھر مسکین مسافر اور اس کے بعد دوسروں کو عطا کرنے کا حکم دیا فرمایا **لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا** اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا سارا مال نہ دے دو ورنہ تم خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ جاؤ گے **وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ** یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو اس طرح نہ روکو کہ تم کسی کو کچھ عطا ہی نہ کرو **وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ** پھر فرمایا کہ ہاتھ بالکل ہی کشادہ نہ کردو مگر وہ عطا کرو جو تمہیں بتایا گیا ہے **اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ** اگر بوجہ تنگ دستی ان سے منہ پھیر لو تو انہیں اچھی بات کہو مثلاً شاید تمہیں مل جائے، امید ہے تمہیں مل جائے گا۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرا بہت سا مال ہے اور میری آل اولاد بھی موجود ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کیسے خرچ کروں اور کیسے تصرف کروں؟ فرمایا پہلے تو فرضی زکوٰۃ ادا کر کیونکہ یہ تجھے پاک کرے گی، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر۔ سائل کا حق پہچان، پڑوسی اور مسکین کا حق

1۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 225 (7968)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 226 (7971)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 427 (10694)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 583 (1405)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پہچان۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ میرے لیے مختصر انداز میں یہ احکام بیان فرمائیں تو آپ ﷺ نے یہ تلاوت فرمائی وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ...... الآیہ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ کافی ہے۔(1)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری نے الادب المفرد میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تَبْذِيْرًا کا مطلب یہ ہے مال کو ناحق جگہ میں صرف کرنا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم محمد ﷺ کے اصحاب یہ کہتے تھے کہ تَبْذِيْرًا ناحق جگہ پر مال خرچ کرنا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، بخاری الادب المفرد میں، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْمُبَذِّرِيْنَ وہ لوگ ہیں جو اپنا مال ناحق جگہ پر حرچ کرتے ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا یعنی اپنا تمام مال نہ دے دو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسراف یہ ہے کہ انسان وہ پہنے، کھائے اور پیے جو اس کے پاس نہ ہو اور جو گنجائش کی حد سے تجاوز کرے وہ تَبْذِيْرًا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو تو نے اپنے اوپر اور اپنے اہل کے اوپر بغیر اسراف اور تَبْذِيْرًا کے خرچ کیا اور جو تو نے صدقہ کیا سب تیرے لیے باعث اجر ہے اور جو تو نے ریاء اور شہرت کی خاطر خرچ کیا وہ شیطان کا حصہ ہے۔(5)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مدینہ قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریاں طلب کرتے ہوئے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ'' میں نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ (التوبہ: 92) پس وہ لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی آنکھیں بہا رہی ہوتی ہیں آنسو۔ فرمایا الرحمة سے مراد مال فے ہے۔

امام ابن جریر نے الخراسانی کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے: اِبْتِغَآءَ رَحْمَةٍ سے مراد رزق ہے۔(6)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا سے مراد اللہ سے رزق کی انتظار ہے۔(7)

امام ابن جریر نے الضحاک سے اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تم کوئی ایسی چیز نہ پاؤ جو تم انہیں عطا کرو تو اپنے رب کے رزق کا انتظار کرو۔ یہ آیت ان مساکین کے حق میں نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے تھے۔(8)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 393 (3374)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت   3۔ ایضاً   4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، باب فی الاقتصاد فی النفقہ، جلد 5، صفحہ 251 (6548)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 88   7۔ ایضاً   8۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ تم ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔ مثلاً یوں کہو ان شاء اللہ مال آئے گا تو ضرور پیش کروں گا۔ ہم ان شاء اللہ مال حاصل کریں گے تو ضرور عطا کریں گے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ تم انہیں کہو کہ ہاں آج تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، اگر ہمارے پاس مال آئے گا تو ہم تمہارا حق پہچان کر تمہیں پیش کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: انہیں خوبصورت بات کرو اللہ تعالیٰ (مثلاً) ہمیں اور تمہیں اپنی جناب سے رزق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا فرمائے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ تم ان سے وعدہ کرو، سفیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وعدہ دین ہے۔

وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

"اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے اردگرد اور نہ ہی اسے بالکل کشادہ کر دو ورنہ تم بیٹھ جاؤ گے ملامت کیے ہوئے درماندہ۔ بے شک آپ کا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) یقیناً وہ اپنے بندوں (کے حالات) سے خوب آگاہ ہے (اور انہیں) دیکھنے والا ہے"۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت یسار بن الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عراق سے کپڑا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت عطا فرمانے والے اور سخی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے درمیان وہ کپڑا تقسیم فرما دیا، پھر ایک عرب قوم کو کپڑا پہنچنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کیا ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال نہ کریں؟ (وہ آئے تو) انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا تقسیم فرما چکے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً الخ، مَغْلُوْلَةً کا معنی مَحْبُوْسَةً (بندھا ہوا) ہے۔ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ الخ اور نہ بالکل کشادہ کر دو ورنہ لوگ تجھے ملامت کریں گے مَّحْسُوْرًا کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت المنہال بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک عورت نے اپنا بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ تم جا کر حضور کی بارگاہ میں عرض کرو کہ مجھے کپڑا پہناؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے سے فرمایا کہ اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بچہ ماں کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب لے کر آیا تو اس کی ماں نے کہا تو دوبارہ جا کر عرض کر کہ مجھے اپنی قمیص پہنا دو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ کر آئے اور اپنی قمیص اتار کر اسے عطا فرما دی۔ اس وقت یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 89

آیت نازل ہوئی وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! میری والدہ آپ سے فلاں فلاں چیز کا سوال کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا آج تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر اس بچے نے کہا امی کہہ رہی ہے آپ مجھے اپنی قمیص پہنا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر اسے عطا فرما دی اور خود بغیر قمیص کے گھر میں بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو فرمایا: جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو اسے خرچ کر دیا کرو۔ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی حضور! پھر تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً الخ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ بخل نہ کرو۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نہ تو خرچ میں تنگی اور کنجوسی کرو اور نہ بالکل کشادہ کرو، یعنی اسراف سے کام نہ لو ورنہ تم خود ایک دن اپنے مال کے ختم ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرو گے مَّحْسُوْرًا جس کا تمام مال ختم ہو گیا ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسراف اور بخل سے منع فرمایا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ تو لوگوں کے سامنے ملامت کیا ہوا اور مال سے خالی ہاتھ ہوگا۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ اس جملہ کا کیا مطلب ہے تو ابن عباس نے فرمایا: نادم اور شرمندہ ہو جائے گا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

مَا فَادِمِنْ مُنَى يَمُوْتُ جَوَادُهُمْ اِلَّا تَرَكْتَ جَوَادُهُم مَحْسُوْرًا

''وہ خواہشات کو حاصل نہیں کر پاتے جن کے گھوڑے مرجاتے ہیں مگر یہ ان کے گھوڑے انہیں شرمندہ کر کے چھوڑتے ہیں''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معیشت میں نرمی (میانہ روی) تجارت کے سکون سے بہتر ہے۔(3)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی سمجھ اور دانش میں سے ہے کہ وہ اپنی معیشت کی اصلاح کرے۔ فرمایا یہ تمہاری دنیا سے محبت شمار نہیں ہوگی کہ تم وہ چیز طلب کرو جو تمہاری اصلاح کا باعث ہو۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقہ، جلد 5، صفحہ 253 (6562)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 254 (6563)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دانش میں سے ہے کہ تو اپنی معیشت میں نرمی کر۔(1)

بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ میں میانہ روی معیشت کا نصف ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کبھی محتاج نہیں ہوا جس نے میانہ روی اختیار کی۔(3)

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کم آمدنی کے ساتھ حسن تدبیر بہتر ہے اس غنا سے جس میں اسراف ہو۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: امور میں سے بہتر درمیانہ امر ہے۔(6)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تدبر معیشت کا نصف ہے اور (لوگوں سے) دوستی کرنا نصف عقل ہے۔(7)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں سے دوستی کرنا نصف عقل ہے اور حسن سوال نصف علم ہے اور معیشت میں میانہ روی تجھ سے نصف مشقت دور کردے گی۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پھر ہمیں بتایا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے۔ فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دی کہ اگر وہ اپنے بندوں پر رزق کے خزانے کھول دے، تب بھی اس پر کچھ بوجھ نہیں ہے۔ لیکن اس نے ان کو دیکھتے ہوئے فرمایا وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (الشوری) ابن زید فرماتے ہیں جب عربوں کو شادابی نصیب ہوتی اور خوشحالی کا دور آتا تو ایک دوسرے کو قیدی بناتے، قتل وغارت کرتے اور فساد مچاتے۔ لیکن جس سال قحط ہوتا تو ایسے مشاغل سے باز رہتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی کیفیت ملاحظہ فرماتا ہے۔ اگر اس کے لیے غنا بہتر ہوتا ہے تو اسے غنی کر دیتا ہے اور اگر اس کے لیے فقر وغربت بہتر ہوتی ہے تو اسے تنگ دست رکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک کے لیے اللہ تعالیٰ روزی کشادہ فرماتا ہے اس کے لیے خفیہ تدبیر فرمانے کے لیے اور دوسرے کے لیے روزی کم کرتا ہے اس کو دیکھنے کے لیے کہ یہ صبر کرتا ہے یا نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں جہاں بھی يَقْدِرُ استعمال ہوا ہے، اس کا معنی یقلل ہے (یعنی کم کرتا ہے)۔

1۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقہ، جلد 5، صفحہ 254 (6565)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 255 (6568)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 255 (6569)
4۔ ایضاً (6570)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 258 (6586)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 261 (6601)
7۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 75 (2421)، عن علی رضی اللہ عنہ، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱

''اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے، ہم ہی رزق دیتے ہیں انہیں بھی اور تمہیں بھی۔ بلاشبہ اولاد کو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بھوک اور افلاس کے خوف سے اپنی بچیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے نصیحت فرمائی اور انہیں بتایا کہ ان کا رزق اور ان کی اولاد کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اور اس آیت میں خِطْاً كَبِيْرًا سے مراد بڑا گناہ ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِمْلَاقٍ کا معنی فقر و فاقہ ہے۔(2)

الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ کا مفہوم بتائیں تو ابن عباس نے فرمایا: افلاس کا خدشہ۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

وَاِنِّیْ عَلَی الْاِمْلَاقِ یَا قَوْمِ مَاجِدٌ ... اُعِدُّ لِاَضْیَافِی الشِّوَاءَ الْمُطَهَّبَا

''اے میری قوم میں افلاس کے باوجود عزت دار ہوں، میں اپنے مہمانوں کے لیے بھونا ہوا گوشت تیار کرتا ہوں''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خِطْاً کا معنی خَطِیْئَۃً روایت کیا ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں خِطْاً كَبِيْرًا پڑھا ہے یعنی خطاً کو مہموز پڑھا ہے اور یہی درست ہے۔

امام احمد اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ان بچیوں کی صحیح دیکھ بھال کرے تو وہ میرے ساتھ اس طرح جنت میں ہوگا۔ اپنی چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔(4)

امام احمد اور ابن منیع نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی کفالت کرتا ہو، ان پر رحم کرتا ہو اور ان کے اخراجات برداشت کرتا ہو تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بچیاں ہو تو پھر؟ فرمایا اگر دو ہوں (اس کے لیے بھی یہی خوش خبری ہے)

امام احمد اور ترمذی نے ابو سعید الخدری سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ان سے حسن سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(5)

امام احمد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے سراقہ! کیا میں تمہاری عظیم صدقہ کی طرف راہنمائی نہ کروں، سراقہ نے کہا حضور! ضرور کرم فرمائیے۔ فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 94

4۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 223 (3435)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 175، دار صادر بیروت

تیری وہ بیٹی جو تیری طرف لوٹائی گئی ہے اور تیرے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ⑫

''اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت حدود نہ تھیں، سورۂ نور میں اس کے بعد حدود نازل ہوئیں۔

امام ابویعلی اور ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو اس طرح پڑھا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا اِلَّا مَنْ تَابَ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ ابی بن کعب کے پاس آئے اور اس قرأت کی وجہ پوچھی۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا: یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی ہے اور تیرے لیے کوئی عمل نہیں ہے مگر یہ کہ بقیع کی طرف چلے جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الحسن نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، بندۂ مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب زنا کرتا ہے اور کسی سے مال مومن ہونے کی حالت میں نہیں چھینتا جب وہ کسی کا مال چھینتا ہے اور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے اور مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے اور وہ مال غنیمت میں خیانت مومن ہونے کی حالت میں نہیں کرتا جب وہ خیانت کرتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ کی قسم ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ایمان کی حالت میں ایسی برائیاں کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص ان برائیوں میں سے کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل سے ایمان سلب کر لیا جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے اور شرابی مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے اور وہ مومن ہونے کی حالت میں اعلانیہ طور پر مال نہیں چھینتا جب کہ مومن اس کی طرف آنکھیں اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔(1)

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ اس پر چھتری کی مانند ہوتا ہے، جب وہ اس برائی سے دور ہو جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس آ جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایمان نور ہے جو زنا

1۔ صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ، جلد 2، صفحہ 536، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 352 (5364)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتا ہے ایمان اس سے جدا ہو جاتا ہے پس جو اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور واپس آ جاتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے۔(1)

امام بیہقی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان لباس میں سے ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پہناتا ہے۔ جب بندہ بدکاری کرتا ہے تو اس سے ایمان کا لباس اتار لیتا ہے۔ اگر پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو ایمان کا لباس لوٹا دیتا ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے ابو ہریرہ سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ''لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَمُؤْمِنٌ'' کا مطلب پوچھا کہ اس کا ایمان کہاں ہوتا ہے؟ ابو ہریرہ نے اپنے سر کے اوپر ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: اس کے اوپر اس طرح ہوتا ہے پھر اگر توبہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔(3)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے نام عربوں کے اسماء سے رکھتے تھے مثلاً عکرمہ، سمیع، کریب وغیرہ اور انہیں فرماتے نکاح کرو کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اس سے نور ایمان سلب کر لیا جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نور ایمان واپس کر دیتا ہے یا اسے اپنے پاس روک لیتا ہے۔(4)

امام بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے جوانو! اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو اور زنا نہ کرو، خبردار جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی شرم گاہ کو محفوظ رکھا وہ جنت میں داخل ہوا۔(5)

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی شہر میں زنا اور ربا (سود) عام ہو جاتا ہے تو وہ اپنے اوپر کتاب اللہ کے موجب عذاب کو خود اتارتے ہیں۔(6)

امام طبرانی، حاکم، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا فقر و تنگ دستی کا موجب بنتا ہے۔(7)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم عہد توڑتی ہے ان میں قتل پھیل جاتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ موت کو مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان سے بارش روک لیتا ہے۔(8)

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت الہیثم بن مالک الطائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شرک کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنا نطفہ ایسے رحم میں ڈالے جو اس کے لیے حلال نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ

1۔شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 352 (5365)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً (5366)

3۔ایضاً (5367) 4۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 353 (5368)

5۔ایضاً (5369) 6۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 363 (5416) 7۔ایضاً (5418)

8۔مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 136 (2577)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قحط میں مبتلا کیے جاتے ہیں اور جس قوم میں رشوت پھیل جاتی ہے ان پر رعب طاری کر دیا جاتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نور ایمان سلب کر لیتا ہے پھر اگر چاہتا ہے تو لوٹا دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اسے روک لیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی، مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے، وہ مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے اور وہ مومن ہونے کی حالت میں قتل نہیں کرتا۔ جب وہ ان برائیوں میں سے کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے نور ایمان سلب کر لیتا ہے جس طرح اس سے قمیص اتاری جاتی ہے پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔(1)

امام احمد، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین شخصوں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرم سے دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر محتاج۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ زانی، مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے اور وہ مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت پر اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں پر عورتوں سے زیادہ نقصان دہ ہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے لوگوں کا کفر بھی عورتوں کی طرف سے تھا اور آئندہ آنے والے لوگوں کا کفر بھی عورتوں کی طرف سے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز زناکار اپنی شرم گاہوں کی بدبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کے زیادہ گناہ عورتوں کی وجہ سے ہوں گے۔

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

1۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 87، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 360 (5405)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 351 (5363) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 361 (5410)

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

''اور نہ قتل کرو اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا مگر حق کے ساتھ اور جو قتل کیا جائے ناحق تو ہم نے مقتول کے وارث کو (قصاص کے مطالبہ کا) حق دے دیا ہے۔ پس اسے چاہیے کہ قتل میں اسراف نہ کرے، ضرور اس کی مدد کی جائے گی اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسے طریقہ سے جو (اس یتیم کے لیے) بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کیا کرو اپنے عہد کو، بے شک ان وعدوں کے بارے میں (تم سے) پوچھا جائے گا''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الخ کا ارشاد مکہ میں نازل ہوا جب کہ نبی کریم ﷺ وہاں ہی تھے قتل کے بارے میں سب سے پہلے قرآن میں یہی ارشاد نازل ہوا مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو دھوکہ سے قتل کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکین میں سے جو تمہارے کسی فرد کو قتل کرے تو اس کا قتل کرنا تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اس کے باپ، یا بھائی یا اس کے قبیلہ کے کسی فرد کو قتل کرو اگر چہ وہ مشرک ہی ہوں، اور تم صرف قاتل کو ہی قتل کرو۔ یہ حکم سورہ برأت کے نزول سے پہلے کا ہے اور مشرکین سے قتال کرنے کے حکم کے ملنے سے پہلے کا ہے فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ یعنی تم غیر قاتل کو قتل نہ کرو۔ آج بھی مسلمانوں کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ قتل کے بدلے صرف قاتل کو ہی قتل کریں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اس طرح تھے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کو قتل کرتا تو وہ راضی نہ ہوتے حتی کہ وہ قاتل کی قوم کے کسی شریف آدمی کو قتل کر دیتے۔ جب ان کا قاتل غیر شریف ہوتا تو وہ اپنے قاتل کو قتل نہ کرتے بلکہ دوسرے شخص کو قتل کرتے۔ پس انہیں نصیحت کی گی وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ سُلْطٰنًا سے مراد اللہ کی طرف سے دلیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی جسے مقتول کا ولی طلب کرتا ہے (یعنی) قصاص یا دیت۔ سلطان سے یہی مراد ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ قتل زیادہ نہ کرے۔

ابن المنذر نے ابوصالح کے طریق سے ابن عباس سے اسی جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ صرف قاتل کو ہی قتل کیا جائے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کا مثلہ کیا جائے گا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کے بدلے میں دو کو قتل نہیں کیا جائے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ جو کسی کو لوہے سے قتل کرے گا اسے لوہے سے قتل کیا جائے گا جو کسی کو لکڑی کے ساتھ قتل کرے گا اسے لکڑی کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ جو کسی کو پتھر کے ساتھ قتل کرے گا اسے پتھر کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا لکھ دیا ہے۔ پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ نافرمان لوگ اہل ایمان کو قتل کرنے والے ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں کا مثلہ نہ کرو۔(7)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ سلطان اس کی مدد کرے گا حتی کہ ظالم سے اسے انصاف لے کر دے گا اور جس نے خود بخود سلطان کی اجازت کے بغیر بدلہ لیا تو وہ مجرم اور مسرف ہے۔ اس نے زمانۂ جاہلیت کی حمیت کا عمل کیا اور وہ حکم الٰہی سے راضی نہ ہوا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الکسائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی بن کعب کی قرأت میں اس طرح تھا فَلَا تُسْرِفُوْا فِی الْقَتْلِ اِنَّ وَلِیَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 96، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 97

4۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، جلد 2، صفحہ 152، وزارت تعلیم اسلام آباد

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الایات، جلد 5، صفحہ 455 (27927)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 456 (27935) 7۔ ایضاً (27936)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ پیش آیا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تو تم جدا ہو جاؤ، اگر تم کسی بل میں ہو گئے تو تمہیں تلاش کر کے نکالا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری بات نہ مانی، اللہ کی قسم! تم پر امیر معاویہ کو امیر بنایا جائے گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔(1)

ابن جریر نے قتادہ سے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ یتیم بچوں کو مال، کھانے اور سواری میں شریک نہیں کرتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ (البقرہ:220)(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ تصور تھا کہ انسان سے سوال ہوگا پھر جنت میں داخل ہوگا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (آل عمران:77) ''بے شک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ کچھ حصہ نہیں ان کے لیے آخرت میں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عہد توڑنے والے سے عہد توڑنے کے متعلق اللہ تعالیٰ باز پرس فرمائے گا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے عہد کیا ہوگا وہ اس سے نہیں پوچھے گا (بلکہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین چیزیں نیک اور بدسب کو ادا کی جائیں، عہد بھی نیک و بدسب سے پورا کیا جائے گا پھر یہ آیت پڑھی: وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے بیعت کو توڑا وہ عمل اس کے اور جنت کے درمیان حجاب ہوگا، فرمایا یہ امت اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوگی۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

''اور پورا پورا ماپو جب تم کسی چیز کو ماپنے لگو اور تولو تو ایسے ترازو سے تولو جو بالکل درست ہو، یہی طریقہ بہتر ہے اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: جب تم کسی دوسرے کو ماپ کر دینے لگو تو پورا پورا ماپو۔ بِالْقِسْطَاسِ سے مراد میزان ہے، یہ رومی زبان کا لفظ ہے جو میزان کے لیے استعمال ہوتا ہے ذٰلِكَ خَيْرٌ یعنی ماپ اور تول پورا پورا کرنا، کمی کرنے سے بہتر ہے اور از روئے انجام کے بھی اچھا ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 320 (10613)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 98، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے۔ یہ ماپ اور تول پورا پورا کرنا بہتر ثواب اور بہتر انجام کا موجب ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی آدمی حرام پر قادر ہوتا ہے۔ پھر اسے خوف الٰہی کی وجہ سے ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں آخرت سے پہلے اسے خیر عطا فرماتا ہے جو اس کے لیے اس حرام سے بہتر ہوتی ہے۔(1)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِالْقِسْطَاسِ کا مطلب رومی زبان میں عدل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بِالْقِسْطَاسِ سے مراد عدل ہے۔

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بِالْقِسْطَاسِ کا معنی عدل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن سیر حمہ اللہ بِالْقِسْطَاسِ کا معنی الحدید (لوہا) روایت کیا ہے۔

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

''اور نہ پیروی کرو اس چیز کی جس کا تمہیں علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تم سے) پوچھا جائے گا''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے لَا تَقْفُ کا معنی لا تقل (تو نہ کہہ) روایت کیا ہے۔(3)

ابن جریر نے ابن عباس سے ایک معنی یہ روایت کیا ہے کہ کسی پر تو کوئی ایسا (بہتان) نہ لگا جس کا تجھے علم نہیں ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے الحنفیۃ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جھوٹ کی گواہی نہ دو۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یہ حکم جھوٹ کے بارے میں ہے۔ جس دن یہ آیت نازل ہوئی جھوٹ کے بارے میں کوئی حد موجود نہ تھی قیامت کے روز اس کے متعلق پرسش ہونی تھی پھر بخشش کی گئی حتی کہ جھوٹ (کی گواہی) کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ انسان کے اپنے کان اور آنکھیں اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

ابن جریر اور ابن المنذر رنے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تو یہ نہ کہہ کہ میں نے سنا ہے جب کہ تو نے سنا نہ ہو اور تو نہ کہہ کہ میں نے دیکھا ہے جب کہ تو نے دیکھا نہ ہو، اللہ تعالیٰ تجھ سے ان تمام چیزوں کے متعلق سوال کرے گا۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز کانوں سے پوچھا جائے گا کیا تم نے سنا، آنکھ سے پوچھا جائے گا کیا تو نے دیکھا، دل سے سوال بھی اسی طرح کا ہوگا۔ الفریابی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 100
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قیامت کے روز پوچھا جائے گا کیا اس عمر میں معاملہ تھا یا نہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بات پھیلائی جس سے وہ بری تھا تو اللہ پر حق ہے کہ اس افتراء باز کو قیامت کے روز آگ میں پگھلائے یہاں تک کہ وہ اپنی بات کا ثبوت پیش کرے۔

امام ابوداؤد اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے الصمت میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن کو منافق سے بچایا اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے روز اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا اور جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی بات کی جس سے وہ اسے عیب لگانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک لے گا حتیٰ کہ اپنی بات کا عذر پیش کرکے خلاصی حاصل کرے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۞

"اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے (اس طرح) نہ تم چیر سکتے ہو زمین کو اور نہ پہنچ سکتے ہو پہاڑوں کے برابر بلندی میں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تکبر اور فخر سے نہ چل کیونکہ تیری ایسی متکبرانہ چال تجھے پہاڑوں کے برابر بلندی تک نہیں پہنچا سکتی اور نہ تو اپنے فخر وتکبر کے ساتھ زمین کو چیر سکتا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب التواضع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت کے لوگ اکڑتے ہوئے چلیں گے اور ایران اور روم کے لوگ ان کے خادم بنیں گے تو اللہ تعالیٰ بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا (دوسری روایت میں اچھے اور برے لوگ حکومت کریں گے)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو تکبرانہ چال میں چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: شیطان کے بھائی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تکبر سے بچو انسان کا ہاتھ دوسرے تمام جسم کے بغیر منافقت کرتا ہے۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۞

"یہ سب (جن کا ذکر گزرا) ان میں سے ہر بری بات اللہ تعالیٰ کو (سخت) ناپسند ہے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ آیت پڑھتے تھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

اور فرماتے تھے کہ ان تمام برائیوں سے منع کیا گیا ہے۔

ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۳۹

”یہ ہدایات جنہیں بذریعہ وحی آپ کی طرف آپ کے رب نے بھیجا ہے دانائی کی باتوں میں سے ہیں اور (اے سننے والے!) نہ بنا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ تجھے پھینک دیا جائے گا جہنم میں اس حال میں کہ تمہیں ملامت کی جائے گی اور دھکے دیئے جائیں گے“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پوری تورات سورۂ بنی اسرائیل کی پندرہ آیتوں میں ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے ابن عباس سے مَّدْحُوْرًا کا معنی مَطْرُوْدًا (دھتکارا ہوا) روایت کیا ہے۔(1)

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ
لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝۴۰ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَ مَا
يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝۴۱ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا
لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝۴۲ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا
كَبِيْرًا ۝۴۳ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ
مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝۴۵ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ
يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ
وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝۴۶ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت

31B

يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۝

''پس کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے رب نے بیٹوں کے لیے اور (اپنے لیے) بنالیا ہے فرشتوں کو بیٹیاں (صد افسوس!) تم تو ایسی بات کہہ رہے ہو جو بہت سخت ہے اور بلاشبہ ہم نے مختلف انداز سے بار بار بیان کیا ہے (دلائل توحید کو) اس قرآن میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں (یا نہیمہ) سوائے نفرت کے ان میں کسی چیز کا اضافہ نہ ہوا آپ فرمائیے اگر ہوتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا جس طرح یہ کافر کہتے ہیں تو ان خداؤں نے (مل کر) تلاش کرلی ہوتی عرش کے مالک (پر غالب آنے کی) کوئی راہ۔ وہ پاک ہے اور بہت برتر و بالا ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پاکی بیان کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمان اور زمین اور جو چیز ان میں موجود ہے اور (اس کائنات میں) کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ بے شک وہ بہت بردبار بہت بخشنے والا ہے اور (اے محبوب!) جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کردیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے اور ہم ڈال دیتے ہیں ان کے دلوں پر پردہ تاکہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی (پیدا کردیتے ہیں) اور جب آپ ذکر کرتے ہیں صرف اپنے رب کا قرآن میں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں نفرت کرتے ہوئے۔ ہم خوب جانتے ہیں جس غرض کے لیے یہ سنتے ہیں اسے جب یہ کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اور (ہم خوب جانتے ہیں) جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں، اس وقت یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم نہیں پیروی کررہے مگر ایک ایسے آدمی کی جس پر جادو کردیا گیا ہے۔ دیکھئے (یہ گستاخ) کس طرح آپ کے لیے مثالیں بیان کرتے ہیں، پس (اس گستاخی کے باعث) وہ گمراہ ہوگئے، اب وہ سیدھے راستہ پر چل نہیں سکتے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے کہا: فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لَوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے تو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی فضیلت ان پر جان لیتے، پس وہ تلاش کرلیتے ایسا حیلہ جو انہیں اس کے قریب کرتا۔ بات اس طرح نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اگر اور خدا ہوتے تو وہ مل کر ذی العرش پر غلبہ کی راہ تلاش کرلیتے کہ کہاں ہیں کہ اس کی بادشاہی کو زائل کردیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبدالرحمٰن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 105، داراحیاء التراث العربی بیروت

بن قرط سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ معراج کی رات جب مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے تو جبرئیل آپ کی دائیں طرف تھے اور میکائیل بائیں طرف تھے۔ وہ آپ ﷺ کو بلند و بالا آسمانوں تک لے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو فرمایا میں نے بلند و بالا آسمانوں میں تسبیح کثیر کے ساتھ ایک اور تسبیح سنی، بلند و بالا آسمان نے ہیبت والی ذات کی وجہ سے ڈرتے ہوئے بلند مرتبہ ذات کی تسبیح بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند مرتبہ و بلند مقام ہے، اس کی ذات پاک اور بلند ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت لوط بن ابی لوط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آسمان دنیا کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّنَا الْاَعْلٰی ہے، دوسرے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی ہے، تیسرے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَهٗ وَبِحَمْدِهٖ ہے چوتھے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهٖ ہے پانچوں آسمان کی تسبیح سُبْحَانَ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے چھٹے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس ہے اور ساتویں آسمان کی تسبیح سُبْحَانَ الَّذِیْ مَلَاَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ عِزَّةً وَّ وَقَارًا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک آواز سنی: آسمان چرچرا رہا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا حضور ﷺ! آسمان کیوں چرچرا رہا ہے؟ فرمایا آسمان ٹوٹ رہا ہے اور اس کا ٹوٹنا حق بھی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں اس سجدہ کرنے والے کی پیشانی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر رہا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبح یعنی تاء کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں تمہیں سبحان اللہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ مخلوق کی نماز ہے۔ مخلوق کی تسبیح ہے۔ اس کی وجہ سے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ (1)

امام احمد، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نوح علیہ السلام پر جب وصال کا وقت آیا تو اپنے دو بیٹوں سے فرمایا: میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی صلاۃ ہے اور اس کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے فضائل الذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرغ کی آواز اس کی صلاۃ ہے اور اس کا پر مارنا اسکا سجدہ اور رکوع ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاِنْ مِّنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 107، داراحیاء التراث العربی بیروت

شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَہُوۡنَ تَسۡبِیۡحَہُمۡ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اک نداد ینے والا ندا کرتا ہے: اللہ کا ذکر کرو وہ تمہارا ذکر کرتا ہے، سب سے پہلے مرغ اسے سنتا ہے پس وہ اذان دیتا ہے، یہ اس کی تسبیح ہے۔

امام ابوالشیخ العظمہ میں، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانوروں کے چہروں پر نہ مارو، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: جانوروں کے چہروں پر نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: جانوروں کے چہروں پر نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام احمد نے معاذ بن انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو جانوروں کے اوپر بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان پر سوار ہو تو بھی مکمل طور پر اور ان کو چھوڑ دو تو بھی مکمل طور پر اور ان کو راستوں اور بازاروں میں باتیں کرنے کے لیے کرسیاں نہ بناؤ۔ کئی سواریاں اپنے سواروں سے بہتر ہوتی ہیں اور وہ سوار سے زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج بلند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے سوائے شیطان کے اور بنی آدم کے اغنیاء کے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر بندہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے، اللہ کی مخلوق میں سے ہر چیز تسبیح بیان کرتی ہے اللہ کا ارشاد ہے وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چیونٹیاں تسبیح بیان کرتی ہیں۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیائے کرام میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹا تو اس نبی نے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ایک چیونٹی کی وجہ سے امتوں میں سے ایک امت کو تو نے جلا دیا جو تسبیح بیان کرتی تھی۔(1)

امام نسائی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا: اس کا ٹرٹرانا (اس کی) تسبیح ہے۔(2)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کھیتی اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کا اجر کھیتی کے مالک کو ملتا ہے اور میل کہتی ہے: اگر تو مومن ہے تو پھر مجھے دھودے۔

ابن ابی حاتم نے ابوقبیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کھیتی تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کا ثواب کسان کے لیے ہوتا ہے۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، جلد 1، صفحہ 424، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ سنن دارمی، کتاب الاضاحی، جلد 2، صفحہ 15، دار المحاسن قاہرہ

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: گدھے اور کتے کے سوا ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ستون تسبیح بیان کرتا ہے اور درخت تسبیح بیان کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کوئی شخص اپنی سواری اور اپنے کپڑے کو عیب نہ لگائے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔(1)

ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور الخطیب نے ابوصالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دروازے کی آواز اس کی تسبیح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سمندر کی آواز اس کی تسبیح ہے اور اس کی امواج اس کی صلاۃ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کھانا تسبیح بیان کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک لمبے پروں والا کوالائے جو اپنے پر پھڑ پھڑا رہا تھا اور آپ نے فرمایا: جو شکار کیا گیا اور جو درخت کاٹا گیا اس کی تسبیح ضائع ہو گئی۔

امام ابن راہویہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت زہری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک لمبے پروں والا کوالے کر آئے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شکار کیا گیا اور جو کا درخت کاٹا گیا اور جو اس کی ٹہنی کاٹی گئی یہ سب کچھ تسبیح کی قلت کی وجہ سے ہوا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شکار نہیں کیا گیا، کوئی ٹہنی نہیں کاٹی گئی مگر تسبیح کے ضائع کرنے کی وجہ سے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان میں کوئی پرندہ شکار نہیں کیا جاتا اور پانی میں مچھلی شکار نہیں ہوتی حتی کہ اللہ نے جو اس پر تسبیح فرض کی ہوئی ہے وہ اسے چھوڑ دیتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی پرندہ اور کوئی مچھلی نہیں پکڑی جاتی مگر تسبیح کو ضائع کرنے کے باعث۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی تسبیح ضائع کرنے کی وجہ سے پرندے اور مچھلیاں شکار کیے جاتے ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تسبیح کے ضائع کرنے کی وجہ سے ہی خشکی اور سمندر میں پرندے شکار ہوتے ہیں۔

امام العقیلی نے الضعفاء میں ابوالشیخ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمام جانوروں کی عمریں، زمین کے کیڑے مکوڑے، چیونٹیاں، کیکڑے، مکڑیاں، گھوڑے، خچر اور تمام جانور، ان کی عمریں تسبیح کے سبب ہوتی ہیں۔ جب ان کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے۔ ان میں سے ملک الموت کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر چیز جو اصل اول میں ہوتی ہے اور فوت نہیں ہوتی مگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن شوذب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الحسن اپنے ساتھیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ کسی نے کہا یہ دسترخوان ابھی تسبیح بیان کر رہا تھا۔ حضرت الحسن نے فرمایا: یقیناً ہر چیز جو اپنی اصل پر ہوتی ہے وہ تسبیح کرتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کھانا تسبیح بیان کرتا ہے۔ (3)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مینڈک کو قتل نہ کرو کیونکہ آواز اس کی تسبیح ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور البیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام نے گمان کیا کہ جتنی تعریف اللہ تعالیٰ کی انہوں نے کی ہے اتنی اپنے خالق کی اور کسی نے نہیں کی، ایک فرشتہ نازل ہوا جب کہ آپ محراب میں بیٹھے تھے اور آپ کی ایک جانب پانی کا تالاب تھا، فرمایا اے داؤد! مینڈک کی آواز کو (غور سے سنو) اور سمجھو، حضرت داؤد علیہ السلام خاموش ہو گئے، مینڈک اللہ تعالیٰ کی ایسی مدح کر رہا تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی نہیں کی تھی، فرشتے نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کہا داؤد! کیسا پایا؟ کیا سمجھا ہے جو وہ کہہ رہا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہاں، پوچھا کیا کہہ رہا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یہ تسبیح پڑھ رہا تھا سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ مُنْتَهٰى عِلْمِكَ يَا رب! حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے منصب پر فائز فرمایا! میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی تسبیح نہیں کی۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت صدقہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرمایا: داؤد علیہ السلام اپنی محراب میں تھے۔ آپ نے ایک چھوٹا سا موتی دیکھا۔ آپ اس کی تخلیق میں غور کرنے لگے اور کہا: اللہ تعالیٰ کو اس کی تخلیق کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے اس موتی کو قوت گویائی عطا فرمائی، اس نے کہا: اے داؤد! کیا تم اپنے آپ پر فخر کر رہے ہو؟ مجھے جو اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا فرمائی ہے، میں اللہ کا ذکر کرتا ہوں اور تجھ سے زیادہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ (5)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہی آیت تورات میں ہزار آیت کی

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 418 (1695)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 300 (1571) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 107

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

مقدار کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پہاڑ تسبیح بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی درخت تسبیح بیان کرتے ہیں، فلاں چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، فلاں چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام احمد نے الزہد اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: داؤد علیہ السلام کا نام کتاب اللہ میں الاواح تھا۔ ایک دفعہ وہ چلے اور سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ انہوں نے سمندر کو مخاطب کر کے کہا میں بھاگنے والا ہوں۔ کہا اس طالب سے جس کا طلب کرنا دور نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے سمندر تو مجھے اپنا ایک قطرہ پانی بنا لے یا اپنے اندر رہنے والے جانوروں میں سے کوئی جانور بنا لے۔ سمندر نے کہا: اے اس طالب سے بھاگنے والے بندے جس کا طلب کرنا دور نہیں! واپس چلا جا جہاں سے آیا ہے، میرے اندر جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے، اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور اسے شمار کرتا ہے، میں تیری بات پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر حضرت داؤد علیہ السلام پہاڑ کے پاس آئے اور کہا: مجھے اپنے پتھروں میں سے ایک پتھر بنا لے یا اپنی مٹی میں سے مٹی بنا لے، یا اپنی چٹانوں میں سے ایک چٹان بنا لے یا اپنے جوف کی چیزوں میں سے کوئی چیز بنا لے۔ پہاڑ نے کہا: اے اس طالب سے بھاگنے والے بندے جس کا طلب کرنا دور نہیں! میرے اندر جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور اسے شمار کرتا ہے میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا پھر حضرت داؤد علیہ السلام ریت کے پاس آئے اور کہا اے ریت! مجھے اپنی مٹی میں سے مٹی بنا لے یا اپنی چٹان میں سے کوئی چٹان بنا لے یا اپنے اندر کی چیزوں میں سے کوئی چیز بنا لے۔ اللہ تعالیٰ نے ریت کی طرف الہام فرمایا کہ اسے جواب دے۔ ریت نے کہا: اس طالب سے بھاگنے والے بندے جس کا طلب کرنا دور نہیں تو جہاں سے آیا ہے وہاں لوٹ جا اور اپنا عمل دو طرح سے کر یا رغبت سے یا خوف سے، تیرا پروردگار جس طرح بھی قبول کرے پروانہ کر، حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور ایک گھڑی میں سمندر پر پہنچے، اس میں نماز پڑھی، آپ کو ایک مینڈک نے آواز دی: اے داؤد! تو نے یہ خیال کیا ہے کہ ایک ایسے وقت میں تو نے اللہ کی تسبیح کی ہے جس میں تیرے سوا اللہ تعالیٰ کا کسی نے ذکر نہیں کیا، میں ستر ہزار مینڈکوں کے درمیان ہوں، تمام کے تمام ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کر رہے ہیں۔

امام احمد اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے ایک رات صبح تک نماز پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو دل میں کچھ غرور سا پیدا ہوا، ایک مینڈک نے آواز دی اے داؤد! میں تم سے زیادہ عبادت کرتا ہوں تو نے تھوڑی سے اونگھ لی ہے (میں تو اونگھ بھی نہیں لیتا) (1)۔ ابوالشیخ نے العظمہ میں ابوہریرہ سے اور انہوں نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کوئی چیز اس سرخ کیڑے سے زیادہ تسبیح کرنے والی نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مٹی تسبیح بیان کرتی ہے جو اس کے ساتھ دیوار بنائی جاتی ہے تو وہ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم کمرے یا لکڑی یا دیوار سے آواز سنو (تو سمجھ لو) کہ وہ تسبیح بیان کر رہی ہے۔

1۔ کنز العمال، جلد 12، صفحہ 431، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہنڈیا پکا رہے تھے۔ انہوں نے ہنڈیا کے منہ پر کان لگایا تو وہ تسبیح بیان کر رہی تھی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن المغیرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مطرف جب گھر میں داخل ہوتے اور تسبیح بیان کرتے تو گھر کے ہر برتن بھی ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تم سے گھر میں موجود چیزوں کی تسبیح پوشیدہ نہ ہوتی تو تمہیں کبھی قرار نہ ملتا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مسعر سے روایت کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ تم سے اپنی مخلوق کی تسبیح پوشیدہ نہ رکھتا تو تمہیں سکون نہ ملتا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت الحسن سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں روح ہے وہ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: مخلوق کی صلاۃ اور تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے۔

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ برکت کے طور پر آیات کو شمار کرتے ہیں اور تم انہیں خوف کے طور پر شمار کرتے ہو۔ ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے پاس کچھ بچا ہوا پانی ہو تو تلاش کرو۔ پانی پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک برتن میں ڈالا پھر اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ پس پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے نکلنے لگا پھر فرمایا: مبارک پانی اور اللہ کی برکت کی طرف آؤ۔ ہم نے اس پانی سے پیا۔ عبداللہ فرماتے ہیں: جب اس پانی کو پیا جا رہا تھا ہم اس کی آواز اور اس کی تسبیح سنتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور کھاتے وقت ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثرید (شوربے میں روٹی بھگونا) کا کھانا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح بیان کرتا ہے صحابہ کرام نے عرض کی! یا رسول اللہ! آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں فرمایا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا: اس شخص کے پیالہ کو قریب کرو۔ اس نے اس شخص کے پیالہ کو قریب کیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم واقعی یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ پھر فرمایا دوسرے کو اسی طرح فرمایا تو اس کے قریب کیا۔ تو اس نے بھی کہا کہ یہ کھانا تسبیح بیان کر رہا ہے۔ پھر آپ نے پیالہ واپس کر دیا۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ساری قوم کو سناتے (تو بہتر ہوتا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اگر یہ کسی شخص کے پاس خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے اس کے گناہ کی وجہ سے خاموش ہو گیا ہے۔ آپ نے وہ پیالہ واپس منگوایا تو واپس کر دیا گیا۔

امام ابوالشیخ اور ابونعیم نے الحلیہ میں ابوحمزہ الثمالی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: محمد بن علی بن الحسن (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے فرماتے ہیں: انہوں نے چڑیوں کو تسبیح کرتے ہوئے سنا، فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا نہیں

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اپنے رب کی تسبیح کررہی ہیں اور اپنے آج کے دن کی خوراک کا سوال کررہی ہیں۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم علی بن الحسین کے پاس تھے کہ ہمارے پاس سے چڑیاں چہچہاتے ہوئے گزریں۔ حضرت علی بن الحسین نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا میں یہ تو نہیں کہتا کہ ہم غیب جانتے ہیں لیکن میں نے اپنے والد صاحب کو یہ فرماتے سنا اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ پرندے جب صبح کرتے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اپنے رب سے یومیہ خوراک کا سوال کرتے ہیں۔ یہ بھی اپنے رب کی تسبیح بیان کررہی ہیں اور یومیہ خوراک کا سوال کررہی ہیں۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! میری یہ دو چادریں دھو دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے ان دونوں چادروں کو دھویا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ کپڑا بھی تسبیح بیان کرتا ہے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اس کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بڑا حلم والا ہے وہ دوسرے لوگوں کی طرح فوری انتقام نہیں لیتا۔ جب بندے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں تو انہیں معاف بھی فرما دیتا ہے۔(1)

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے)، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: جب تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ کی سورت نازل ہوئی تو ام جمیل کانی آئی اور غصہ میں بھڑک ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں پتھر تھا اور کہہ رہی تھی، مذمم کا ہم نے انکار کیا، اس کے دین سے ہم نے نفرت کی اور اس کے حکم کی نافرمانی کی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور سیدنا صدیق اکبر آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ سیدنا ابوبکر نے عرض کی یہ بدبخت عورت بپھری ہوئی آرہی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکے گی آپ ﷺ نے قرآن پڑھا تو آپ بچ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔ وہ بدبخت آئی تو ابوبکر کے پاس آکر کھڑی ہوگئی، اس نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا۔ اس نے ابوبکر سے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ کے یار نے میری ہجو کی ہے؟ ابوبکر نے کہا اس گھر کے رب کی قسم! اس نے تیری ہجو نہیں کی ہے، وہ واپس گئی تو یہ کہہ رہی تھی قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔(2)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں ایک دوسرے طریق سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ام جمیل سیدنا ابوبکر کے پاس آئی جب کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں موجود تھے، اس نے کہا اے ابن ابی قحافہ! کیا تیرا ساتھی شعر کہتا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میرا ساتھی شاعر نہیں ہے اور وہ جانتا بھی نہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے، اس نے کہا کیا اس نے یہ کہا نہیں ہے؟ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۠ (اللھب) کیا وہ جانتا ہے کہ وہ میرے گلے میں کیا

1۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 15، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 42 (49)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اس سے پوچھو کیا تو میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہے، وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی اللہ تعالیٰ نے میرے اور اسکے درمیان پردہ بنا دیا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کہنے لگی کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے تیرے پاس کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے سامنے کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، اچانک ام جمیل بنت حرب بن امیہ، ابولہب کی بیوی آ گئی اس نے دو پتھر اٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا کہاں ہے وہ جس نے میری اور میرے خاوند کی ہجو کی ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں ان دو پتھروں کے ساتھ اس کے دانت توڑ دوں گی۔ یہ اس نے اس وقت کہا تھا جب تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ کی سورت نازل ہوئی تھی، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا ام جمیل اس نے نہ تیری ہجو کی ہے اور نہ تیرے خاوند کی ہجو کی ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹا نہیں ہے جب کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ پھر وہ واپس پلٹی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اور اس کے درمیان جبرئیل حائل ہو گئے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، دار قطنی نے الافراد میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ کی سورت نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی آئی اور ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ آپ تھوڑے ادھر ادھر ہو جائیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ بڑی بدزبان عورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔ یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، اس نے پوچھا اے ابوبکر! تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! وہ تو شعر کہتے ہی نہیں۔ ابولہب کی بیوی نے کہا تو واقعی سچا ہے۔ وہ واپس چلی گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جو مجھ پر اپنے پروں سے پردہ کیے ہوئے تھا حتی کہ وہ واپس چلی گئی۔

امام ابن اسحٰق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مشرکین عرب کے سامنے قرآن پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف انہیں دعوت دیتے تو وہ استہزاء کرتے اور کہتے قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ (السجدہ:5) ''ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان حجاب ہے''۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ۔

امام ابن عساکر اور اس کے بیٹے قاسم رحمہما اللہ نے کتاب آیات الحرز میں حضرت عباس بن محمد المنقری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مدینہ طیبہ آ رہے تھے تو ہم نے عرض کی کہ پہلے ایک ایلچی بھیجیں کیونکہ خطرہ تھا، اس ایلچی نے جانے سے انکار کر دیا وہ راستہ کے خطرناک ہونے کی وجہ سے ڈر رہا تھا۔ حضرت الحسین نے فرمایا: میں تمہیں رقعہ لکھ دیتا ہوں جس میں حفاظت ہے ان شاء اللہ تجھے کوئی چیز بھی

نقصان نہیں پہنچائے گی۔آپ نے اسے رقعہ لکھ کر دیا تو اس نے وہ اپنے پاس رکھ لیا۔پھر وہ ایلچی اپنی سواری پر گیا اور کچھ عرصہ بعد سلامتی سے واپس آ گیا۔اس نے بتایا کہ اعراب میرے دائیں بائیں تھے، میں ان کے پاس سے گزرا، ان میں سے کسی نے میری ہجو نہیں کی یہ حرز (حفاظت کا تعویذ) جعفر بن محمد بن علی بن الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب کے سلسلہ سے مروی ہے اور انبیائے کرام اپنے وقت کے فرعون سے اس کے ذریعے حفاظت کرتے تھے۔وہ کلمات یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ، اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا، اَخَذْتُ بِسَمْعِ اللّٰهِ بَصَرِهٖ وَقُوَّتَهٗ عَلٰی اَسْمَاعِكُمْ وَاَبْصَارِكُمْ وَ قُوَّتِكُمْ یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالشَّیَاطِیْنِ وَالْاَعْرَابِ وَالسِّبَاعِ وَالْهَوَامِ وَاللُّصُوْصِ مِمَّا یَخَافُ وَ یَحْذَرُ فَلَانُ ابْنُ فَلَانٍ، سَتَرْتُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَكُمْ بِسِتْرِ النُّبُوَّةِ الَّتِیْ اسْتَتَرُوْا بِهَا مِنْ سَطَوَاتِ الْفَرَاعِنَةِ جِبْرِیْلُ عَنْ اَیْمَانِكُمْ وَمِیْكَائِیْلُ عَنْ شِمَائِلِكُمْ وَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَمَامَكُمْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی مِنْ فَوْقِكُمْ یَمْنَعُكُمْ مِنْ فَلَانِ بْنِ فَلَانٍ فِیْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَاَهْلِهٖ وَ شَعْرِهٖ وَ بَشَرِهٖ وَ مَالِهٖ وَمَا عَلَیْهِ وَمَا مَعَهٗ وَمَا تَحْتَهٗ، وَمَا فَوْقَهٗ۔ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کے دلوں پر پردے پڑے تھے جو قرآن کو سمجھنے اور اس سے ہدایت کا نفع حاصل کرنے سے مانع تھے، انہوں نے شیطان کی اطاعت کی، شیطان نے ان پر اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَ اِذَا قَرَاْتَ میں خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے۔جب آپ مشرکین مکہ پر قرآن پڑھتے تھے تو وہ آپ کی آواز سنتے تھے اور آپ کو دیکھتے نہ تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ وہ بغض کی وجہ سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔جب آپ کلام فرماتے ہیں جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیتی تھی تا کہ جو وہ استغفار اور توبہ کا حکم دیتے ہیں وہ نہ سنیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو شیاطین پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔(2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوجعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کیوں چھپا رکھا ہے کتنا اچھا اور عمدہ اسم ہے۔اللہ کی قسم انہوں نے چھپایا ہے۔رسول اللہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو قریش آپ کے پاس جمع ہوتے۔پس آپ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تو قریش بھاگ جاتے۔اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ الخ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً، جلد 15 صفحہ 110

ہیں: اس سے مراد عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذ ر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد ولید بن مغیرہ اور ان کے دارالندوہ میں جمع ہونے والے لوگ ہیں فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا فرمایا ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھیوں نے جو آپ کے لیے مثالیں بیان کی ہیں ان سے انہیں کوئی راستہ (عذاب) سے نہیں بچا سکتا۔(1)

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں زہری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابو جہل، ابو سفیان، الاخنس بن شریق ایک رات رسول اللہ ﷺ سے کلام الٰہی سننے کے لیے نکلے جب کہ آپ رات کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، پس ایک شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر سننے لگا اور ان میں سے کوئی دوسرے کی موجودگی کو نہ جانتا تھا۔ پس انہوں نے قرآن حکیم سنتے ہوئے رات گزاری، پھر جدا جدا ہو گئے اتفاقاً راستہ پر جمع ہو گئے۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا کہ آئندہ کبھی نہ جائیں گے اگر تمہیں کوئی بے وقوف شخص دیکھ لیتا تو وہ کچھ اور ہی سوچتا۔ پھر وہ اپنے اپنے گھر چلے گئے حتی کہ جب دوسری رات آئی تو ان میں سے ہر شخص پھر کلام الٰہی زبان رسالت سے سننے کے لیے اپنی جگہ پر چلا گیا، صبح تک قرآن سنتے رہے، پھر جب علیحدہ علیحدہ گھر جانے لگے تو راستے پر ملاقات ہو گئی، ایک دوسرے سے پہلے کی طرح بات چیت کی۔ پھر واپس چلے گئے، جب تیسری رات ہوئی تو ہر ایک اپنی جگہ پر پہنچ گیا، آپ ﷺ کی زبان سے قرآن سنتے ہوئے رات گزاری حتی کہ صبح ہو گئی، علیحدہ علیحدہ گھر جا رہے تھے۔ راستے میں پھر ملاقات ہو گئی۔ ایک دوسرے سے کہا: ہم معاہدہ کریں کہ دوبارہ نہیں جائیں گے۔ سب نے معاہدہ کر دیا۔ پھر جدا ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو الاخنس، ابوسفیان کے گھر آیا اور کہا مجھے اپنی رائے بتا اس کے متعلق تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے کچھ ایسی اشیاء سنی ہیں جس کو میں جانتا ہوں اور جو ان کا مراد ہے وہ بھی جانتا ہوں۔ میں نے کچھ ایسی چیزیں سنی ہیں جن کا نہ میں معنی جانتا ہوں اور نہ ان کا مراد سمجھتا ہوں۔ الاخنس نے کہا میری بھی یہی کیفیت ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کی میں نے قسم اٹھائی ہے! پھر وہ الاخنس سے نکل کر ابو جہل کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تیری کیا رائے ہے جو تو نے محمد ﷺ سے سنا ہے۔ اس نے کہا کیا سنا ہے! ہم اور بنو عبد مناف شرف میں جھگڑے، انہوں نے انہیں کھلایا، ہم نے انہیں کھلایا، انہوں نے سواریوں پر سوار کیا تو ہم نے بھی سوار کیا انہوں نے عطا کیا اور ہم نے بھی عطا کیا، حتی کہ جب ہم سواریوں پر سوار ہو گئے اور ہم مقابلہ کے گھوڑوں کی طرح تھے۔ انہوں نے کہا ہم سے ایک نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ ہم یہ کیسے پاتے ہیں اللہ کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے، اس سے اخنس واپس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔(2)

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 102، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 452، دارالکتب العلمیہ بیروت

اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا ﴿۵۱﴾

''اور انہوں نے (ازراہ انکار) کہا کہ جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں اٹھایا جائے گا از سرنو پیدا کر کے۔ فرمایئے (یقیناً ایسا ہی ہوگا) خواہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا بن جاؤ۔ یا کوئی ایسی مخلوق بن جاؤ جس کا از سرنو پیدا کرنا تمہارے خیال میں بہت مشکل ہے۔ وہ کہیں گے ہمیں دوبارہ کون (زندہ کر کے) لوٹائے گا؟ فرمایئے وہی جس نے پیدا فرمایا تمہیں پہلی مرتبہ پس وہ حیرت سے آپ کی طرف (دیکھ کر) سروں کو جنبش دیں گے اور پوچھیں گے ایسا کب ہوگا؟ آپ بتایئے شاید اس کا وقت قریب ہی ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے رُفَاتًا کا معنی غبار نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے رُفَاتًا کا معنی تراب روایت کیا ہے اور قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ تم جو مخلوق چاہو بن جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح لوٹائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ فرماتے ہیں اگر تم مردہ ہو جاؤ تو میں تمہیں زندہ کروں گا۔(2)

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر اور الحاکم نے ابن عباس سے اَوْ خَلْقًا کا مطلب موت روایت کیا ہے۔(3)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبداللہ بن احمد، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موت سے بڑھ کر ابن آدم کے دل میں کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔ پس اگر تم میں طاقت ہے تو موت ہو جاؤ، موت بھی مر جائے گی۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء کرتے ہوئے اپنے سروں کو حرکت دیتے ہیں۔(5)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے ہوئے اپنے سروں کو ہلاتے ہیں(6)، نافع نے پوچھا: عرب اس کا یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

اَتُنْغِضُ لِیْ یَوْمَ الْفَخَارِ وَقَدْ تَرٰی   خُیُوْلًا عَلَیْهَا كَالْاُسُوْدِ ضَوَارِیَا

''اس نے فخر کے دن سر کو ہلایا حالانکہ تو نے گھوڑے دیکھے جن کے اوپر سانپوں کی مانند خون خوار تھے''۔

امام ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے: وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ یعنی وہ کہتے ہیں یہ اعادہ کب ہوگا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 114 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 17-116 6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 116

یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا۠ ﴿۵۲﴾ وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾

''اس دن کو یاد کرو جب تمہیں اللہ تعالیٰ بلائے گا۔ سو تم اس کی حمد کرتے ہوئے جواب دو گے اور یہ گمان کر رہے ہو گے کہ تم نہیں ٹھہرے (دنیا میں) مگر تھوڑا عرصہ اور آپ حکم دیجئے میرے بندوں کو کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہت عمدہ ہوں۔ بے شک شیطان فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتا ہے ان کے درمیان، یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے بِحَمْدِهٖ کا معنی بامرہ روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ کہہ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ یعنی اس کی معرفت واطاعت کے ساتھ جواب دو گے وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی جب لوگ قیامت کے دن کو دیکھیں گے تو وہ اپنی عمروں کو بہت کم تصور کریں گے کہ دنیا میں ہم تو بہت تھوڑا عرصہ ٹھہرے۔(3)

امام حکیم ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابویعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر نہ ان پر قبور میں وحشت ہوگی اور نہ محشر میں ان پر وحشت ہوگی گویا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کو اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے دیکھ رہے ہوں اور یہ کہہ رہے ہوں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر نہ مرنے کے وقت وحشت ہوگی اور نہ قبور میں اور نہ حشر میں ان پر کوئی خوف اور وحشت ہوگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کہنے والے اپنی قبور سے اپنے سروں کو جھاڑتے ہوئے نکل رہے ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ کہہ رہے ہیں۔

امام الخطیب نے التاریخ میں حضرت موسیٰ بن ہارون الجمال سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن احمد بن ابراہیم الموصلی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یحییٰ الحمانی نے حدثنا عن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن ابن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر نہ قبور میں وحشت ہوگی اور نہ محشر میں، گویا میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کو اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 118 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 117

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحمانی نے سچ کہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کے تحت روایت کیا ہے کہ الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد برائی کو معاف کرنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح نہ کہے جس طرح اس کے مخالف نے کہا ہے بلکہ یہ کہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ (1)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نزغ الشیطان سے مراد شیطان کا ابھارنا اور برانگیختہ کرنا ہے۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شیطان اس کے ہاتھ سے فتنہ وفساد برپا کردے پھر وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اس لیے تم بھی اس سے دشمنی رکھو، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ شیطان سے دشمنی کرے اور اس سے دشمنی یہ ہے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾

''تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تم پر رحم (وکرم) فرمادے اور اگر چاہے تو تمہیں سزا دے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر (تا کہ ان کے کفر کے لیے آپ جواب دہ ہوں)''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا رب خوب جانتا ہے، اگر چاہے تو تم پر حملہ کرے اور تمہیں ایمان کی سعادت سے سرفراز کرے اور اگر چاہے تو تمہیں سزا دے، پھر تم شرک پر مرو جیسا کہ تم پہلے مشرک تھے۔ (2)

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

''اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور بے شک ہم نے بزرگی دی ہے بعض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 119

... اور محمد ﷺ کو ... عطا فرمائی ہے، داؤد کو زبور ...۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا، عیسیٰ علیہ السلام کو آدم کی طرح بنایا، اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا فرمایا اور پھر فرمایا ہو جا تو وہ تیار ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ کے کلمہ اور اس کی روح ہیں، سلیمان علیہ السلام کو ایسی عظیم بادشاہی بخشی جو ان کے بعد کسی کو ملنی مناسب نہیں۔ داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی اور محمد ﷺ کے اگلے اور پچھلے الزامات مٹا دیئے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شان کلیمی عطا فرمائی اور محمد ﷺ کو پوری انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم یہ کہتے تھے کہ اس سے مراد وہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو سکھائی تھی اور اس سے مراد اللہ کی حمد یا اللہ کی بزرگی بیان کرنا ہے۔ اس میں حلال، حرام، فرائض اور حدود نہ تھیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زبور اللہ کی ثناء، تسبیح اور دعا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبدالرحمٰن بن مردویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام کی آل کی زبور میں تین باتیں تھیں۔ مبارک ہو اس شخص کو جو خطا کاروں کے راستہ پر نہیں چلتا، مبارک ہو اس شخص کو جو ظالموں کے حکم کے ساتھ حکم نہیں کرتا، مبارک ہو اس شخص کو جو اہل باطل کے پاس نہیں بیٹھتا۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر میں پہلی چیز یہ ہے کہ مبارک ہو اس شخص کو جو خطا کاروں کے راستہ پر نہیں چلتا جو بطالین کے پاس نہیں بیٹھتا اور اپنے رب کی عبادت پر سیدھا چلتا ہے اس کی مثال اس درخت کی طرح ہے جو اپنی کونپل پر اگتا ہے اس میں ہمیشہ پانی رہتا ہے۔ پھلوں کے زمانہ میں اپنا پھل دیتا ہے اور پھلوں کے زمانہ کے علاوہ اوقات میں سبز رہتا ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے داؤد علیہ السلام کی زبور کا کچھ حصہ پڑھا، شہر گر گئے اور ان کے ذکر کو باطل کرتا ہوں اور میں دائم الدھر ہوں۔ قضاء کے لیے کرسی پر بیٹھنے والا ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے داؤد علیہ السلام کی کتاب میں یہ پڑھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزت وجلال کی قسم! جس نے میری وجہ سے ولی کی اہانت کی اس نے علی الاعلان مجھ سے جنگ کی، مجھے اس چیز کے متعلق کوئی تردد نہیں ہوتا جس کا میں ارادہ کرتا ہوں مومنین کی موت کے متعلق تردد ہے کہ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 119، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 120 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 119

4۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 91، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

جانتا ہوں کہ مومن موت کو ناپسند کرتا ہے جب کہ اس کے لیے یہ ضروری ہے اور میں اس کو پریشان کرنا ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت وہب فرماتے ہیں: میں نے ایک اور کتاب میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے لیے میری طرف سے مال کافی ہے۔ جب بندہ میری اطاعت میں ہوتا ہے تو میں اسے سوال کرنے سے پہلے عطا کرتا ہوں اور میں ان کے مانگنے سے پہلے اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں، میں اپنے بندے کی اس حاجت کو جانتا ہوں جو اس کے دل کو نرم کرتی ہے۔

وہب فرماتے ہیں: میں نے ایک اور کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت کی قسم! جو مجھ سے پناہ لیتا ہے اگر سارے آسمان اور اس میں رہنے والی مخلوق، ساری زمینیں اور اس میں رہنے والی مخلوق اسے پھنسائیں گے تو میں اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دوں گا اور جو مجھ سے پناہ نہیں لیتا، آسمان کے اسباب اس کے سامنے ہی کاٹ دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو دھنسا دیتا ہوں اور اسے قضاء میں کر دیتا ہوں پھر میں اسے اپنے نفس کے سپرد کر دیتا ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آل داؤد کی حکمت میں یہ تھا کہ عقل مند پر حق ہے کہ وہ چار گھڑیوں سے غافل نہ ہو (۱) جب وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہو (۲) جس میں اس کا محاسبہ کیا جائے (۳) جس وقت وہ اپنے ان بھائیوں کے پاس پہنچے جو اس کو عیوب سے آگاہ کرتے ہیں اور اس کے بارے میں اس کی تصدیق کرتے ہیں (۴) اس وقت جب وہ اپنی ذات اور اپنی ان لذات کے درمیان تنہا ہوتا ہے جو حلال ہوتی ہے اور جن سے وہ زیبائی حاصل کرتا ہے۔ یہ اوقات، ان ساعات پر مدد ہیں اور دلوں کے اطمینان کا باعث ہیں اور عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حالات کا جاننے والا ہو، اپنی زبان کا محافظ ہو، اپنے کام کی طرف متوجہ رہنے والا ہو اور عقل مند پر حق ہے کہ وہ سفر نہ کرے مگر تین مقاصد میں سے کسی ایک کے لیے معاد کے سامان کے لیے۔ معاش کے حصول کے لیے یا غیر محرم میں لذت کے لیے (یعنی نکاح کے لیے)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت خالد ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زبور کی فاتحہ دیکھی جس کو داؤد علیہ السلام کی زبور کہا جاتا ہے۔ اس میں تھا کہ حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے۔ (1)

احمد نے ایوب الفلسطینی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی زبور میں یہ لکھا ہوا تھا کیا تو جانتا ہے میں کس کو بخشتا ہوں؟ عرض کی یارب تو کس کو بخشتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جب گناہ کرتا ہے تو میرے خوف کی وجہ سے اس کے جوڑوں میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے، ایسے آدمی کے متعلق میں اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس کا یہ گناہ نہ لکھیں۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زبور میں لکھا ہوا ہے امانت باطل ہو گئی اور آدمی اپنے ساتھی کے ساتھ دو مختلف ہونٹوں کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی منافقت کرتا ہے) اللہ تعالیٰ ہر منافق کو ہلاک کرتا ہے اور فرماتے ہیں زبور میں یہ لکھا ہوا ہے کہ منافق کی آگ کے سبب پورا شہر جل جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زبور میں لکھا ہوا ہے اور یہ پہلی زبور تھی:

1۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 92، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

32B

مبارک ہوا سے جو گناہ کے راستہ پر نہیں چلا اور خطا کاروں کے ساتھ نہ بیٹھا اور اس نے استہزاء کرنے والوں میں رجوع نہیں کیا لیکن اس کا ارادہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں، وہ رات، دن ان کو سیکھتا ہے، اس کی مثال اس درخت کی مثل ہے جو ایک کنارے پر اگتا ہے، اپنے وقت پر پھل دیتا ہے اور اس کے پتے کوئی چیز نہیں جھاڑتی اور اس کا ہر عمل میرے حکم کے مطابق ہوتا ہے، اس کا عمل منافقین کے عمل کی طرح نہیں ہے۔

احمد نے مالک بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زبور میں پڑھا ہے کہ منافق کا تکبر مسکین کو جلا دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے داؤد علیہ السلام کی زبور کے آخر میں تیس سطور پڑھیں، اس میں یہ لکھا تھا: اے داؤد! کیا تو جانتا ہے کہ میں کس مومن کی زندگی کو لمبا کرنا پسند کرتا ہوں؟ یہ وہ شخص ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ میں ایسے شخص کے لیے اسی طرح موت کو ناپسند کرتا ہوں جس طرح ماں اپنے بچے کے لیے موت کو ناپسند کرتی ہے۔ اور موت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اسے دار (فنا) کے علاوہ دار البقاء میں قید کردوں، کیونکہ اس دنیا کی نعمتیں مصیبت ہیں اور اس کی خوشحالی شدت ہے، اس میں ایک ایسا دشمن ہے جو کچھ پرواہ نہیں کرتا، وہ انسان کے اندر خون کی طرح چلتا ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنے اولیاء کو جنت کی طرف جلدی لے جاتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام کی زبور میں یہ لکھا ہوا تھا: میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ جو قوم اطاعت شعار ہوتی ہے میں ان پر بادشاہوں کو رحمت بنا دیتا ہوں اور جو قوم معصیت شعار بن جاتی ہے میں ان پر بادشاہوں کو سزا بنا دیتا ہوں۔ تم اپنے آپ کو بادشاہوں کے سبب میں مشغول نہ کرو اور ان کی طرف نہ جھکو۔ میری بارگاہ میں رجوع کرو، میں تم پر ان کے دل نرم کردوں گا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

"(انہیں) کہیے اب بلاؤ ان کو جنہیں تم گمان کیا کرتے تھے (کہ یہ خدا ہیں) اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو قدرت نہیں رکھتے کہ تکلیف دور کرسکیں تم سے اور نہ ہی وہ (اسے) بدل سکتے ہیں وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کون سا بندہ (اللہ تعالیٰ سے) زیادہ قریب ہے اور امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ

کی رحمت کی اور ڈرتے رہتے ہیں اس کے عذاب سے۔ بے شک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے''۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں ابن مسعود سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ انسانوں کا گروہ تھا جو جنوں کے ایک گروہ کی عبادت کرتا تھا، پس وہ جن مسلمان ہو گئے، تو انسانوں نے ان جنوں کی عبادت سے وسیلہ پکڑا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ الخ۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت عربوں کے ایک گروہ کے متعلق نازل ہوئی جو جنوں کے ایک گروہ کی عبادت کرتا تھا۔ پس وہ جن مسلمان ہو گئے تو وہ عرب اس کا شعور نہیں رکھتے تھے۔(1)

امام ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرب کے کچھ قبائل ملائکہ کی ایک صنف کی عبادت کرتے تھے جنہیں جن کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ (الایہ) نازل فرمائی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرک ملائکہ، مسیح اور عزیز علیہم السلام کی عبادت کرتے تھے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام آپ کی والدہ علیہا السلام اور عزیز علیہ السلام ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد عیسیٰ، عزیز علیہما السلام اور سورج اور چاند ہیں۔(5)

ترمذی اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ صحابہ نے پوچھا وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا قرب۔ پھر یہ آیت پڑھی يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ۔

وَ اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

''اور کوئی ایسی بستی نہیں ہے مگر ہم اسے برباد کر دیں گے روز قیامت سے پہلے یا اسے سخت عذاب دیں گے۔ یہ فیصلہ کتاب (تقدیر) میں لکھا ہوا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مُهْلِكُوْهَا کا مطلب مُبِيْدُوْهَا اور مُعَذِّبُوْهَا ہے (یعنی تباہ و برباد کرنے والے یا انہیں عذاب دینے والے ہاتھ) قتل کے ساتھ یا دوسرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 121، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 122 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 120
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 122 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 123

مصائب کے ساتھ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: زمین کی ہر بستی کو قیامت سے پہلے اس عذاب کا کچھ نہ کچھ پہنچنے والا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سماک بن حرب بن عبدالرحمٰن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب زنا اور ربا کسی بستی میں عام ہو جاتا ہے تو اللہ اس کی ہلاکت کا حکم فرما دیتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم التیمی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا ﴿۶۰﴾

''اور نہیں روکا ہمیں اس امر سے کہ ہم بھیجیں (کفار کی تجویز کردہ) نشانیاں مگر اس بات نے کہ جھٹلایا تھا ان نشانیوں کو پہلوں نے (اور وہ فوراً تباہ کر دیئے گئے تھے) اور ہم نے دی تھی قوم ثمود کو ایک اونٹنی جو روشن نشانی تھی۔ پس انہوں نے زیادتی کی اس پر اور ہم نہیں بھیجتے ایسی نشانیاں مگر لوگوں کو (عذاب سے) خوف زدہ کرنے کے لیے۔ اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو کہ بے شک آپ کے پروردگار نے گھیرے میں لے لیا ہے لوگوں کو اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو مگر آزمائش لوگوں کے لیے نیز (آزمائش بنایا) اس درخت کو جس پر لعنت بھیجی گئی ہے قرآن میں اور ہم انہیں (نافرمانی کے انجام سے) ڈراتے رہتے ہیں۔ پس نہ بڑھایا اس ڈرانے نے انہیں مگر یہ کہ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے''۔

امام احمد، نسائی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ صفا کی پہاڑی کو سونا بنا دیں اور ان سے یہ پہاڑ دور کر دیں کہ وہ کھیتی باڑی کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان کو مہلت دے دوں اور اگر آپ چاہیں تو ان کا مطالبہ پورا کر دوں۔ لیکن اگر یہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو میں ان کو ہلاک کر دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے منکروں کو ہلاک کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے عرض کی: یا اللہ! انہیں مہلت عطا فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(3)

امام احمد اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 125

ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے صفا کو سونا بنا دے ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واقعی تم ایسا کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لیے صفا کو سونا بنا دوں (لیکن) پھر جس نے اس کے بعد انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ جیسا میں نے تمام جہان میں کسی کو نہ دیا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھول دوں۔ نبی کریم ﷺ نے عرض کی: توبہ اور رحمت کا دروازہ ہی کھول دے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ کاش! آپ کوئی ایسی نشانی لے آئیں جیسے صالح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء لے کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم پر نشانی نازل فرما دے۔ اگر تم نے پھر بھی نافرمانی کی تو ہلاک ہو جاؤ گے، لوگوں نے کہا ہم نشانی نہیں چاہتے۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر جو آپ کہتے ہیں اور وہ حق ہے اور آپ کو ہمارا ایمان لانا پسند ہے تو ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونا بنا دیں، جبرئیل امین حاضر ہوئے اور کہا اگر آپ وہ چاہیں جو آپ کی قوم نے مطالبہ کیا ہے (تو وہ بھی ہو جائے گا) لیکن اگر اس کے بعد بھی یہ ایمان نہ لائے تو پھر انہیں مہلت نہیں دی جائے گی اور اگر چاہیں تو میں تیری قوم کو مہلت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قوم کو مہلت دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ الخ اور یہ ارشاد نازل فرمایا مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ الخ (الانبیاء: 6)(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے امت! تمہارے لیے نشانیوں کا نہ اتارنا رحمت ہے۔ فرمایا اگر ہم نشانیاں اتارتے پھر تم انہیں جھٹلاتے تو تمہیں وہی عذاب پہنچتا جو تم سے پہلے لوگوں کو پہنچا تھا۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کسی بستی پر کوئی نشانی نہیں اتری مگر پھر جب انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب دیا گیا (3)۔ اور مجاہد نے وَ اٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً کے تحت فرمایا ہے کہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی بطور آیت (نشانی) عطا فرمائی۔

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس سے تَخْوِيْفًا کا معنی موت روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تَخْوِيْفًا سے مراد پھیلنے والی موت ہے۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات سے لوگوں کو ڈرایا تا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 125، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

وہ اس کی رضا چاہیں یا اس کا ذکر کریں یا رجوع کریں، ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں کوفہ لرزنے لگا تو ابن مسعود نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب تم سے رضا چاہنے کا مطالبہ کرتا ہے، پس تم اس کی رضا چاہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے لوگوں سے محفوظ کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے گھیر رکھا ہے، وہ تجھے ان سے بچانے اور محفوظ کرنے والا ہے حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہدایت پہنچا دیں۔(4)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس دکھایا یہ خواب نہیں تھا اور الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔(5)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الرُّءْيَا سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو بیت المقدس کے راستہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی تھیں۔

امام ابن سعد، ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ نے اپنا سفر معراج قریش کے افراد کے سامنے پیش کیا تو وہ آپ سے استہزاء کرنے لگے۔ انہوں نے آپ سے نشانی طلب کی، تو ان کے لیے بیت المقدس کا وصف بیان فرمایا اور ان کے سامنے ان کے قافلہ کا واقعہ ذکر کیا۔ ولید بن مغیرہ نے کہا: یہ جادوگر ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الخ۔

امام ابن اسحق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے سفر معراج بیان کیا تو کئی لوگوں نے جھٹلایا۔ پس مرتدین کے بارے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ سب کچھ ہے جو معراج کی رات آپ نے بیت المقدس میں دیکھا تھا۔(6)

ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے سفر میں مختلف نشانیاں اور عبرت انگیز چیزیں دکھائیں، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیر کے حالات بیان فرمائے تو کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے، انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور تعجب کا اظہار کیا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 126 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 127 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 686، وزارت تعلیم اسلام آباد 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت

لوگوں نے کہا: کیا تم ہمیں یہ بتاتے ہو کہ تم نے دو ماہ کی مسافت ایک رات میں طے کر لی ہے (بڑی تعجب کی بات ہے)۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ بنی فلاں آپ ﷺ کے منبر پر اس طرح کود رہے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ منظر بڑا ناگوار گزرا اور پھر وصال تک کبھی کھل کر نہ ہنسے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَاجَعَلْنَا الرُّءْيَا الخ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حکم بن ابی العاص کی اولاد کو منبروں پر بندروں کی (طرح کودتے ہوئے) دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی: الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ سے مراد حکم اور اس کی اولاد تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بنی امیہ زمین کے منبروں پر دکھائے گئے، وہ تمہارے مالک ہوں گے اور تم انہیں ارباب سوء پاؤ گے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس سے بہت رنج ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے الحسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ایک دن پریشان تھے۔ وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ میرے اس منبر پر باری باری آرہے ہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ پریشان نہ ہوں، یہ دنیا ہے جو انہیں مل جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خواب میں بنو امیہ کو منبروں پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت پریشانی ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ان کو یہ دنیا عطا کی گئی ہے۔ پس آپ کی آنکھوں کو سکون مل گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مروان بن الحکم سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرے باپ اور دادا کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم قرآن میں الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ ہو۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے تو آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے ہیں، آپ ﷺ متعین وقت سے پہلے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مشرکین نے آپ ﷺ کو روک لیا، تو کچھ لوگوں نے کہا: آپ کو روک لیا گیا ہے حالانکہ انہوں نے ہمیں کہا تھا کہ وہ عنقریب مکہ میں داخل ہوں گے۔ پس آپ ﷺ کا مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس آنا لوگوں کے لیے فتنہ تھا۔(3)

امام ابن اسحق، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ڈرانے کے لیے زقوم کے درخت کا ذکر کیا تو ابوجہل نے کہا: اے قریشیو! کیا تم جانتے ہو زقوم کیا ہے جس سے محمد (ﷺ) تمہیں ڈراتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ اس سے کہا اس نے مراد یثرب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 130 3۔ ایضاً

کی عجوہ کھجور مکھن کے ساتھ ملا کر کھانا ہے، اللہ کی قسم اگر ہمیں زقوم مل جائے تو ہم اسے ضرور کھائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ (الدخان) اور یہ نازل فرمایا الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ابن ابی کبشہ زقوم کے درخت سے ڈراتا ہے پھر اس نے کھجور اور مکھن منگوایا پھر یہ کہنا شروع کر دیا مجھے زقوم پیش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۶۵﴾ (الصافات) اور اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ کے تحت روایت کیا ہے: اس درخت پر لعنت کی گئی ہے کیونکہ اس کے گابھے شیطان کے سروں کی طرح ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَ نُخَوِّفُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شجرة الزقوم سے مراد ابو جہل ہے، فَمَا یَزِیْدُهُمْ اور ابو جہل میں نہ بڑھایا اس ڈرانے نے مگر یہ کہ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ٘ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾

"اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس (آدم) کو جس کو تو نے کیچڑ سے پیدا کیا اس نے کہا مجھے بتا یہ (آدم) جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے؟) اگر تو مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا چلا جا (جو مرضی ہو کر) سو جو تیری پیروی کرے گا ان سے تو بے شک جہنم ہی تم سب کی پوری پوری سزا ہے اور گمراہ کرنے کی کوشش کر جن کو تو گمراہ کر سکتا ہے ان میں سے اپنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت

آواز (کی فسوں کاری) سے اور دھاوا بول دے ان پر اپنے گھوڑ سواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے (جھوٹے) وعدہ کرتا رہ۔ اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان مگر مکر وفریب کا جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا اور (اے محبوب!) کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کی کارسازی کے لیے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے اس عزت وکرامت کی وجہ سے حسد کیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ ابلیس نے کہا: میں ناری ہوں اور یہ طینی (مٹی کا بنا ہوا) ہے۔ پس گناہوں کا آغاز کبر سے ہوا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے کہا: آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور یہ کمزور پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے، میں اس کی اولاد کو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا تو اس کا گمان اس پر سچ نکلا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَاَحْتَنِكَنَّ کا معنی اَسْتَوْلِيَنَّ روایت کیا ہے جس کا معنی ہے کہ میں ان پر مکمل غلبہ کروں گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے اس کا معنی اَحْتَوِيَنَّهُمْ روایت کیا ہے کہ میں انہیں مکمل طور پر گھیر لوں گا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں انہیں گمراہ کروں گا۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مَّوْفُوْرًا کا معنی وَافِرًا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ کافر کو پوری پوری سزا دی جائے گی، ان سے کچھ بھی ذخیرہ اور بچا کر نہیں رکھی جائے گی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر داعی جو اپنی آواز سے اللہ کی نافرمانی کی طرف بلاتا ہے وہ شیطان ہے، ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی میں سوار ہوتا ہے وہ شیطان کا سپاہی ہے(5) اور ہر وہ مال جو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں صرف ہو وہ شیطان کا مال ہے۔ اور جو انہوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا اور ان میں حرام کا خمیر ملایا یہ سب شیطانوں کی کارگزاری ہے۔

امام الفریابی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر گھوڑا جو اللہ کی معصیت میں دوڑتا ہے، ہر آدمی جو اللہ کی نافرمانی میں چلتا ہے(6) اور ہر مال جو ناحق حاصل کیا جاتا ہے اور ہر حرامی بچہ یہ سب شیطان کی عمل داری سے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 136　5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 37-136　6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 137

امام سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ یعنی غنا، مزامیر اور باطل کے ذریعے تو انہیں راہ راست سے بھٹکانے اور شاہراہ ہدایت سے اتارنے کی کوشش کر(1)۔ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ یعنی ہر سوار جو معصیت الٰہی میں گھوڑا دوڑاتا ہے اور ہر وہ پیدل چلنے والا جس کے قدم نافرمانی کی طرف اٹھتے ہیں ان میں اپنے لشکریوں کے ساتھ دھاوا بول دے اور ناحق مال کے ذریعے اور حرامی اولاد پیدا کرنے کے لیے ان میں شریک ہو جا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان اموال سے مراد وہ مال ہے جو وہ اپنے جانوروں میں سے حرام کرتے تھے اور اولاد سے مراد حرامی اولاد ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مال میں اس کی شرکت یہ ہے کہ انہوں نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اونٹنیاں غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دی تھیں اور اولاد میں اس کی ان کے ساتھ شرکت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے نام عبد الحارث اور عبد شمس رکھ دیئے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے کہا یارب! تو نے مجھ پر لعنت کی ہے اور آدم کی وجہ سے تو نے مجھے جنت سے نکالا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا مگر تیری وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان پر مسلط کیا گیا ہے۔ اس نے کہا یارب! مزید اضافہ فرما۔ فرمایا وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ الخ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے ابلیس نے کہا: یارب! تو نے آدم کو پیدا کیا اور میرے اور اس کے درمیان عداوت بنا دی، پس تو مجھے اس پر غلبہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے سینے تیرے لیے مسکن ہیں، اس نے کہا: یارب! مزید اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم کا ایک بچہ پیدا ہوگا تو تیرے دس بچے پیدا ہوں گے۔ اس نے کہا یا اللہ! اور اضافہ فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان میں اس طرح چلے گا جیسے خون ان کی رگوں میں چلتا ہے۔ شیطان نے کہا: یارب اور اضافہ کر۔ فرمایا وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ، یعنی دھاوا بول دے ان پر اپنے گھوڑ سواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور ان کی اولاد میں۔ آدم علیہ السلام نے ابلیس کی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کی، عرض کی: یارب! تو نے ابلیس کو پیدا کیا اور میرے اور اس کے درمیان بغض وعداوت رکھ دی اور تو نے اسے مجھ پر مسلط کر دیا ہے اور میں تیری توفیق کے بغیر کچھ طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرا جو بچہ پیدا ہوگا میں اس پر دو فرشتے مقرر کروں گا جو اس کی برے ساتھیوں سے حفاظت کریں گے۔ حضرت آدم نے عرض کی: یارب! اپنی کرم نوازی میں اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تیری اولاد میں سے کسی کو بھی توبہ سے محروم نہیں کروں گا جب تک کہ اس کا سانس حلق تک نہیں پہنچ جاتا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی: میرے لیے اور اضافہ فرما۔ فرمایا: ایک نیکی کے بدلہ میں دس نیکیاں عطا کروں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 136، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 138 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 140

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ فرمایا: میرے وہ بندے جن کا میں نے جنت کے لیے فیصلہ فرما دیا ہے ان پر تجھے کوئی غلبہ اور تسلط نہیں ہے، وہ گناہ کریں گے تو میں انہیں بخشش دوں گا۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا ﴿۶۹﴾

''تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو سمندر میں تاکہ تم تلاش کرو (بحری سفر کے ذریعہ) اس کا فضل۔ بے شک وہ تمہارے ساتھ ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور جب پہنچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں تو گم ہو جاتے ہیں وہ (معبود) جن کو تم پکارا کرتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے پس جب وہ خیر و عافیت سے تمہیں ساحل پر پہنچا دیتا ہے (تو) تم روگردانی کرنے لگتے ہو اور انسان (واقعی) بڑا ناشکرا ہے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے کہ اللہ تعالیٰ دھنسا دے تمہارے ساتھ خشکی کے کنارہ کو یا بھیج دے تم پر اولے برسانے والا بادل پھر اس وقت تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے کوئی کارساز۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے سمندر میں دوسری مرتبہ اور بھیجے تم پر سخت آندھی جو کشتیوں کو توڑنے والی ہو پھر غرق کر دے تمہیں بوجہ کفر کے جو تم نے کیا پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے ہم سے اس ڈبونے پر کوئی انتقام لینے والا''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یُزْجِیْ کا معنی یَجْرِیْ (چلاتا ہے) روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کشتیوں کو تمہارے لیے سمندر میں چلاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الاوزاعی رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَاصِبًا سے مراد پتھروں والی بارش ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے اور وَكِيلًا کا معنی حفاظت کرنے والا اور مدد کرنے والا روایت کیا ہے اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى یعنی کیا تم بے وقوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ سے مراد ایسی سخت آندھی ہے جو کشتیوں کو غرق کر دے۔(2)

امام ابو عبید اور ابن المنذر نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ قاصف اور عاصف، سمندر میں چلنے والی ہوائیں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَاصِفًا کا معنی عاصفاً اور تَبِيْعًا کا معنی نصیراً (مدد کرنے والا) روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَبِيْعًا کا معنی انتقام لینے والا روایت کیا ہے۔(4)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے تَبِيْعًا کا معنی یہ کیا ہے کہ کوئی بھی ہمارے پیچھے آنے والا نہیں ہے۔(5)

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾

"اور بے شک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا انہیں (مختلف سواریوں پر) خشکی میں اور سمندر میں اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا نمایاں فضیلت۔ وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ، پس وہ شخص جس کو دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں تو یہ لوگ (خوشی خوشی) پڑھیں گیا اپنا نامۂ عمل اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا"۔

امام طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب نے تاریخ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز بنی آدم سے زیادہ مکرم اللہ کی بارگاہ میں کوئی چیز نہیں ہوگی، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مقربین فرشتے بھی؟ فرمایا: فرشتے بھی انسان سے معزز نہ ہوں گے۔ فرمایا: فرشتے تو چاند اور سورج کی طرح مجبور ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 44-143، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 144
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ کنز العمال، جلد 12، صفحہ 192 (34622)، موسسۃ الرسالۃ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عمر سے موقوف روایت کی ہے اور یہی صحیح ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ معزز ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ملائکہ نے عرض کی: یا رب! تو نے بنی آدم کو دنیا عطا کی، وہ اس میں سے کھاتے ہیں، پیتے ہیں اور لباس پہنتے ہیں اور ہم فقط تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ غافل ہوتے ہیں۔ جس طرح تو نے ان کے لیے دنیا بنائی ہے۔ اس طرح ہمارے لیے آخرت بنا دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جس کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اس کی نیک اولاد کو میں ان کی طرح نہیں کروں گا جن کو میں نے کن (ہو جا) فرمایا تو وہ ہو گئے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انس بن مالک نے مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ ملائکہ نے ہمیں بھی پیدا کیا اور بنی آدم کو بھی پیدا کیا تو نے انہیں ایسا بنایا ہے کہ وہ کھانا کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں، لباس پہنتے ہیں، عورتوں کے پاس جاتے ہیں، سواریوں پر سوار ہوتے ہیں، نیند کرتے ہیں، آرام کرتے ہیں جب کہ ہمارے لیے ان چیزوں میں سے تو نے کچھ بھی نہیں بنایا، پس ان کے لیے دنیا کر دے اور ہمارے لیے آخرت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جس کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی، میں اسے اس مخلوق کی طرح نہیں بناؤں گا جنہیں میں نے کہا ہو جا تو وہ ہو گی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں ایک دوسرے طریق سے حضرت عروہ بن رویم اللخمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگے سابق حدیث کی عبارت ہے، لیکن اس میں یہ ہے کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ لفظ نہیں ہیں کہ میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے انسان کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے جب کہ باقی تمام مخلوق اپنے مونہوں سے کھاتی ہے۔(2)

امام حاکم نے التاریخ میں اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آیت میں کرامت سے مراد انگلیوں کے ساتھ کھانا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا آدمی کو دیکھے اور یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ تَفْضِيْلًا تو

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 174، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 77 (5841)

تعالیٰ اسے اس مصیبت سے عافیت بخشے گا خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔

امام حکیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کو پیدا کیا پھر ان میں سے بلند ترین کو منتخب فرمایا پھر اپنی مخلوق میں سے جسے چاہا اسے مسکن بنایا پھر مخلوق کو پیدا فرمایا پھر ان میں سے بنی آدم کو منتخب فرمایا اور بنی آدم سے عرب کو چنا اور عربوں سے مضر کو چنا اور مضر سے قریش کا انتخاب فرمایا اور قریش سے بنی ہاشم کو پسند فرمایا اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا اور میں سب بہتر لوگوں میں سے بہتر چنا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو اپنے امام کے ساتھ۔ یعنی ہدایت کے پیشوا اور گمراہی کے پیشوا کے ساتھ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں امام سے مراد ان کا نبی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہی مطلب روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اعمال کی کتاب کے ساتھ تمام لوگوں کو بلائیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر قوم کو اپنے زمانے کے امام اور ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔

امام ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، البزار، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو بلایا جائے گا اور اسے اپنے اعمال کی کتاب دائیں ہاتھ میں دی جائے گی اور اس کے لیے اس کے جسم میں اس کے چہرے کی چمک ساٹھ ہاتھ بڑھا دی جائے گی اور اس کے سر پر نور کا جھلملاتا ہوا تاج رکھا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا تو وہ اسے دور سے دیکھ لیں گے اور کہیں گے اے اللہ ہمیں بھی یہ عطا فرما اور ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما، حتیٰ کہ وہ ان کے پاس پہنچ جائے گا، پھر ارشاد ہوگا تم میں سے ہر شخص کو خوش خبری ہو جو اس جیسا ہے لیکن جو کافر ہوگا اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کے لیے اس کے جسم میں آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ (تاریکی) بڑھائی جائے گی اور اسے آگ کا تاج پہنایا جائے گا۔ پس اس کے ساتھی اسے (دور سے) دیکھ لیں گے اور کہیں گے: ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اے اللہ! ہم کو یہ نہ عطا فرما، (فرمایا) وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آئے گا، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! اسے دور کر دے۔ ارشاد ہوگا اللہ تم کو دور کرے، تم میں سے ہر شخص کے لیے اس کی مثل (عذاب) ہے۔ (1)

امام الفریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یمن سے ایک گروہ

1۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 141، وزارت تعلیم اسلام آباد

حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى الخ آیت کا کیا مطلب ہے۔ ابن عباس نے فرمایا تمہیں اس مسئلہ کا علم نہیں ہے۔ اس آیت سے پہلے والی آیت پڑھ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ الخ۔ اس نے یہ آیت پڑھی تو ابن عباس نے فرمایا جو ان نعمتوں سے اندھا ہے جو اس نے دیکھی ہیں تو وہ آخرت کے امر میں بھی اندھا ہے جو دیکھی نہیں گئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو دنیا میں اللہ کی قدرت (کا نظارہ کرنے) سے اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو سورج، چاند، رات اور دن اور دوسری مختلف نشانیوں کو دیکھنے سے اندھا ہے اور ان کو دیکھ کر قدرت الٰہیہ کی تصدیق نہیں کرتا ہے، جو آیات الٰہیہ ان سے غائب ہیں ان سے تو یہ زیادہ اندھا ہوگا۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَ لَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

''اور انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ آپ کو برگشتہ کر دیں اس (کتاب) سے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے تاکہ آپ بہتان باندھ کر (منسوب کریں) ہماری طرف اس کے علاوہ۔ تو اس صورت میں وہ آپ کو اپنا گہرا دوست بنالیں گے۔ اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ ضرور مائل ہو جاتے ان کی طرف کچھ نہ کچھ۔ (بفرض محال اگر آپ ایسا کرتے) تو اس وقت ہم آپ کو چکھاتے دوگنا عذاب دنیا میں اور دوگنا عذاب موت کے بعد پھر آپ نہ پاتے اپنے لیے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار''۔

امام ابن اسحق، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: امیہ بن خلف، ابوجہل بن ہشام اور دوسرے قریش کے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ آئیں اور ہمارے معبودوں کے سامنے جھکیں تو ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قوم کی جدائی بہت شاق تھی اور آپ ان کے اسلام لانے کو پسند فرماتے تھے، آپ کے دل میں ان کے لیے کچھ نرمی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 150، (مفہوم) داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی عن باذان عن جابر بن عبداللہ کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو استلام کیا تو کفار نے آپ سے کہا: ہم آپ کو حجر اسود کو استلام کی اجازت نہ دیں گے حتی کہ آپ ہمارے خداؤں کی طرف جھکیں، رسول اللہ ﷺ نے سوچا اگر میں ایسا کردوں تو کیا حرج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں ان کا سخت مخالف ہوں، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی، وَ اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب (کعبہ) کا طواف کرتے تو مشرکین کہتے کہ ہمارے خداؤں کو بھی استلام کرو تا کہ تجھے کچھ نقصان نہ پہنچائیں، اس سے پہلے کہ آپ ایسا کر لیتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی وَ اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اگر آپ ہماری طرف مبعوث کیے گئے ہیں تو ان گھٹیا اور غلام لوگوں کو اپنی جماعت سے نکال دیں ہم آپ کے اصحاب بن جائیں گے۔ آپ کا کچھ میلان ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: وَ اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ الخ۔

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى سورت نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو پڑھا اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ (النجم) تو شیطان نے آپ کی کلام میں یہ دو کلمے داخل کرنے کی کوشش کی تلك العرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ نبی کریم ﷺ نے باقی سورت پڑھی اور سجدہ تلاوت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ الخ۔ آپ ﷺ ہمیشہ پریشان رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى (الحج:52) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اسکے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں ایک سال مہلت دیں حتی کہ ہمارے بتوں کے لیے نذرانے اور ہدیے آجائیں۔ جب ہم اپنے بتوں کے نذرانوں اور ہدیوں پر قبضہ کرلیں گے تو ہم اسلام قبول کرلیں گے اور اپنے بتوں کو توڑ دیں گے، آپ ﷺ نے انہیں مہلت دینے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ...... الآیہ۔(2)

ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ سے مراد دنیا اور آخرت کا دوگنا عذاب ہے۔(3)

امام بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ سے مراد عذاب قبر ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ضِعْفَ الْمَمَاتِ سے مراد عذاب القبر ہے۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 148، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 150 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 151

يَلۡبَثُوۡنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ
رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى
غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ
الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

''اورانہوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ پریشان ومضطرب کردیں آپ کواس علاقہ سے تاکہ نکال دیں آپ کو یہاں سے اور (اگرانہوں نے یہ حماقت کی) تب وہ نہیں ٹھہریں گے (یہاں) آپ کے بعد مگرتھوڑا عرصہ۔ (یہی ہمارا) دستور ہے ان کے بارے میں جنہیں ہم نے بھیجا آپ سے پہلے رسول بنا کر اور آپ نہیں پائیں گے ہمارے اس دستور میں کوئی ردو بدل۔ نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعد رات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجئے) نماز صبح بلاشبہ نماز صبح۔ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے، یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ پہلے انبیائے کرام شام میں رہتے تھے، آپ مدینہ (طیبہ) میں کیوں رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے روانگی کا ارادہ فرمایا تو یہ آیات نازل ہوئیں وَ اِنۡ كَادُوۡا لَيَسۡتَفِزُّوۡنَكَ مِنَ الۡاَرۡضِ الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ بعض یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: انبیاء کی زمین تو شام کی زمین ہے۔ یہ (مدینہ) تو انبیاء کی جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنۡ كَادُوۡا لَيَسۡتَفِزُّوۡنَكَ مِنَ الۡاَرۡضِ الخ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو شام چلے جایئے کیونکہ شام محشر کی زمین ہے اور انبیاء کی زمین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات مان لی۔ آپ نے غزوۂ تبوک پر شام کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ جب آپ تبوک کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل فرمائیں: وَ اِنۡ كَادُوۡا لَيَسۡتَفِزُّوۡنَكَ مِنَ الۡاَرۡضِ الخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ طیبہ لوٹنے کا حکم ملا اور فرمایا: اس میں آپ کی زندگی، موت ہے اور اسی جگہ سے دوبارہ اٹھنا ہے۔ جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں۔ کیونکہ ہر نبی کے لیے ایک مخصوص سوال کی اجازت ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا جبرئیل! میں اپنے رب سے کیا سوال کروں، جبرئیل نے کہا یہ دعا کیجئے رب ادخلنی الخ اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت

33B

اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہے۔ یہ آیات تبوک سے واپسی پر نازل ہوئیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز انہیں ہلاک کر دیا (اور ان کے اس ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا)۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے کہ رسولوں کے ساتھ جب ان کی قوم میں اس قسم کے کرتوت کرتیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دیتا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ قلیل سے مراد ان کا بدر کی جنگ میں پکڑا جانا ہے۔ یہ عرصہ قلیل تھا اور اس کے بعد کا عرصہ کثیر تھا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قلیل سے مراد اٹھارہ ماہ کا عرصہ ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد غروب الشمس ہے۔ عرب کہتے ہیں دَلَكَتِ الشَّمْسُ، جب سورج غروب ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد غروب الشمس ہے۔

امام ابن مردویہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد زوال الشمس ہے۔

امام البزار، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد زوال الشمس ہے۔

عبدالرزاق نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد نصف النہار کے بعد سورج کا مائل ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد زوال الشمس ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے ابن المنذر اور ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد سائے کا مائل ہونا اور لوٹنا ہے۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام دلوک شمس کے وقت جب سورج ڈھل گیا تشریف لائے اور مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ۔(6)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں اپنے سردار قیس بن السائب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 254، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 153 4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 155 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158 6۔ ایضاً

کی قیادت اور رہنمائی کرتا تھا وہ مجھ سے پوچھتے تھے کیا سورج ڈھل چکا ہے؟ میں کہتا ہاں، تو وہ ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔
ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت ظہر کی نماز ادا فرماتے تھے۔
امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عشاء کی نماز ہے۔
امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ غَسَقِ الَّیْلِ سے مراد رات اور تاریکی کا اجتماع ہے۔
امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غَسَقِ الَّیْلِ کا معنی رات کا ظاہر ہونا ہے۔(1)
امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الارق رحمہ اللہ نے ابن عباس سے کہا کہ مجھے غَسَقِ الَّیْلِ کا مطلب بتائیں تو آپ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے رات کا اپنی تاریکی کے ساتھ داخل ہونا۔ اس کے بارے زہیر بن ابی اسلمی کا شعر ہے:

ظَلَّتْ تَجُوْبُ يَدَاهَا وَهِيَ لَاهِبَةٌ حَتَّى اِذَا جَنَحَ الْاَظْلَامُ فِي الْغَسَقِ

''اس نے اپنے ہاتھوں کو کاٹا جب کہ وہ پیاسی نہ تھی حتی کہ رات تاریکی میں داخل ہوگئی''۔
ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ کا معنی مائل ہونا ہے اور غَسَقِ الَّیْلِ کا مطلب سورج کا غروب ہونا ہے۔
امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد آسمان کے بطن سے سورج کا زائل ہونا ہے اور غَسَقِ الَّیْلِ کا مطلب سورج کا غروب ہونا ہے۔
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کا معنی صبح کی نماز روایت کیا ہے۔
امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کا معنی صبح کی نماز روایت کیا ہے۔
امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کے تحت روایت کیا ہے کہ فجر کی نماز کے وقت فرشتے اور جن حاضر ہوتے ہیں۔
امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز میں جمع ہو جاتے ہیں۔(2)
امام عبد الرزاق، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے صبح کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ فرماتے تھے کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔(3)
امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 141، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 686، وزارت تعلیم اسلام آباد

فرشتوں میں سے رات اور دن کی نگہبانی کرنے والے فرشتے صبح کی نماز کے وقت ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا پھر فرمایا رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اترتے ہیں۔(1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: اس وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔(2)

عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن مسعود صبح کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے، جب لوگ قبلہ کی طرف پیٹھوں سے سہارا لے کر بیٹھے تو انہوں نے فرمایا: قبلہ شریف ہو جاؤ فرشتوں اور ان کی نماز کے درمیان حائل نہ ہو جاؤ کیونکہ یہ دو رکعتیں فرشتوں کی نماز ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے کتاب الصلوۃ میں حضرت علقمہ اور الاسود رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نماز تہجد سونے کے بعد ہوتی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ رات کا قیام باقی لوگوں سے منسوخ ہو گیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَافِلَةً لَّكَ کے تحت روایت کیا کہ رات کا قیام کا امر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور آپ پر ہی فرض تھا۔(4)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے سنت ہیں الوتر، مسواک کرنا، اور رات کا قیام۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر، محمد بن نصر اور بیہقی نے دلائل میں مجاہد سے نَافِلَةً لَّكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زائد نماز تھی کیونکہ آپ کے پہلے اور پچھلے سب خلاف اولیٰ اعمال بھی مٹا دیئے گئے تھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضی نماز کے ساتھ جو نفل نماز پڑھی وہ آپ کے لیے نفل تھی، سوائے فرضی نماز کے کیونکہ فرضی نماز کے علاوہ تمام اعمال کفارۂ ذنوب کے لیے ہوتے ہیں، آپ کے لیے یہ اعمال نوافل اور زیادتی کے طور پر تھے۔ لوگ فرائض کے علاوہ جو اعمال کرتے ہیں وہ کفارۂ ذنوب کے لیے ہوتے ہیں لوگوں کے لیے وہ زائد نہیں ہوتے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ ابن المنذر نے الحسن سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام محمد بن نصر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ رات کے نوافل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 232، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 161، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 164
4۔ ایضاً
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 264، دارالفکر بیروت

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نَافِلَةً لَّكَ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے لیے یہ فضیلت اور نفل ہیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہ سے نَافِلَةً لَّكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے لیے نفل ہے اور تمہارے لیے فضیلت ہے۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے لیے نوافل خاص تھے۔(1)

امام طیالسی، ابن نصر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان اور الخطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ پھر بیٹھ جاتا ہے تو اس حالت میں بیٹھتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرتا ہے تو یہ اس کے لیے فضیلت ہوتی ہے۔ ان سے پوچھا گیا نافلہ؟ فرمایا نبی کریم ﷺ کے لیے نافلہ تھی۔ عام آدمی کے لیے نافلہ کیسے ہو سکتی ہے۔ وہ تو ہر لمحہ گناہ اور خطا کے درپے ہوتا ہے۔ لیکن یہ فضیلت ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ قیامت کے روز گھٹنوں کے بل ہوں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی، لوگ اپنے اپنے نبی سے عرض کریں گے اے فلاں! ہماری شفاعت کر (ہر نبی معذرت کرے گا اور کہے گا کسی اور کے دروازے پر جاؤ) حتی کہ لوگ شفاعت کے لیے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔(3)

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مَقَامًا مَّحْمُودًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اس سے مراد وہ مقام ہے جس میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَقَامًا مَّحْمُودًا شفاعت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے مَقَامًا مَّحْمُودًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: وہ شفاعت ہے۔(4)

احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن اٹھیں گے تو میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے میرا رب مجھے سبز جوڑا پہنائے گا پھر مجھے وہ کلمات کہنے کی اجازت دے گا جو وہ چاہے گا کہ میں کہوں۔ پس وہ مقام محمود ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 438 (4856)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 28 (2779)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ کنز العمال، جلد 4، صفحہ 390، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 281 (299) 5 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت

الایمان میں حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے اہل علم میں سے ایک شخص نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز زمین چمڑے کی طرح پھیلائی جائے گی، ہر انسان کے لیے صرف پاؤں رکھنے کی جگہ ہوگی۔ سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا، میں سجدہ میں گر جاؤں گا پھر مجھے اذن ہوگا۔ پس میں عرض کروں گا: یارب! اس جبرئیل نے مجھے بتایا اور جبرئیل رحمٰن کے دائیں جانب ہوگا۔ اللہ کی قسم! تو نے اسے میری طرف بھیجا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام خاموش کھڑے ہوں گے کلام نہیں کریں گے حتی کہ رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے سچ کہا پھر مجھے اذن شفاعت ہوگا میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں نے اطراف ارض میں تیری عبادت کی۔ یہ مقام محمود ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے صحیح کہا ہے)، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں اور خطیب رحمہم اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ ایک زمین میں جمع کیے جائیں گے، داعی ان کو آواز سنائے گا سب سے نظر گزر جائے گی۔ لوگ برہنہ پا اور لباس سے عاری ہوں گے جیسے کہ وہ پیدا کیے گئے ہیں، سب ساکت کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی زبان نہیں کھولے گا، ندا آئے گی یا محمد! حضور عرض کریں گے لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ، اَلْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ وَعَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَبِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ۔ یہ مقام محمود ہے۔

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ سورج قریب ہو جائے گا حتی کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ لوگ اسی کیفیت میں ہوں گے کہ وہ آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں تو اس کے قابل نہیں ہوں، پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی معذرت کریں گے۔ پھر محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے پس آپ شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا پس آپ چلیں گے حتی کہ جنت کے دروازے کو پکڑیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ تمام لوگ اس دن آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے۔(1)

امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں مقام محمود پر کھڑا ہوں، پوچھا گیا مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا: جب تمہیں لایا جائے گا جب کہ تم برہنہ پا ہوگے، لباس سے عاری ہوگے، بغیر ختنہ کے ہوگے۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ ارشاد ہوگا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ، پس دو سفید چادریں لائی جائیں گے۔ حضرت ابراہیم انہیں پہن لیں گے پھر عرش کے سامنے بیٹھ جائیں گے پھر ایک لباس لایا جائے گا جسے میں پہنوں گا۔ میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ جہاں کوئی کھڑا نہیں ہوگا، پہلے اور پچھلے (میرے اس مقام کو دیکھ کر) رشک کریں گے پھر کوثر سے ایک نہر حوض کی طرف کھولی جائے گی۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً

امام ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ مقام محمود کیا ہے جسکا ذکر تمہارے رب نے فرمایا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ اور بغیر ختنہ کیے ہوئے اٹھائے گا جیسا کہ جس دن تم پیدا ہوئے تھے۔ بڑی گھبراہٹ سے دو چار ہوں گے اور بڑی مصیبت انہیں انتہائی پریشان کرے گی اور پسینہ ان کے مونہوں تک پہنچ رہا ہوگا اور انتہائی شدت اور تکلیف میں ہوں گے۔ مجھے ہی سب سے پہلے بلایا جائے گا اور مجھے ہی سب سے پہلے لباس عطا کیا جائے گا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ انہیں جنت کے دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے، پھر انہیں کرسی کے سامنے بیٹھنے کا حکم ہوگا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، میرے سوا مخلوق میں سے (وہاں) کوئی کھڑا نہیں ہوگا، میں کلام کروں گا تو سب سنیں گے اور میں شہادت دوں گا تو سب لوگ تصدیق کریں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے **عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا** کی آیت تلاوت فرمائی۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آپ کو تخت پر بٹھائے گا۔

امام ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا، یہ فخر نہیں (حقیقت کا اظہار ہے) لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، یہ بطور فخر نہیں (بلکہ اظہار حقیقت کہہ رہا ہوں)۔ اس دن آدم علیہ اور آپ کی ساری اولاد میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی، سب سے پہلے زمین میرے اوپر سے کھلے گی۔ یہ فخر نہیں (اظہار حقیقت ہے) لوگوں کو تین گھبراہٹیں اور پریشانیاں لاحق ہوں گی، لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ عرض کریں گے آپ ہمارے باپ ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں، آدم علیہ السلام فرمائیں گے مجھ سے (نسیانا) ایک لغزش ہوئی تھی، جس کی وجہ سے میں زمین پر اتارا گیا، لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ آپ فرمائیں گے میں نے اہل زمین کے خلاف دعا کی تھی پس وہ سب ہلاک ہو گئے تھے (اس لیے میں تو اس بارگاہ صمدیت میں کچھ عرض نہیں کرسکتا) لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت کی گئی لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے میں لوگوں کے ساتھ چل پڑوں گا۔ میں جنت کے حلقہ کو پکڑوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کون ہے، میں کہوں گا محمد (ﷺ) فرشتے میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔ میں سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد و ثناء اور بزرگی بیان کرنے کے لیے الفاظ الہام فرمائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا سر اٹھاؤ سوال کرو عطا کیا جائے گا، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ یہ مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا **عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا**۔ (1)

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 143، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل قبلہ اور اہل ایمان میں سے ایک قوم کو دوزخ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالے گا۔ یہی مقام محمود ہے

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے جہنمیین کی حدیث کا ذکر کیا۔ ان سے پوچھا گیا یہ تم کیا بیان کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ (آل عمران: 192) ''بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے''۔ ایک اور مقام پر فرمایا كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا (السجدہ:20) ''جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے انہیں اس میں لوٹا دیا جائے گا''۔ حضرت جابر نے فرمایا کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ سائل نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تو نے مقام محمود سنا ہے؟ سائل نے کہا ہاں۔ فرمایا یہ مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے ذریعے اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ جس کو نکالنا چاہے گا دوزخ سے نکالے گا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اذن شفاعت عطا فرمائے گا، روح القدس جبرئیل امین کھڑے ہوں گے پھر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوں گے پھر عیسیٰ یا موسیٰ علیہما السلام کھڑے ہوں گے پھر تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لیے کھڑا ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے زیادہ کسی کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی، یہی مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی اس آیت میں فرمایا ہے: عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے میرے اس مقام محمود پر فائز کرنے کا سوال کرو جس کا اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سن کر یہ دعا مانگی اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ آتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، تو قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، مانگو، قبول کی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سے سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے۔ امتی: دو یا تین مرتبہ یہ کلمہ کہیں گے (یعنی یا رب! میری امت کی خیر!) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شخص کی شفاعت کریں گے جس کی دل میں گندم کے دانہ کے برابر یا جو کے دانہ یا رائی کے برابر ایمان ہوگا حضرت سلمان نے فرمایا: یہی مقام محمود ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے لائق) عرش سے نزول فرمائے گا اور عرش اس طرح چر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 686، قدیمی کتب خانہ کراچی

چر چر کرے گا جس طرح نیا کجاوہ تنگی کی وجہ سے چر چر کرتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور جبرئیل کے درمیان بٹھائے گا۔ آپ ﷺ اپنی امت کی شفاعت کریں گے۔ یہی مقام محمود ہے۔(1)

دیلمی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ مجھے تخت پر بٹھائے گا۔(2)

امام ابن جریر نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی (ﷺ) کو نبی عبد اور نبی ملک (بادشاہ) بننے میں اختیار دیا گیا تو جبرئیل نے آپ ﷺ کو تواضع کرنے کا اشارہ کیا، آپ ﷺ نے نبی عبد بننے کو اختیار فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دو چیزیں عطا فرمائیں: سب سے پہلے آپ کی زمین کھلے گی (یعنی سب سے پہلے آپ کی قبر کھلے گی) اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والے آپ ہوں گے، اہل علم اسے مقام محمد خیال کرتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔(4)

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

''اور دعا مانگا کیجئے اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو''۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، حاکم (انہوں نے بھی اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی (ان دونوں نے دلائل میں یہ حدیث نقل کی ہے اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(5)

امام حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کرنے اور مدینہ میں داخل ہونے کا حکم دیا مُخْرَجَ صِدْقٍ سے مراد مکہ مکرمہ اور مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ نے جان لیا کہ انہیں توفیق الٰہی کے بغیر اس خروج و دخول کی طاقت نہیں ہے، اس لیے سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا کا سوال کیا تا کہ کتاب اللہ کی حفاظت، حدود الٰہیہ اور اقامت دین کا فریضہ بحسن و خوبی ادا ہو سکے کیونکہ سلطان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غلبہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان قائم فرماتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے پے غارت گری کرتے اور طاقتور ضعیف کو کھا جاتا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 62 (12474)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 58 (4159)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 167، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 168
5۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 142، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ جتنا قرآن کے ذریعے روکتا ہے اس سے کہیں زیادہ سلطان (عزت وغلبہ) کے ذریعے روکتا ہے۔

امام الزبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار مدینہ میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مُدْخَلَ صِدْقٍ مدینہ طیبہ کو بنایا اور مُخْرَجَ صِدْقٍ مکہ مکرمہ کو اور سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا انصار کو بنایا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ کی آیت تلاوت فرمائی تو مُدْخَلَ کو میم کے فتح کے ساتھ پڑھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد موت ہے اور مُخْرَجَ صِدْقٍ سے مراد موت کے بعد حیات ہے۔(1)

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

''اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل، بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔ اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو (باعث) شفا ہیں اور سراپا رحمت ہیں اہل ایمان کے لیے اور قرآن نہیں بڑھاتا ظالموں کے لیے مگر خسارہ کو''۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت موجود تھے۔ آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس لکڑی کے ساتھ چھونا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ یہ آیت کریمہ پڑھتے گئے: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے: جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا یُعِیْدُ ﴿۴۹﴾ (سبا)(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور ابن المنذر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا تو وہ اپنے مونہوں کے بل گر پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔(3)

امام طبرانی نے الصغیر میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، ابلیس نے ان کے پاؤں تانبے کے ساتھ باندھ رکھے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ چھڑی جس بت کی طرف جھکاتے۔ وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت یہ آیت پڑھ رہے تھے: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 172، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 142، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، جلد 7، صفحہ 403 (36905)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

الْبَاطِلُ الخ۔ آپ تمام بتوں کے پاس سے گزرے (اور سب کو زمین بوس کر دیا)۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے زَهُوْقًا کا معنی جانے والا روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْحَقُّ سے مراد قرآن ہے اور الْبَاطِلُ سے مراد شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مومنین کے لیے رحمت اور باعث شفا بنایا، مومن اسے سنتا ہے تو اس سے نفع حاصل کرتا ہے اسے یاد کرتا ہے اور اسے دل میں محفوظ کرتا ہے جب کہ ظالم لوگ نہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں، نہ اس کو یاد کرتے ہیں اور نہ اس کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس قرآن کے ساتھ جو بیٹھتا ہے اور پھر کھڑا ہوتا ہے تو اس میں کچھ زیادتی یا کمی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو ہو چکا ہے کہ یہ قرآن مومنین کے لیے باعث شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے لیے بجز خسارہ کے کچھ اضافہ نہیں کرتا۔

وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

''اور جب ہم کوئی انعام فرماتے ہیں انسان پر تو وہ (بجائے شکر کے) منہ پھیر لیتا ہے، پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب پہنچتی ہے اسے کوئی تکلیف تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص عمل پیرا ہے اپنی فطرت کے مطابق پس تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر (گامزن) ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ کا معنی تَبَاعَدَ مِنَّا (ہم سے دور ہو گیا) روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَـُٔوْسًا کا معنی قَنُوْطًا (مایوس) روایت کیا ہے۔ اور عَلٰى شَاكِلَتِهٖ کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ ہر شخص اپنے ارادہ کے مطابق عمل کرتا ہے۔(5)

ہناد اور ابن المنذر نے الحسن سے اس کا معنی علی نِيَّتِهٖ روایت کیا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 72 (مفہوم)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 177 5۔ ایضاً

''اور یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق (انہیں) بتائیے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیا گیا تمہیں علم مگر تھوڑا سا''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ روح کے متعلق سوال کرنے والے یہود تھے۔ (1)

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ویران علاقہ میں چل رہا تھا جب کہ آپ ﷺ کھجور کی ایک چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ کا گزر یہود کے ایک گروہ کے پاس سے ہوا۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ان سے روح کے متعلق پوچھو، بعض نے کہا: یہ نہ پوچھو کہ کہیں کوئی ایسا جواب نہ دے دیں جو تمہیں پسند نہ ہو بعض نے کہا: ہم ضرور پوچھیں گے۔ پس ایک شخص اٹھا اور کہا اے ابوالقاسم! روح کی حقیقت کیا ہے؟ (آپ خاموش ہو گئے) آپ اسی طرح لاٹھی پر سہارا لیے ہوئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے (پس میں ٹھہر گیا) پھر جب وحی کی کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ (2)

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمہ میں حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی نے (ان دونوں نے دلائل میں) ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے یہود سے کہا: تم ہمیں کوئی سوالات بتاؤ جو ہم اس شخص (محمد ﷺ) سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا: تم اس سے روح کے متعلق پوچھو، قریش نے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ، یہود نے کہا: ہمیں علم کثیر عطا کیا گیا ہے، ہمیں تورات عطا کی گئی ہے اور جسے تورات عطا کی گئی اسے خیر کثیر عطا کیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ الخ (الکہف: 109) (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ جو روح جسم میں ہوتی ہے اسے کیسے عذاب دیا جاتا ہے؟ روح اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے متعلق آپ ﷺ پر کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ پس جبرئیل امین آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ ارشاد سنایا: قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ الخ۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ ارشاد سنایا تو کہنے لگے: یہ پیغام تمہارے پاس کون لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل۔ انہوں نے کہا: یہ تو تمہیں ہمارے دشمن نے بتایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (البقرہ: 97)

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 142، وزارت تعلیم اسلام آباد 3۔ ایضاً

والصفات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: روح فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان کی ستر ہزار لغتیں ہیں۔ وہ ان تمام لغات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتا رہے گا۔ (1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار پر ہیں۔ ان میں سے دو پر مشرق و مغرب کے درمیان ہیں۔ اس کے ہزار منہ ہیں اور ہر منہ کی ایک زبان، دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں۔ وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: روح اللہ کے امر میں سے ایک امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی صورت پر ان کی تصویریں بنائی ہے۔ کوئی فرشتہ آسمان سے نازل نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ روح میں سے ایک ہوتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا (النباء: 38) جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے اس آیت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ مقام و مرتبہ پایا نہیں جا سکتا اور اس پر تمام زائد (اپنی علمی تشریحات) نہ کرو، بس اتنا کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا ہے، وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا جب کہ آپ کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن زیاد سے روایت کیا ہے: انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ دو شخصوں کا وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کے متعلق اختلاف ہوا تو ایک نے کہا: اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ دوسرے نے کہا: بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان میں سے ایک حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس گیا اور آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے سورۂ بقرہ پڑھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: جو علم سورۂ بقرہ میں نہیں ہے اس کے علاوہ سورتوں میں ہے، اس سے مراد یہود ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ روح سے مراد فرشتہ ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن ام الحکم الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تھے کہ یہود آئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) روح کی حقیقت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ پھر فرمایا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ۔

امام ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: روح فرشتوں کے ساتھ ایک مخلوق ہے۔ جنہیں فرشتے بھی نہیں دیکھ سکتے جس طرح تم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ روح ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

ساتھ مخصوص رکھا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم عطا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انس و جن دس اجزاء ہیں۔ انس ایک جزء ہیں اور جن نو اجزاء ہیں، ملائکہ اور جن دس اجزاء ہیں جن اس میں سے ایک جز ہیں اور ملائکہ نو اجزاء ہیں، ملائکہ اور روح دس اجزاء ہیں، اس میں سے روح ایک جزء اور کروبیان نو اجزاء ہیں۔

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہود کے علماء آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ﷺ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کہتے ہو کہ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اس سے آپ نے ہماری ذات مراد لی ہے یا آپ نے اپنی قوم مراد لی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہاری قوم مراد لی ہے۔ یہود نے کہا تم پڑھتے ہو کہ ہمیں تورات عطا کی گئی ہے اور اسی میں ہر چیز کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کے علم میں قلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ عطا فرمایا ہے جس پر تم نے عمل کیا اور نفع اٹھایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (لقمان) (1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کے مخاطب محمد ﷺ اور تمام لوگ ہیں۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت کے مخاطب یہود ہیں۔ (3)

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ ٨٦ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ ٨٧

"اور اگر ہم چاہتے تو سلب کر لیتے وہ وحی جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے پھر آپ کوئی ایسا وکیل نہ پاتے جو آپ کے لیے اس کے متعلق ہماری بارگاہ میں وکالت کرتا۔ سوائے اپنے رب کی رحمت کے (کہ وہ ہمہ وقت آپ کے شامل حال ہے) یقیناً اس کا فضل (وکرم) آپ پر بہت بڑا ہے"۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یمن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہا اَبَيْتَ اللَّعْنَ یعنی آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگ آپ پر لعنت کریں (یہ بادشاہوں کو سلام کرنے کا طریقہ تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ۔ یہ طرز سلام تو بادشاہ کے لیے اختیار کیا جاتا ہے، میں تو بادشاہ نہیں ہوں۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم تجھے تیرے نام سے نہیں بلائیں گے۔ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 81-180، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 181 3۔ ایضاً

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابو القاسم ہوں، انہوں نے کہا: اے ابو القاسم! ہم نے (اپنے دلوں میں) ایک بات چھپائی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ۔ اس طرح کے سوالات تو کاہن سے کیے جاتے ہیں۔ کاہن، متکہن اور کہانت آگ میں ہیں، یمنیوں میں سے ایک نے کہا: کون گواہی دیتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کنکریوں نے آپ کی مٹھی میں ہی کہا: ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، یمنیوں نے کہا: ہمیں بھی وہ قرآن سناؤ جو آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ٍ الْكَوَاكِبِ ۙ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (الصافات) تلاوت فرمائی۔ آپ کی ہر حرکت کرنے والی نس ساکن ہوگئی اور آپ کے آنسو داڑھی مبارک تک پہنچ گئے۔ یمنیوں نے کہا: ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ رو رہے ہیں، کیا آپ اس کے خوف سے رو رہے ہیں جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ فرمایا: بلکہ اس کے خوف سے رو رہا ہوں جس نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اس نے مجھے ایسے راستہ پر مبعوث کیا ہے جو تلوار کی مثل ہے، اگر اس سے ادھر ادھر ہوا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ قرآن اٹھا لیا جائے گا، پوچھا گیا کیسے اٹھا لیا جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ثبت کر دیا ہے اور ہم نے مصاحف میں لکھ دیا ہے؟ فرمایا: قرآن رات میں اٹھا لیا جائے گا کوئی ایک آیت بھی کسی دل اور مصحف میں باقی نہ رہے گی۔ لوگ صبح کریں گے تو ان میں قرآن کا کوئی حصہ بھی موجود نہ ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ۔(2)

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن پر ایک رات ایسی آئے گی کہ قرآن اٹھا لیا جائے گا، کسی کے مصحف میں جو آیت ہوگی اٹھالی جائے گی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: قرآن ایک رات میں اٹھا لیا جائے، لوگوں کے سینوں میں جو کچھ ہوگا اٹھا لیا جائے گا، زمین پر قرآن کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔(3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن اٹھا لیا

1۔ نوادر الاصول، باب قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیۃ، جلد 1، صفحہ 200، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 181 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 143 (مفہوم)، دار الفکر بیروت

جائے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ قرآن اٹھالیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا: یہ مصاحف تو اٹھالیے جائیں گے اور لوگوں کے سینوں سے بھی قرآن اٹھالیا جائے گا۔ لوگ صبح کریں گے تو کہیں گے: ہم کچھ جانتے تو تھے۔ پھر وہ اشعار پڑھنے میں مشغول ہو جائیں گے۔ حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حذیفہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کو اس طرح مٹادیا جائے گا جس طرح کپڑے کو مٹایا جاتا ہے حتی کہ روزہ، صدقہ اور قربانی کا علم ہی نہ ہوگا اور ایک رات کتاب اللہ پر ایسی آئے گی کہ سب اٹھالی جائے گی زمین میں اس کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں باقی رہ جائیں گی۔ وہ کہیں گے ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر پایا اور ہم بھی یہی کہتے ہیں۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریب ہے کہ اسلام مٹادیا جائے گا جیسے کپڑے کا رنگ مٹایا جاتا ہے۔ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن اس کی حلاوت نہ پائیں گے۔ رات گزاریں گے پھر صبح کریں گے تو قرآن اور اس سے پہلے والی کتب اٹھالی گئی ہوں گی حتی کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتوں کے دلوں سے قرآن سلب ہو جائے گا۔ وہ نماز، روزے اور قربانی کا وقت بھی نہ پہچانیں گے حتی کہ لوگوں میں سے ایک کہنے والا کہے گا: ہم لوگوں کو سنتے تھے کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے تھے اور ہم بھی کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک رات میں قرآن اٹھالیا جائے گا۔ پس مجتہدین اپنے اوقات میں کھڑے ہوں گے تو کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ وہ دوڑ کر اپنے مصاحف کی طرف جائیں گے تو ان پر بھی قادر نہ ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کے پاس جائیں گے، ملاقات کریں گے اور ایک دوسرے کو وہ کیفیت بتائیں گے جس سے وہ دوچار ہوں گے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قرآن کی طرف پیغام بھیجا جائے گا اور زمین سے اٹھالیا جائے گا۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ قرآن جہاں سے نازل ہوا تھا وہاں واپس چلا جائے گا۔ عرش کے اردگرد شہد کی مکھیوں کی طرح اس کی آواز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تجھے کیا ہوا؟ قرآن عرض کرے گا یارب؟ مجھے پڑھا تو گیا لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا گیا۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے اللیث حضرت بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب لوگ دوسری کتب کی طرف متوجہ ہوں گے تو قرآن اٹھالیا جائے گا، لوگ دوسری کتب پر اوندھے گرے ہوں گے اور قرآن کو چھوڑ دیں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت معاذ بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: جب تک میں تمہارے درمیان ہوں تم میری اطاعت کرو۔ پس جب میں چلا جاؤں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 520 (8460)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تو تم پر کتاب پر عمل کرنا لازم ہے۔ اس کے حلال کو حلال کرو اور اس کے حرام کو حرام کرو کیونکہ لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ ایک رات میں قرآن کو لے جایا جائے گا دلوں اور مصاحف سے محو کر دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کتاب اللہ پر ایک ایسی رات گزرے گی کہ یہ آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا۔ زمین پر نہ قرآن باقی رہے گا نہ تورات، نہ انجیل اور نہ زبور۔ لوگوں کے دلوں سے بھی سلب کر لیا جائے گا۔ صبح وہ نماز میں ہوں گے تو انہیں اپنی کیفیت کا علم نہ ہوگا۔ (1)

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ پر ایک رات ایسی گزرے گی کہ وہ اٹھالیا جائے گا۔ لوگ صبح کریں گے تو کسی مسلمان کے دل میں اور زمین میں قرآن کی کوئی آیت بھی نہ ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ذکر اور قرآن اٹھالیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! یہ کیا کتابیں ہیں جن کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم انہیں کتاب اللہ کے ساتھ لکھتے ہو، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی وجہ سے ناراض ہو جائے۔ اس پر ایک ایسی رات آئے گی کہ وہ اٹھالیا جائے کسی دل اور کسی کاغذ پر کوئی ایک حرف بھی باقی نہ رہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے گا اس کے دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو باقی رکھے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے قاسم بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رات کے نصف میں قرآن اٹھا لیا جائے گا۔ جبرئیل امین آئیں گے اور اسے لے جائیں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ ...... الآیہ۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

"(بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر اکھٹے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔ اور بلاشبہ ہم نے طرح طرح سے (بار بار) بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں (تا کہ وہ ہدایت پائیں) پس انکار دیا اکثر لوگوں نے سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں گے"۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 552 (8544)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس محمود بن سیحان، نعیمان بن اضی اور مجزیٰ بن عمر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) یہ جو آپ لے آئے ہیں واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ جو آپ کتاب لائے ہیں اس میں تورات کی طرح نظم ونسق نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، انہوں نے کہا: جیسا کلام آپ لائے ہیں ایسا ہم بھی پیش کر سکتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ الخ۔(1)

امام ابن جریر نے ابن جریج سے قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر جن مقابلہ میں آ جائیں اور انسان ان کی معاونت کریں پھر ایک دوسرے کی خوب مدد کریں تو بھی اس قرآن کی مثل پیش نہیں کر سکیں گے۔(2)

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًاۙ۝۹۰ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًاۙ۝۹۱ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًاۙ۝۹۲ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۠۝۹۳ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا۝۹۴ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓىِٕكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۝۹۵ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا۝۹۶

''اور کفار نے کہا ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ پر جب تک آپ رواں نہ کر دیں ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ۔ یا (لگ کر تیار) ہو جائے آپ کے لیے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر آپ جاری کر دیں ندیاں جو اس باغ میں (ہر طرف) بہ رہی ہوں یا آپ گرا دیں آسمان کو جیسے آپ کا خیال ہے، ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو (بے نقاب کر کے) ہمارے سامنے لے آئیں یا (تعمیر) ہو جائے آپ کے لیے ایک گھر سونے کا یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم تو اس پر بھی ایمان نہ لائیں گے کہ آپ آسمان پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 183

چڑھیں یہاں تک کہ آپ اتار لائیں ہم پر ایک کتاب جسے ہم پڑھیں۔آپ (ان سب خرافات کے جواب میں اتنا) فرمادیں میرا رب (ہر عیب سے) پاک ہے، میں کون ہوں مگر آدمی (اللہ کا) بھیجا ہوا۔اورنہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے جب آئی ان کے پاس ہدایت مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا کہ کیا بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر (ایسا نہیں ہوسکتا) فرمائیے اگر ہوتے زمین میں (انسانوں کی بجائے) فرشتے جو اس پر چلتے (اور اس میں) سکونت اختیار کرتے تو ہم (ان کی ہدایت کے لیے) ان پر اتارتے آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر۔فرمائیے کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان، بے شک وہ اپنے بندوں (کے احوال) کو خوب جاننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن اسحٰق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عتبہ، شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے، ابوسفیان بن حرب، بنی عبدالدار کا ایک شخص (بغوی نے اس کا نام نضر بن حارث لکھا ہے)، ابو البختری، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، منبہ اور منبہ جو حجاج کے بیٹے تھے، یہ سب اور کچھ اور بدبخت سورج کے غروج ہونے کے بعد کعبہ کے قریب جمع ہوئے۔بعض نے کہا: محمد (ﷺ) کی طرف چند لوگوں کو بھیجو جو ان سے بات کریں اور جھگڑا طے کریں تاکہ بعد میں جو کچھ بھی ہو تو ہم معذور سمجھے جائیں۔انہوں نے مشورہ سے آپ ﷺ کی طرف ایک شخص کے ذریعے پیغام بھیجا کہ تمہاری قوم کے اشراف تمہارے ساتھ بات کرنا چاہتے ہیں۔حضور ﷺ اسلام کی قبولیت کی حرص میں جلدی جلدی تشریف لے آئے۔آپ کا گمان تھا کہ کوئی خوشگوار تبدیلی آچکی ہوگی۔آپ ﷺ ان کی ہدایت کے انتہائی خواہاں تھے۔جب آپ مجلس میں پہنچے تو وہ کہنے لگے: اے محمد! ﷺ ہم نے اتمام حجت کے لیے آپ کے پاس پیغام بھیجا ہے، ہم قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ جیسے آپ نے اپنی قوم کو مصیبت میں گرفتار کیا ہے ایسا کسی عرب نے پہلے نہیں کیا۔آپ نے ہمارے آباء کو برا بھلا کہا، ہمارے دین کو معیوب کیا، ہمارے دانش مندوں کو بے وقوف کہا، ہمارے خداؤں کو جھٹلایا اور ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کیا، کوئی ایسی قباحت باقی نہیں رہی جو آپ ہمارے اور ان کے درمیان نہ لے آئے ہوں۔اگر آپ نئے دین، نئے کلام سے مال اکٹھا کرنے کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے۔اگر کسی شرف وحشمت کے متلاشی ہیں تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم تجھے اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔اگر کوئی جن تمہارے پاس یہ کلام لے کر آتا ہے اور تم پر اس طرح غالب ہے کہ تم اسے خود دور نہیں کر سکتے تو ہم مال جمع کر کے آپ کا علاج کر دیتے ہیں (کفار تابع جن کو رئی کہتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تم نے میرے بارے گھٹیا تصور کیا ہے اس سے میرا نظریہ بالکل بلند اور مختلف ہے۔میں یہ کلام الٰہی نہ تو مال کی طلب، نہ شرف کے حصول اور نہ تمہارے اوپر حکومت کرنے کے لیے لایا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر روشن دلائل سے بھرپور کتاب نازل فرمائی ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں نیک اعمال پر بشارت اور انکار و بداعمالیوں پر وعید سناؤں۔میں نے

اس احکم الحاکمین کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے اور میں نے تمہیں پورے خلوص اور دلسوزی کے ساتھ نصیحت کی ہے۔ اگر تم میرے احکام کو قبول کرو گے تو دنیا و آخرت میں تمہیں سرفرازی اور نعمتوں سے مالا مال کیا جائے گا اور اگر تم میری تبلیغ کو قبول نہیں کرو گے تو میں امرالٰہی پر صبر کروں گا حتی کہ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان اپنا حتمی فیصلہ فرما دے۔ کفار نے کہا: اے محمد! (ﷺ) جو تجاویز ہم نے پیش کی ہیں وہ اگر تمہیں قبول نہیں ہیں تو تجھے معلوم ہے کہ اس پورے علاقہ میں ہم سے زیادہ تنگ دست، سخت زندگی اور تنگ مکان کوئی نہیں ہے ہمارے لیے اپنے رب سے استدعا کیجئے جس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ ان پہاڑوں نے ہماری وادی کو تنگ کر رکھا ہے ان کو کہیں دور ہٹا دے اور ہمارے علاقہ کو وسیع میدانی علاقہ بنا دے اور اس میں اسی طرح کی نہریں جاری کر دے جیسے شام اور عراق میں ہیں اور یہ دعا بھی کرو کہ وہ ہمارے مردہ آباء واجداد کو زندہ کر دے اور ان میں قصی بن کلاب بھی ہو کیونکہ وہ ایک سچا اور راست باز شخص تھا۔ ہم (اپنے بزرگوں) سے پوچھیں گے کہ جو تو کہتا ہے وہ حق ہے یا باطل ہے۔ اگر انہوں نے تیری تصدیق کر دی تو ہم بھی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بعثت کا مقصد یہ تو نہیں ہے۔ جو پیغام دے کر مجھے مبعوث کیا گیا وہ میں نے بحسن وخوبی پہنچا دیا ہے۔ اگر تم اسے قبول کرو تو دنیا و آخرت میں تمہارا حصہ ہے اور اگر تم رد کرو تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہوں گا۔ کفار نے کہا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنے رب سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہیں باغات، محلات اور سونے، چاندی کے خزانے عطا کرے تا کہ آپ کی یہ مفلسی کی کیفیت دور ہو جائے جو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ ہماری طرح بازاروں میں کھڑے ہوتے ہیں، رزق کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری بعثت کی یہ بھی غرض و غایت نہیں۔ کفار نے پھر کہا: ہم پر آسمان گرا دو جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ میرا رب ایسا کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کام بھی میرے رب کے سپرد ہے، اگر وہ اس طرح تمہاری درگت بنانا چاہے گا تو ضرور ایسا کر دے گا۔ انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ تمہارا رب جانتا ہے کہ ہم آپ کے پاس بیٹھتے ہیں اور ہم جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور جو ہم آپ سے طلب کرتے ہیں، پس وہ آپ کی طرف بڑھے اور آپ کو سکھائے وہ چیزیں جس کے ذریعے ہم تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیں اور وہ تجھے بتائے جو وہ ہمارے ساتھ کرنے والا ہے ورنہ جو آپ ہمارے پاس لائے ہیں ہم اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ کو یمامہ کا ایک شخص سکھاتا ہے جس کو رحمٰن کہا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم رحمٰن پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اے محمد! (ﷺ) ہم نے اپنا عذر آپ کو پیش کر دیا ہے، اللہ کی قسم! ہم آپ کو اور جو آپ نے ہمارے ساتھ کیا اس کو نہیں چھوڑیں گے حتی کہ ہم تجھے ہلاک کر دیں یا آپ ہمیں ہلاک کر دیں۔ ایک کہنے والے نے کہا: ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ ان کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا: اے محمد! (ﷺ) تمہاری قوم نے آپ کے سامنے چند مطالبات رکھے تھے جو آپ نے قبول نہیں کیے پھر انہوں نے آپ سے اپنے متعلق چند سوالات کیے تا کہ وہ جان لیں کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنا مرتبہ ہے، آپ نے وہ بھی نہ کیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ جس عذاب سے آپ انہیں ڈراتے ہیں وہ جلدی لے آئیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ پر ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا حتی

کہ تو اپنے ساتھ ایک کھلی کتاب لائے اور آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کی گواہی دیں کہ جو آپ کہتے ہیں ویسا ہی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ ایسا کر دکھائیں تو میں یقیناً آپ کی تصدیق کر دوں گا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش اور امید نہ پانے کی وجہ سے غمگین وحزین گھر لوٹ آئے (1)۔ عبداللہ بن ابی امیہ نے جو آپ سے کہا تھا اس کے متعلق اللہ نے قرآن نازل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے متعلق بھی آیت نازل فرمادی کہ ہم رحمٰن پر ایمان نہیں لاتے: كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ (الرعد: 30)'' اسی طرح ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ایک قوم میں جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں''۔ جو اپنے بارے مطالبات کیے تھے کہ پہاڑ چلائے جائیں، پہاڑ یہاں سے ہٹائے جائیں اس کے متعلق بھی قرآن نازل فرمایا۔ اور جو انہوں نے مردوں کے زندہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اس کے متعلق بھی قرآن نازل فرمایا: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ (الرعد: 31)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَفْجُرَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْاَرْضِ سے مراد اپنا علاقہ ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَنْۢبُوْعًا کا معنی چشمے ہیں۔ (5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے کہ يَنْۢبُوْعًا سے مراد وہ پانی ہے جو چشمے سے جاری ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ سے مراد زمین ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ كِسَفًا سے مراد ٹکڑے ہیں۔ (6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قبیلًا کا معنی عیاناً (سامنے) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: زُخْرُفٍ سے مراد سونا ہے۔ (7)

امام ابوعبید نے فضائل میں عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیۃ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا تھا کہ زُخْرُفٍ کیا ہے حتی کہ میں نے عبداللہ کی قرأت میں یہ لفظ سنا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اس سے مراد سونا ہے۔ (8)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی زُخْرُفٍ کا مطلب سونا روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کا مطلب یہ تھا کہ ہر شخص کی طرف رب العالمین کی طرف سے صحیفے آئیں، ہم میں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 91-189، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 191
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 184 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 186 7۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 187 8۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 188

ہر شخص کے سر پر صبح کے وقت صحیفہ رکھا ہوا ہو جس کی وہ تلاوت کرے۔ (1)

وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝۹۷ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۹۸ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۹۹

''اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو آپ نہیں پائیں گے ان (گمراہوں) کے لیے کوئی مددگار اس کے سوا اور ہم اٹھائیں گے انہیں قیامت کے روز منہ کے بل اس حال میں کہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے، جب بھی سرد ہونے لگے گی (جہنم کی آگ) تو ہم ان کے لیے اس کی آنچ کو بڑھا دیں گے یہ سزا ہے ان کی کیونکہ انہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور انہوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائے گے تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے از سر نو پیدا کر کے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ پیدا فرما دے ان کی مثل اور اس نے مقرر فرما دی ہے ان کے لیے ایک میعاد جس میں ذرا شک نہیں۔ پس انکار کر دیا ظالموں نے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کا) سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں''۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابونعیم (المعرفہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے مونہوں کے بل کیسے اٹھایا جائے گا؟ فرمایا جس ذات نے انہیں ٹانگوں پر چلایا وہ انہیں مونہوں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (الفرقان: 34)۔ لوگوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا مجھے بتاؤ کیا جس نے انہیں قدموں پر چلایا کیا وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟ (3)

امام ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 188، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 437، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، سورۂ فرقان، جلد 19، صفحہ 18

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کو تین گروہوں میں اٹھایا جائے گا، ایک گروہ پیدل ہوگا، ایک گروہ سوار ہوگا اور ایک گروہ اپنے مونہوں کے بل ہوگا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: جس ذات نے انہیں ان کے قدموں پر چلایا وہ انہیں ان کے مونہوں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے، بے شک وہ مونہوں کے ساتھ ہر پست جگہ اور کانٹے سے اجتناب کریں گے۔(1)

امام احمد، نسائی، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں ابوذر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: **وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا**۔ پھر فرمایا: مجھے صادق و مصدوق ذات نے بتایا کہ لوگ قیامت کے روز تین گروہوں میں اٹھائے جائیں گے، ایک گروہ کھارا ہوگا، لباس پہنے ہوئے ہوگا اور سوار ہوگا، دوسرا گروہ پیدل ہوگا اور دوڑ رہا ہوگا اور تیسرا گروہ اسے ملائکہ مونہوں کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، نسائی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں پیدل اور سوار اٹھایا جائے گا اور تمہارے مونہوں کے بل تمہیں کھینچا جائے گا، ادھر شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔(3)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے **عُمْيًا** کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں دیکھیں گے جو ان کے لیے باعث مسرت ہو، **بُكْمًا** وہ کوئی دلیل پیش نہیں کرسکیں گے، **وَّ صُمًّا** وہ کوئی ایسی بات نہیں سنیں گے جو انہیں خوش کرے۔(4)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی فاجر پر نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو(5) کیونکہ اس کے پیچھے ایک تیز طلب کرنے والا موجود ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا**۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا سرسبز اور میٹھی ہے، جو اس میں حرام طریقہ سے مال کمائے گا اور غلط راستے پر خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلت کے گھر میں اتارے گا، بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے مال میں تصرف کرتے ہیں (یعنی اسے فضول کاموں میں اڑاتے ہیں) ان کے لیے قیامت کے روز آگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا**۔(6)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ** کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہی لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔(7)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی المنذر رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ سے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 318 (مفہوم)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 399، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 608 (8686)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 193
5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 129 (4542)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 97-396
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

عنہما سے روایت کیا ہے کہ خَبَتْ کا معنی سَكَنَتْ ہے یعنی جب آگ بجھنے لگے گی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے: جب آگ بجھے گی تو وہ پھر بھڑ کا دی جائے گی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مذکورہ ارشاد کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں آگ جب ان بدبختوں کو جلا دے گی تو پھر ان کو بطور ایندھن جلایا جائے گا۔ جب ان کو پوری طرح جلا دے گی اور ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا تو آگ سرخ اور چمک دار ہو جائے گی، آگ کی خباء ت سے یہی مراد ہے پھر جب ان کے جسم دوبارہ تیار ہو جائیں گے تو آگ پھر سے انہیں جلانا شروع کر دے گی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الانباری رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آگ انکی کھالوں کو جلا دے گی تو ان کی کھالوں کو دوسری کھالوں سے بدل دیا جائے گا تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔(3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ كُلَّمَا خَبَتْ کا کیا مطلب ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: الخبأ سے مراد اس کا ایک مرتبہ بجھنا اور پھر بھڑکنا ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

وَتَخْبُوالنَّارُ عَنْ اَدْنٰى اَذَاهُمْ وَاَضْرَمَهَا اِذَا ابْتَرَدُوْا سَعِيْرًا

''آگ بجھتی اور بھڑکتی ہے ان کو اذیت دینے کی خاطر اور جب وہ ٹھنڈی ہوتی ہے تو دوبارہ بھڑکائی جاتی ہے''۔

امام ابن الانباری نے ابوصالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: كُلَّمَا خَبَتْ کا معنی كُلَّمَا حَمَتْ ہے (جب گرم ہوگئی)۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝۱۰۰

''فرمایئے اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت ضرور ہاتھ روک لیتے اس خوف سے کہ کہیں (سارے خزانے) ختم ہی نہ ہو جائیں۔ واقعی انسان بڑا تنگ دل ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ سے مراد رزق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ، یعنی اگر رزق کے خزانے تمہارے ملکیت ہوتے تو تم کسی کو کچھ بھی نہ کھلاتے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ کا معنی فقر روایت کیا ہے اور قَتُوْرًا کا معنی بخیلاً روایت کیا ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 194، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 15، صفحہ 196

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ کا معنی بھوک کا اندیشہ ہے اور قَتُوْرًا کا معنی بخیل اور کنجوس ہے۔ (1)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا﴿۱۰۴﴾ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا﴿۱۰۵﴾

"اور ہم نے عطا فرمائی تھیں موسیٰ (علیہ السلام) کو نو روشن نشانیاں، آپ خود پوچھ لیں بنی اسرائیل سے جب موسیٰ آئے تھے ان کے پاس۔ پس فرعون نے آپ کو کہا: اے موسیٰ! میں تمہارے متعلق خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ کلیم نے جواباً فرمایا: (اے فرعون!) تو خوب جانتا ہے کہ نہیں اتارا ان نشانیوں کو مگر آسمانوں اور زمین کے رب نے، یہ بصیرت افروز ہیں اور اے فرعون! میں تیرے متعلق یہ خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک کر دیا جائے گا پس اس نے ارادہ کر لیا کہ بنی اسرائیل کو ملک سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ سو ہم نے غرق کر دیا اسے اور اس کے سارے ساتھیوں کو اور ہم نے حکم دیا فرعون کو غرق کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو کہ تم آباد ہو جاؤ اس سرزمین میں، پس جب آئے گا آخرت کا وعدہ تو ہم لے آئیں گے تمہیں سمیٹ کر اور حق کے ساتھ ہی ہم نے اسے اتارا ہے اور حق کے ساتھ ہی وہ اترا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر (رحمت الٰہی کا) مژدہ سنانے والا اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا"۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کئی طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ سے مراد یہ نشانیاں ہیں: ید بیضا، عصا، طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک، خون، قحط سالی اور پھلوں کی کمی۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نو نشانیوں سے مراد یہ ہیں: موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ، آپ کا عصا، آپ کی زبان، سمندر، طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون۔ (3)

امام طیالسی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 196، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 318 (مفہوم)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 197

طبرانی، ابن قانع، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک دوست سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے دوست نے کہا: تم اپنی زبان سے اسے نبی نہ کہو: اگر اس نے یہ بات سن لی تو بڑا خوش ہوگا۔ پس وہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نو آیات بینات کے متعلق سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا: وہ نو آیتیں یہ ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) کسی کو بے گناہ قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تا کہ وہ اسے قتل کرے (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگاؤ (۹) میدان جنگ کے دن بھاگو نہیں اور اے یہودیو! تمہارے لیے خاص حکم یہ ہے کہ تم ہفتہ کے دن نافرمانی سے باز رہو۔ صفوان کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جامع جواب سن کر انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ فرمایا: تم کو اسلام قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد سے نبی ہو، ہمیں یہ ڈر ہے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ان سے مَثْبُوْرًا کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مُخَالِفًا (مخالفت کرنے والا)، فرمایا: انبیائے کرام اس بات سے بہت بلند ہوتے ہیں کہ انہیں برا بھلا کہا جائے۔

امام سعید بن منصور، احمد (نے الزہد میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فَسَأَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کا مطالبہ کیا کہ انہیں ان کے ساتھ بھیج دے۔ (2)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے فَتَلَ بغیر الف کے لکھا جس طرح انہوں قَالَ کو قَلَ لکھا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ کو لَقَدْ عَلِمْتُ یعنی رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! اللہ کے دشمن نے نہیں جانا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَقَدْ عَلِمْتَ (بالنصب) پڑھتے تھے۔ یعنی فرعون کو خطاب ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ (النمل: 14) (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے مَثْبُوْرًا کا معنی مَلْعُوْنًا (لعنت کیا گیا) روایت کیا ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 200 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 201
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 202 5۔ ایضاً

امام الشیرازی نے الالقاب میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت میمونہ بن مہران رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: مَثْبُوۡرًا کا معنی کم عقل ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے مَثْبُوۡرًا کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا اس کا معنی ملعون اور خیر سے محروم ہے۔ اس نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے عبداللہ بن الزبعری کا یہ شعر نہیں سنا:

اِذَا اَتَانِی الشَّیْطَانَ فِیْ سِنَۃِ النَّوْمِ وَمَنْ مَالَ مَیْلَۃَ مَثْبُوۡرًا

''اونگھ میں شیطان میرے پاس آیا اور جو مائل ہو گیا لعنت کیا گیا''۔

امام ابن جریر نے حضرت العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے لَفِیۡفًا کا معنی جمیعًا (تمام) روایت کیا ہے۔(1)

وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾

''اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔ آپ (کفار کو) کہیے خواہ تم ایمان لاؤ اس پر یا نہ ایمان لاؤ، بے شک وہ لوگ جنہیں دیا گیا علم اس سے پہلے جب اسے پڑھا جاتا ہے ان کے سامنے تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔ اور کہتے ہیں (ہر عیب اور نقص سے) پاک ہے ہمارا رب بلاشبہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل گریہ وزاری کرتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے (خضوع و) خشوع کو بڑھا دیتا ہے''۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرقناہ کو فرقناہ (یعنی شد کے ساتھ) پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے: قرآن حکیم آسمان دنیا پر رمضان شریف کی لیلۃ القدر میں یک بارگی نازل ہوا۔ جب مشرکین کوئی نیا سوال کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں آیات نازل فرماتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیس سال میں قرآن کو جدا جدا اتارا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، محمد بن نصر اور ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت الضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن لوح محفوظ سے اذن الٰہی کے ساتھ کراماً کاتبین سفیروں کے ذریعے آسمان دنیا پر یک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 205 (مختصراً)

بارگی نازل ہوا پھر ان فرشتوں نے جبرئیل پر بیس راتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا۔ پھر جبرئیل نے اسے نبی کریم ﷺ پر بیس سالوں میں اتارا مشرکین نے کہا قرآن ان پر یک بارگی نازل کیوں نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ (الفرقان:32) یعنی ہم نے تجھ پر اس لیے جدا جدا کر کے اتارا تا کہ آپ ان کے ہر سوال کا جواب دے سکیں۔ اگر ہم اسے یک بارگی نازل کرتے پھر یہ آپ سے سوال کرتے تو آپ کے پاس ان کے سوال کا جواب نہ ہوتا۔

امام البزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن یک بارگی نازل کیا گیا حتی کہ وہ آسمان دنیا میں بیت العزۃ میں رکھا گیا۔ پھر وہاں سے جبرئیل نے محمد ﷺ کے قلب پر بندوں کے کلام اور اعمال کے جواب کے مطابق نازل کیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے فرقنا (یعنی شد کے ساتھ) پڑھتے تھے یعنی ایک ایک آیت کر کے نازل کیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن کی پانچ پانچ آیات سیکھو کیونکہ جبرئیل نبی کریم ﷺ پر پانچ پانچ آیات قرانیہ لے کر آتے تھے۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابو نضرہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو سعید الخدری ہمیں پانچ آیات صبح اور پانچ آیات شام کو سکھاتے تھے اور ہمیں بتاتے تھے کہ جبرئیل امین بھی قرآن کی پانچ پانچ آیتوں کے ساتھ آتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَرَقْنٰهُ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی ہم نے اسے بیان کر دیا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فَرَقْنٰهُ کا معنی فَصَّلْنٰهُ ہے۔ مُكْثٍ کا معنی مدت ہے، اذقان سے مراد چہرے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد مُكْثٍ کا معنی ٹھہر ٹھہر کر روایت کیا ہے۔

امام ابن الضریس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قرآن، ایک دو راتوں میں یا ایک دو مہینوں میں یا ایک دو سالوں میں نازل نہیں ہوا بلکہ اس کی ابتدا اور انتہا کے درمیان بیس سال کا فاصلہ ہے یا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ قرآن نبی کریم ﷺ پر آٹھ سال تک مکہ میں اور دس سال ہجرت کے بعد نازل ہوتا رہا۔ حضرت قتادہ فرماتے تھے: دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں نازل ہوتا رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد اہل کتاب کے لوگ ہیں۔ جب انہوں نے وہ کلام سنا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 205 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 08-205 4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 208

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَبْلِهٖۤ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اِذَا یُتْلٰى جوان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے: اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ سے مراد ان کی اپنی کتاب ہے۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد الاعلیٰ التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جسے ایسا علم دیا گیا جو اسے خالق کی (یاد اور خوف) کے لیے نہیں رلاتا اسے ایسا علم دیا گیا ہے جو غیر نافع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی تعریف اس طرح بیان کی ہے وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ "اور وہ گر پڑے ہیں تھوڑیوں کے بل گریہ وزاری کرتے ہوئے"۔(2)

امام احمد نے الزہد میں ابو الجراح سے اور انہوں نے ابو حازم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص رو رہا تھا۔ جبرئیل نے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں ہے۔ جبرئیل نے کہا ہم بنی آدم کے تمام اعمال کا وزن کرتے ہیں سوائے رونے کے۔ اللہ تعالیٰ ایک آنسو کے ساتھ جہنم کی آگ کی نہروں کو بجھا دیتا ہے۔(3)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت نضر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی امت کا ایک شخص روئے تو اللہ تعالیٰ اس ایک شخص کے رونے کی وجہ سے اس پوری امت کو آگ سے نجات عطا فرما دے۔ ہر عمل کا وزن اور ثواب ہوگا سوائے آنسو کے، ایک آنسو آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ جو آنکھ خشیت الٰہی کی وجہ سے اپنے آنسوؤں کے ساتھ ڈبڈبا گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیا۔ اگر آنسو رخسار پر بہہ پڑا تو اس چہرے پر کالک اور ذلت نہ چھائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الجید ابو عثمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! جس شخص کی آنکھ سے آنسو تیری خشیت کی وجہ سے بہہ پڑیں اس کی کیا جزا ہے؟ فرمایا: اس کی جزا یہ ہے کہ میں اسے بڑی گھبراہٹ والے دن امن عطا فرماؤں گا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾

"آپ فرمائیے یا اللہ کہہ کر پکارو، یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں اور نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو اسے اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 209

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 35، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے دعا مانگتے تھے، آپ کہتے یا اللہ...... یارحمٰن...... اہل مکہ نے جب آپ سے یہ کلمات سنے تو وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے (اور کہا کہ ہمیں تو دو خداؤں کے پکارنے سے منع کرتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکارتا ہے) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں نماز پڑھی پھر دعا کی تو دعا میں کہا یا اللہ...... یارحمٰن...... مشرکین نے کہا: اس صابی (دین سے پھرنے والا) کو دیکھو، ہمیں تو دو خداؤں کو پکارنے سے منع کرتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکارتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ کھیت میں تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی۔ یہود نے آپ ﷺ سے رحمٰن کے متعلق پوچھا۔ یمامہ میں ایک کاہن تھا جس کا نام رحمٰن تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت مکحول سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات نماز تہجد پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے سجدہ میں کہا یارحمٰن...... یارحیم...... ایک مشرک نے آپ کی آواز سن لی تو صبح اس نے ساتھیوں سے کہا: دیکھو، ابن ابی کبشہ اس رحمٰن کو پکار رہا تھا جو یمن میں ہے۔ یمن میں ایک شیخ تھا جس کو رحمٰن کہا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت نہشل بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ چوری سے امان ہے۔

مہاجرین میں سے ایک صحابی نے یہ آیت تلاوت فرمائی، جہاں وہ سویا تھا وہاں ایک چور داخل ہوا۔ اس نے گھر کا سارا سامان جمع کیا اور اٹھا لیا۔ وہ گھر کا مالک سویا ہوا نہیں تھا۔ جب چور دروازے پر پہنچا تو اس نے دروازہ بند پایا۔ اس نے سامان کی گٹھڑی رکھ دی۔ اس نے تین مرتبہ کوشش کی (لیکن دروازہ بند پایا) گھر کا مالک ہنسا اور کہا میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر رکھا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَيًّا مَّا تَدْعُوْا یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے جس نام سے پکارو۔ (3)

امام سعید بن منصور، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے، جب مشرکین آپ کی آواز سنتے تو قرآن کی نازل کرنے والے کی اور قرآن کو لانے والے کی گستاخی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی آواز سے قرأت نہ کیا کرو تا کہ مشرکین قرآن کو سن کر اس کی توہین اور گستاخی نہ کریں، وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور آواز کو اتنا پست بھی نہ کرو کہ صحابہ کرام کو بھی نہ سنا سکیں۔ وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 210، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً
4۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 686، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن اسحاق، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز میں جب جہری قرأت کرتے تو مشرکین تتر بتر ہو جاتے اور آپ کا قرآن سننے سے انکار کرتے۔ جب ان میں سے کوئی نماز کی حالت میں آپ ﷺ سے کلام سننا چاہتا تو وہ دوسرے مشرکین سے ڈر کی وجہ سے چوری چھپے سنتا۔ اگر وہ دیکھتا کہ مشرکین نے اسے قرآن سنتے ہوئے پہچان لیا ہے تو ان کی اذیت کے خوف سے چلا جاتا اور قرآن نہ سنتا۔ اگر رسول اللہ ﷺ پست آواز میں تلاوت کرتے تو جو آپ کی قرأت کو سنتے تھے وہ بھی نہیں سن سکتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اپنی آواز کو قرأت کے ساتھ بلند نہ کرو تا کہ مشرکین آپ سے بھاگ جائیں۔ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور اتنا پست بھی آواز کو نہ کرو کہ جو چوری چھپے سننا چاہتا ہے وہ بھی نہ سن سکے ہو سکتا ہے۔ قرآن سن کر وہ اپنی جہالت سے باز آ جائے اور اس سے نفع اٹھائے۔ وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان معتدل راستہ)۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ میں جہری قرأت کرتے تھے تو آپ کو اذیت دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھتے تو جہراً قرأت کرتے، مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تو یہ ارشاد نازل ہوا۔ (2)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو جہری قرأت کرتے تھے، اس قرأت نے مشرکین کو اذیت دی، پھر آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے انتہائی مخفی انداز میں قرأت شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور سورۂ اعراف میں فرمایا وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ (الاعراف: 205)

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کے تحت روایت کیا ہے: جب کوئی شخص نماز میں دعا مانگتا تھا تو وہ آواز کو بلند کرتا تھا۔ (3)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مسیلمہ کذاب کو رحمٰن کہا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو جہراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ مشرکین نے کہا: یہ یمامہ کے الٰہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کا ارشاد نازل فرما دیا۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتے تھے۔ مسیلمہ کو رحمٰن کہا جاتا تھا۔ پس مشرکین نے جب نبی کریم ﷺ سے یہ الفاظ سنے تو کہنے لگے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 198 (8093)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 273 (11710)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 185 (11442)

انہوں نے مسیلمہ الہ الیمامہ کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ تالیوں اور سیٹیوں کے ساتھ آپ کی نماز میں خرابی پیدا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔ (1)

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب قرآن بلند آواز سے پڑھتے تو مشرکین کو بڑا دکھ ہوتا۔ وہ نبی کریم ﷺ کو گستاخانہ کلمات سے اذیت پہنچاتے، یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا۔ اے پیارے محمد! اپنی آواز کو اتنا پست نہ کرو کہ آپ کے کان بھی نہ سن سکیں وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا بلکہ اعلان اور اخفاء کے درمیان معتدل راستہ اختیار کرو۔ نہ زیادہ آواز بلند ہو اور نہ بالکل پست ہو حتیٰ کہ آپ کے کان بھی نہ سن سکیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہ سب کچھ ترک کر دیا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرأت کرتے تو آہستہ قرأت کرتے۔ حضرت عمر جب قرأت کرتے تو بلند آواز سے کرتے۔ حضرت ابوبکر سے کہا گیا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہوں، اسے میری حاجت کا علم ہے۔ حضرت عمر سے پوچھا گیا: تم اتنی بلند آواز میں قرأت کیوں کرتے ہو؟ فرمایا شیطان کو بھگاتا ہوں اور سونے والوں کو جگاتا ہوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر سے کہا گیا تم تھوڑا بلند آواز سے پڑھو اور حضرت عمر سے کہا گیا تم تھوڑا پست آواز میں پڑھا کرو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابوبکر رات گئے نماز پڑھتے تو آواز کو انتہائی پست رکھتے اور حضرت عمر جب نماز پڑھتے تو آواز کو انتہائی اونچا رکھتے۔ حضرت عمر نے کہا: اے ابوبکر! اگر آپ آواز کو کچھ بلند کرتے (تو بہتر ہوتا) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر آپ آواز کو تھوڑا پست رکھتے (تو بہتر ہوتا)۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا اپنا معاملہ پیش کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں یاروں کو بلا بھیجا، وہ آئے تو ابوبکر کو فرمایا: اپنی آواز کو کچھ بلند کرو اور حضرت عمر سے فرمایا: تم اپنی آواز کو تھوڑا پست کرو۔

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے الناسخ میں البزار، النحاس، ابن نصر، ابن مردویہ، اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی۔ (3)

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت تشہد کے بارے نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت سوال اور دعا کے بارے نازل ہوئی۔ (5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 199 (8100) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 214

3۔ معرفۃ السنن والآثار از بیہقی، جلد 3، صفحہ 108 (3901) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 215 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 211

امام محمد بن نصر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کے پاس نماز پڑھتے تو دعا میں آواز کو بلند کرتے۔ مشرکین نے آپ کو اذیت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، بخاری (نے تاریخ میں)، ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت دراج ابو السمح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں ایک بوڑھے انصاری صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آیت وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ دعا کے بارے میں نازل ہوئی (یعنی) اپنی دعا میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو کیونکہ تم اپنے گناہوں کو ذکر کرو گے تو لوگ سنیں گے اور ان کی وجہ سے تمہیں عار دلائی جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ دعا کے بارے نازل ہوئی۔ لوگ دعا میں بلند آواز کرتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ۔ یہ آیت نازل ہوئی، تو انہیں درمیانی راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بنی تمیم کے اعراب جب نبی کریم ﷺ پر سلام پیش کرتے تو اس طرح کہتے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اِبِلًا وَّ وَلَدًا اے اللہ! ہمیں اونٹ اور اولاد عطا فرما۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت دعا اور سوال کے متعلق نازل ہوئی۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی لوگوں کے دکھاوے کے لیے نماز نہ پڑھو، وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور لوگوں کے خوف سے نماز کو چھوڑ نہ دو۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ریا کاری کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور حیاء کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی نماز کو کلیۃً جہری نہ بناؤ، وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور نہ کلیۃً سری بناؤ۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت ابی زرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبد اللہ بن عمر کی قرأت میں وَ لَا تُخَافِتْ بِصَوْتِكَ وَ لَا تَعَالَ بِهٖ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس نے اخفاء نہیں کیا جس نے اپنے کانوں کو سنایا۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 198 (8095)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 199 (8097)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 196 (29763)
4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 256 (13029)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 198 (8091)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: علم، عمل سے بہتر ہے اور بہتر امر درمیانہ ہے اور نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ امور میں سے بہتر امر معتدل ہے۔

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

''اور آپ فرمائیے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے نہیں بنایا (کسی کو اپنا) بیٹا اور نہیں ہے جس کا کوئی شریک حکومت وفرمانروائی میں اور نہیں ہے اس کا کوئی مددگار درماندگی میں اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجہ کی بڑائی''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود اور نصاریٰ کہتے تھے کہ اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا) عرب کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ (یہ عرب تلبیہ پڑھتے تھے) (میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، مگر جو شریک ہے وہ تیرے لیے ہے اس کا بھی مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے اس کا بھی تو مالک ہے) صابیون اور مجوس نے کہا: اگر اللہ کے اولیاء نہ ہوتے تو وہ درماندہ ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نہ وہ کسی سے ڈرا اور نہ اس نے کسی کی مدد طلب کی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وہ کہتے ہیں اس سے بڑھ کر تم اس کی بڑائی بیان کرو۔

احمد اور طبرانی نے معاذ بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آیۃ العز یہ آیت ہے: وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔(3)

امام ابویعلیٰ اور ابن السنی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے جب کہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تھا، آپ ایک بوسیدہ حالت شخص کے پاس آئے اور فرمایا: اے فلاں! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا بیماری اور تکلیف سے دوچار ہوں۔ فرمایا: کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جو تجھ سے بیماری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 218، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 217

3۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 192 (30-429)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اور تکلیف دور کریں؟ فرمایا یہ پڑھ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ پھر دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اس کی حالت بہت اچھی تھی، پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں ہمیشہ وہ کلمات پڑھتا ہوں جو آپ نے مجھے سکھائے تھے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جب بھی کوئی مصیبت لاحق ہوئی تو جبرئیل انسانی شکل میں میرے پاس آئے اور کہا یہ پڑھو۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، الآیہ۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو یہ آیت سکھاتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الآیہ)۔ ہر چھوٹے، بڑے کو سکھاتے تھے۔ (1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عبدالکریم بن ابی امیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بنی ہاشم کا کوئی بچہ بولنے لگتا تو آپ اسے یہ آیت سات بار سکھاتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الآیہ)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عبدالکریم عن عمرو بن شعیب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ بنی عبد المطلب کا کوئی بچہ بولنے لگتا تو نبی کریم ﷺ اسے یہ آیت سات بار سکھاتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الآیہ)

امام ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

امام ابن السنی اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: جب تو بستر پر جائے تو یہ پڑھا کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِي..... سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَعْلٰى ..... حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ ..... قَضٰى، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَاً وَلَا وَرَاءَ اللّٰهِ مُلْتَجَاً ..... تَوَكَّلْتُ عَلٰى رَبِّي وَرَبِّكُمْ..... مَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا..... (الآیۃ) جو شخص نیند کے وقت یہ پڑھے گا۔ پھر شیاطین اور کیڑے مکوڑے کے درمیان بھی سو جائے گا تو اسے وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تورات تمام کی تمام بنی اسرائیل کی پندرہ آیتوں میں ہے، پھر یہ تلاوت فرمائی لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 217، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً